ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

ماہنامہ

التبلیغ

راولپنڈی

جلد 20 شمارہ 05

دسمبر 2022ء - جمادی الاولیٰ 1444ھ

بشرفِ دعا

حضرت نواب محمد عشرت علی خان قیصر صاحب رحمہ اللہ

وحضرت مولانا ڈاکٹر تنویر احمد خان صاحب رحمہ اللہ

مدیر
مفتی محمد رضوان

ناظم
مولانا عبدالسلام

مجلسِ مشاورت

مفتی محمد یونس — مفتی محمد ناصر — مولانا طارق محمود

فی شمارہ.................... 50 روپے

سالانہ.................... 500 روپے

خط وکتابت کا پتہ

ماہنامہ التبلیغ پوسٹ بکس 959

راولپنڈی پوسٹ کوڈ 46000 پاکستان

پبلشرز

محمد رضوان

سرحد پرنٹنگ پریس، راولپنڈی

مستقل رکنیت کے لئے اپنے مکمل ڈاک کے پتہ کے ساتھ سالانہ فیس صرف 400 روپے ارسال فرما کر گھر بیٹھے ہر ماہ ماہنامہ "التبلیغ" حاصل کیجئے

قانونی مشیر

محمد شرجیل جاوید چوہدری

ایڈووکیٹ ہائی کورٹ

0323-5555686

ڈاک کا پتہ تبدیل ہو جانے یا ماہنامہ موصول نہ ہونے کی صورت میں رکنیت نمبر کا حوالہ دے کر فوری اطلاع کریں

اس دائرہ میں سرخ نشان آپ کی رکنیت ختم ہونے کی علامت ہے، آئندہ شمارہ رکنیت فیس موصول ہونے پر ارسال کیا جا سکے گا

برائے رابطہ ...... ادارہ غفران ٹرسٹ چاہ سلطان گلی نمبر 17

عقب پٹرول پمپ وچھڑا گودام راولپنڈی صوبہ پنجاب پاکستان

فون: 051-5507530-5507270 فیکس: 051-5702840

www.idaraghufran.org

Email: idaraghufran@yahoo.com

www.facebook.com/Idara Ghufran

www.idaraghufran.org

ترتیب وتحریر

صفحہ

آئینۂ احوال..................تنقید وتنقیح اور طعن وتشنیع..............مفتی محمد رضوان 3

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط33)..........................اہلِ کتاب کی ذلت، اللہ کا

غضب اور اس کے اسباب..// // 5

درسِ حدیث .... برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط14)... // // 12

مقالات ومضامین: تزکیۂ نفس، اصلاحِ معاشرہ واصلاحِ معاملہ

دوسروں کو اپنے مزاج کا پابند بنانے کی سوچ...........................مولانا شعیب احمد 16

علم کے مینار:........... امت کے علماء وفقہاء (قسط22)........مفتی غلام بلال 21

تذکرۂ اولیاء:..............عمر رضی اللہ عنہ کا احترام اور رعب......مولانا محمد ریحان 24

پیارے بچو!..........................سردیوں کی سستی.......................// // 26

بزمِ خواتین ....امامت اور جماعت میں خواتین

کے اختیارات (نواں حصہ)...مفتی طلحہ مدثر 28

آپ کے دینی مسائل کا حل ....تکفیر بازی

ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط2)...ادارہ 35

کیا آپ جانتے ہیں؟........................ تکرارِ جنازہ وانتقالِ

میت کی تحقیق (قسط5)..مفتی محمد رضوان 145

عبرت کدہ ....موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ناراضگی........مولانا طارق محمود 148

طب وصحت ....ایلو ویرا (Aloe Vera) اور

''ثُفَّاءُ'' (Garden Cress) کی افادیت......................حکیم مفتی محمد ناصر 153

اخبارِ ادارہ .... ادارہ کے شب وروز..........................// // 155

www.idaraghufran.org

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

آئینۂ احوال

مفتی محمد رضوان

تنقید و تنقیح اور طعن و تشنیع

ہم جس پُرفتن دور سے گزر رہے ہیں، اس میں مسلمانوں کے درمیان وحدت و اجتماعیت کا شدید فقدان پایا جاتا ہے، جگہ جگہ ذرا ذرا سی باتوں پر فتنہ و فساد اور باہمی بغض و عناد پھیلا ہوا ہے۔

مسلمانوں میں فرقہ بندی کا جو قدیم سے افسانہ چلا آ رہا ہے، وہ تو ایک طرف ہے، اب تو خاص طور پر ہمارے یہاں چند عشروں سے ایک ایک مسلک اور مکتبِ فکر میں کئی کئی جتھے اور دھڑے اس انداز میں قائم ہوتے جا رہے ہیں، جن کی طرف سے باہم ایک دوسرے کے ساتھ اختلاف کا طرزِ عمل، اہلِ سنت کے فرقِ باطلہ کے ساتھ اختلاف سے کچھ زیادہ مختلف دکھائی نہیں دیتا، اور اس میں جذبہ اصلاح و خیر خواہی اور تنقید و تنقیح سے زیادہ طعن و تشنیع اور تعصب و تحزب کا عنصر شامل ہوتا ہے۔

اور اب یہ سلسلہ ترقی کرتے کرتے اپنی اپنی پسندیدہ ایک ایک شخصیات تک جا پہنچا ہے، مذہب، مسلک اور مکتبِ فکر کا معاملہ بہت پیچھے رہ گیا ہے، سوشل میڈیا اور یوٹیوب کے ذریعہ نشر ہونے والے ذرا ذرا سے اقتباسات پر طرفین سے طعن و تشنیع کا ایسا طوفانِ بدتمیزی برپا کیا جاتا ہے، جس کی کوئی حد و حساب نہیں، ہر ٹیوبر کا فالور اپنے یوٹیوبر کی دل کھول کر حمایت اور اس کا دفاع اور صفائی پیش کرتا ہے، اور اس کا مخالف اس کے برعکس اس کی طرف طرح طرح کے الزامات منسوب کر کے خوب خبر لیتا ہے، اور اس طرح اکثر و بیشتر ایک چھوٹے سے اقتباس پر نقد و جرح کا نہ ختم ہونے والا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، جبکہ اصل بنیاد ذرا سی ''رسی'' ہوتی ہے، جس کو ''سانپ'' بنا کر پیش کیا جاتا ہے اور نتیجہ و مآل کے اعتبار سے انجام اس پر ہوتا ہے کہ ''کھودا پہاڑ، نکلا چوہا''

ان حالات میں جب ذرا ذرا سی بات پر ایک دوسرے کے خلاف طعن و تشنیع اور لعن طعن کا بازار گرم ہو، صحیح تحقیق و توضیح اور تنقیح و تنقید کی کیا توقع کی جا سکتی ہے، جس میں ''تعصب و تحزب'' نے اپنی جڑیں نہایت مضبوط کر لی ہوں، جہاں آراء و اقوال سے اختلاف کے بجائے قائلین و اشخاص ہی کو

www.idaraghufran.org

ہدفِ تنقید اور موجبِ طعن وتشنیع بنالیا گیا ہو، اور اس مضبوط جڑ پر مشتمل درخت پر طرح طرح کے رنگ برنگ پھل بھی لگ چکے ہوں، جن کو توڑ توڑ کر ہر ایک مزے لے لے کر کھا رہا ہو، اور کھا کر ڈکار بھی نہ لے رہا ہو، ایسی حالت میں اس ''تعصب وتحزب'' کے درخت کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنا اور زبان کے چسکے کو چھڑانا آسان کام نہیں ہوتا۔ مذکورہ حالات میں اس امر کی شدید ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ نقد وجرح کے اس طعن وتشنیع اور لعن وطعن کے مادر پدر آزاد طرزِ عمل سے اجتناب کیا جائے، اختلافِ آراء کے ساتھ احترامِ اشخاص، کوملحوظ رکھا جائے، یا بالفاظِ دیگر قائل کے بجائے، اس کے قول سے اختلاف کو اصل ہدفِ اصلاح وتنقید بنایا جائے، اور اس میں بھی ہر اختلاف کو اس کے درجہ پر رکھا جائے، اسے اپنے درجہ سے بڑھایا نہ جائے۔ سنجیدہ اصحابِ علم اگر اپنے اپنے حلقہ ومکتبِ فکر سے وابستہ ومنسلک افراد کو اس طرزِ عمل پر جذبۂ ہمدردی وخیر خواہی کے ساتھ متنبہ ومتوجہ کریں گے، تو امید ہے کہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس کے مثبت ومؤثر نتائج واثرات برآمد ہوں گے۔

لیکن اس عمل کے لیے ہمت وحوصلہ کی ضرورت ہے، کیونکہ اس وقت تقریباً ہر مکتبِ فکر اور ہر حلقہ میں ایسے متشدد ومتعصب افراد موجود ہیں، جو اپنے مکتبِ فکر، یا اپنے ہم خیال اشخاص وافراد کی فکر اور طرز کے خلاف کوئی آواز بھی سننے کے لیے تیار نہیں، اور ایسی صورت میں وہ اصلاح وتنقید کرنے والے کو ہی اپنے مسلک ومکتبِ فکر اور اپنے حلقہ سے نکال باہر پھینکنا چاہتے ہیں، اور اگر اس کام کو دوسرے مکتبِ فکر، یا دوسرے حلقہ کا کوئی شخص انجام دے، اس کو تو پہلے ہی گویا کہ اہلُ السنۃ والجماعۃ، یا جماعتِ مسلمین سے خارج خیال کیا جاتا ہے، ایسی صورت میں ان پر اس کی بات کا اثر کیونکر ہوگا۔

اور ہم سمجھتے ہیں کہ یہ تمام چیزیں، ان مکاتبِ فکر، یا جماعت سے منسلک افراد کی تربیت وتزکیہ اور اصلاح نہ ہونے کی وجہ سے لازم آ رہی ہیں، اس لیے ہر مکتبِ فکر وجماعت کو اپنے ساتھ منسلک افراد کی تعلیم کے ساتھ تربیت وتزکیہ اور اصلاحِ نفس کی بھی اشد ضرورت ہے، بصورتِ دیگر اپنے اپنے حلقہ وطبقہ میں موجود ان کالی بھیڑوں کی نشاندہی اور حوصلہ شکنی کرنا ضروری ہے، تاکہ کسی کی چادر تلے چھپ کر ان کو ''بھیڑیا'' کا کردار ادا کرنے کی ہمت وجرأت نہ ہو سکے۔

اللہ تعالیٰ اصلاحِ احوال کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

www.idaraghufran.org

درسِ قرآن (سورہ آلِ عمران: قسط33، آیت نمبر112)   مفتی محمد رضوان

اہلِ کتاب کی ذلت، اللہ کا غضب اور اس کے اسباب

ضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ اَيْنَ مَا ثُقِفُوْٓا اِلَّا بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ وَبَآءُوْ بِغَضَبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الْمَسْكَنَةُ. ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ. ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ (سورة آل عمران، رقم الآية ١١٢)

ترجمہ: ماردی گئی ان پر ذلت جہاں بھی وہ پائے جائیں، مگر اللہ کی طرف سے رسی کے ذریعہ، اور لوگوں کی طرف سے رسی کے ذریعہ، اور مستحق ہوئے وہ غضب کے اللہ کی طرف سے، اور ماردی گئی ان پر پستی، یہ اس وجہ سے ہے کہ بے شک وہ کرتے تھے کفر، اللہ کی آیات کا، اور قتل کرتے تھے وہ انبیاء کو بغیر حق کے، یہ اس وجہ سے ہے کہ نافرمانی کی انہوں نے، اور تھے وہ زیادتی کرتے (سورہ آلِ عمران)

تفسیر وتشریح

مذکورہ آیت سے پہلے اُن اہلِ کتاب کی طرف سے ایذاء کی شکل میں ضرر پہنچنے اور مسلمانوں کے مقابلہ میں پیٹھ پھرانے کا ذکر تھا، جو ایمان نہیں لائے۔

اب مذکورہ آیت میں اُن اہلِ کتاب پر ذلت اور پستی مارنے، اور اللہ کے غضب کے مستحق ہونے، اور اس کے اسباب کا ذکر ہے کہ انہوں نے اللہ کی آیات کا کفر کیا، اور انبیاء کو ناحق قتل کیا، کیونکہ وہ اللہ کے نافرمان اور زیادتی کے مرتکب تھے۔

سورہ بقرہ میں بھی اس طرح کا مضمون درجِ ذیل الفاظ میں گزر چکا ہے:

وَضُرِبَتْ عَلَيْهِمُ الذِّلَّةُ وَالْمَسْكَنَةُ وَبَاءُوْا بِغَضَبٍ مِنَ اللّٰهِ ذٰلِكَ بِأَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِآيَاتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّبِيِّيْنَ بِغَيْرِ الْحَقِّ ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا

www.idaraghufran.org

وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ(سورة البقرة، ٦١)

ترجمہ:اور ماردی گئی ان پر ذلت اور پستی،اور مستحق ہوئے وہ غضب کے اللہ کی طرف سے،یہ اس وجہ سے ہے کہ بے شک وہ کفر کرتے تھے اللہ کی آیات کا اور قتل کرتے تھے وہ نبیوں کو بغیر حق کے،یہ اس وجہ سے ہے کہ نافرمانی کی انہوں نے،اور تھے وہ زیادتی کرتے (سورہ بقرہ)

سورہ مائدہ میں بھی اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی ان بری عادات کا ذکر ان الفاظ میں فرمایا ہے:

لُعِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْۢ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ عَلٰى لِسَانِ دَاوٗدَ وَ عِيْسَى ابْنِ مَرْيَمَ. ذٰلِكَ بِمَا عَصَوْا وَّ كَانُوْا يَعْتَدُوْنَ. كَانُوْا لَا يَتَنَاهَوْنَ عَنْ مُّنْكَرٍ فَعَلُوْهُ. لَبِئْسَ مَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ(سورة المائدة، رقم الآيات ٧٨ و ٧٩)

ترجمہ: لعنت کی گئی ان لوگوں پر جنہوں نے کفر کیا،بنی اسرائیل میں سے،داؤد کی زبان پر اور عیسیٰ بن مریم کی زبان پر،یہ اس وجہ سے ہے کہ نافرمانی کی انہوں نے، اور تھے وہ زیادتی کرتے۔نہیں رکتے تھے وہ منکر سے،جو وہ کرتے تھے،یقیناً بہت ہی بری تھیں وہ چیزیں،جو وہ کرتے تھے(سورہ مائدہ)

سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیت میں اہلِ کتاب پر مذکورہ وبال کے مسلط ہونے کی پہلی وجہ اللہ تعالیٰ نے یہ بیان فرمائی کہ:"ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ"

"یہ اس وجہ سے ہے کہ بے شک وہ کرتے تھے کفر،اللہ کی آیات کا"

اللہ کی آیات کا کفر وانکار کرنے کا وبال وعذاب بالکل واضح ہے۔

اور دوسری وجہ یہ بیان فرمائی کہ:

"وَيَقْتُلُوْنَ الْاَنْبِيَآءَ بِغَيْرِ حَقٍّ" "اور قتل کرتے تھے وہ انبیاء کو بغیر حق کے"

سورہ بقرہ میں بھی بنی اسرائیل کے انبیائے کرام کو قتل کرنے کا ذکر ان الفاظ میں گزر چکا ہے کہ:

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمْ اٰمِنُوْا بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ . وَهُوَ الْحَقُّ مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَهُمْ . قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ (سورة البقرة، رقم الآية ٩١)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: اور جب کہا جاتا ہے ان سے کہ ایمان لاؤ تم، ان چیزوں پر، جو نازل فرمائیں اللہ نے، تو کہتے ہیں وہ کہ ہم تو ایمان لائیں گے، ان ہی چیزوں پر، جو نازل کی گئیں ہم پر، اور کفر کرتے ہیں وہ ان کے علاوہ کا۔ حالانکہ وہ (یعنی قرآن بھی) حق ہے، تصدیق کرنے والا ہے، ان چیزوں کی جو ان کے ساتھ ہیں (یعنی تورات کی) کہہ دیجئے آپ کہ پھر کیوں قتل کیا کرتے تھے تم اللہ کے نبیوں کو، اس سے پہلے، اگر تم (تورات پر) ایمان رکھنے والے تھے (سورہ بقرہ)

اور سورہ آلِ عمران میں نبیوں کو ناحق قتل کرنے، اور اس کے عذاب کا ذکر ان الفاظ میں گزر چکا ہے:

اِنَّ الَّـذِيْـنَ يَـكْفُرُوْنَ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَيَقْتُلُوْنَ النَّـبِيّٖنَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّيَقْتُلُوْنَ الَّذِيْنَ يَاْمُرُوْنَ بِالْقِسْطِ مِنَ النَّاسِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ اَلِيْمٍ.اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ حَبِطَتْ اَعْـمَـالُهُـمْ فِـى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمَا لَهُمْ مِّنْ نّٰصِرِيْنَ (سورة آل عمران، رقم الآيات ٢٠ الى ٢٢)

ترجمہ: بے شک وہ لوگ جو کفر کرتے ہیں، اللہ کی آیات کا، اور قتل کرتے ہیں وہ، نبیوں کو ناحق، اور قتل کرتے ہیں وہ، ان لوگوں کو، جو حکم دیتے ہیں، انصاف کا، لوگوں میں سے، تو بشارت دے دیجیے آپ ان کو عذابِ الیم کی۔ یہی وہ لوگ ہیں کہ حبط ہوگئے ان کے اعمال، دنیا اور آخرت میں، اور نہیں ہیں، ان کے لیے کوئی نصرت کرنے والے (آلِ عمران)

اور آگے سورہ آلِ عمران میں مزید ذکر ان الفاظ میں آتا ہے کہ:

لَـقَـدْ سَـمِـعَ الـلّٰهُ قَوْلَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ فَقِيْرٌ وَّنَحْنُ اَغْنِيَاءُ سَنَكْتُبُ مَا قَـالُـوْا وَقَتْـلَهُمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّنَقُوْلُ ذُوْقُوْا عَذَابَ الْحَرِيْقِ (سورة آل عمران،رقم الآية ١٨١)

ترجمہ: بے شک اللہ نے سن لی (ان کی) بات جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ محتاج ہے، اور ہم غنی ہیں، عنقریب ہم لکھ لیں گے، ان چیزوں کو جو انہوں نے کہا، اور ان کا قتل کرنا نبیوں کو ناحق، اور (قیامت کے دن) ہم (ان سے) کہیں گے کہ چکھو تم دہکتی (آگ) کا عذاب (سورہ آلِ عمران)

اورسورہ نساء میں بھی انبیاء کوناحق قتل کرنے کاذکران الفاظ میں آیا ہے کہ:

فَبِمَا نَقْضِهِمْ مِّيْثَاقَهُمْ وَكُفْرِهِمْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ وَقَتْلِهِمُ الْاَنْبِيَاءَ بِغَيْرِ حَقٍّ وَّقَوْلِهِمْ قُلُوْبُنَا غُلْفٌ بَلْ طَبَعَ اللّٰهُ عَلَيْهَا بِكُفْرِهِمْ فَلَا يُؤْمِنُوْنَ اِلَّا قَلِيْلًا (سورة النساء،رقم الآية ١٥٥)

ترجمہ: تو ان کے توڑنے کے سبب اپنے عہد کو، اوران کے انکار کرنے کی وجہ سے اللہ کی آیات کا، اوران کے قتل کرنے (کی وجہ سے) نبیوں کو، اوران کے کہنے کی وجہ سے کہ ہمارے دلوں پر پردے ہیں، بلکہ مہر لگا دی ہے، اللہ نے ان پر، ان کے کفر کی وجہ سے، پس نہیں ایمان لاتے وہ، مگر بہت کم (سورہ نساء)

احادیث وروایات میں بھی بنی اسرائیل کے نبیوں کو قتل کرنے کا ذکر آیا ہے، اوراس عمل کو سخت عذاب اوروبال کا باعث بتلایا گیا ہے۔

چنانچہ ایک روایت میں حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مذکور ہے کہ:

يَا مَعْشَرَ الْيَهُوْدِ، أَنْتُمْ أَبْغَضُ الْخَلْقِ إِلَيَّ، قَتَلْتُمْ أَنْبِيَاءَ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ، وَكَذَبْتُمْ عَلَى اللّٰهِ، وَلَيْسَ يَحْمِلُنِيْ بُغْضِيْ إِيَّاكُمْ عَلٰى أَنْ أَحِيْفَ عَلَيْكُمْ (مسند الإمام أحمد، رقم الحديث ١٤٩٥٣)

ترجمہ: اے یہود کے لوگو! تمام مخلوق میں میرے نزدیک سب سے زیادہ ناپسندیدہ تم ہی لوگ ہو، تم نے اللہ عزّ وجلّ کے نبیوں کو قتل کیا، اورتم نے اللہ پر جھوٹ باندھا، لیکن یہ نفرت مجھے تم پر زیادتی نہیں کرنے دے گی (مسند احمد)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ یہودیوں نے اللہ کے نبیوں کو قتل کیا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: أَشَدُّ النَّاسِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ، رَجُلٌ قَتَلَهُ نَبِيٌّ، أَوْ قَتَلَ نَبِيًّا، وَإِمَامُ ضَلَالَةٍ، وَمُمَثِّلٌ مِنَ الْمُمَثِّلِيْنَ (مسند احمد، رقم الحديث ٣٨٦٨)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن شدید ترین عذاب، اِن

www.idaraghufran.org

لوگوں کو ہوگا، ایک تو جس آدمی کو نبی نے قتل کیا (کیونکہ اس کا نبی کے ہاتھ سے قتل کیا جانا، بدترین موت ہے) دوسرے جس نے نبی کو قتل کیا ہو (کیونکہ نبی کا قتل عظیم قتل ہے) اور تیسرے گمراہ (وظالم) حکمران کو، اور چوتھے کسی (جاندار) چیز کی تمثیل (تصویر) بنانے والے کو (مسند احمد)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى قَوْمٍ فَعَلُوْا بِنَبِيِّهٖ، يُشِيْرُ إِلٰى رَبَاعِيَتِهٖ، اِشْتَدَّ غَضَبُ اللّٰهِ عَلٰى رَجُلٍ يَقْتُلُهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (بخاری، رقم الحدیث ۴۰۷۳)

ترجمہ: رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ کا سخت غضب ہے، اس قوم پر، جس نے اپنے نبی کے ساتھ یہ کیا (دانتوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا، جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دندانِ مبارک کو شہید کیا گیا) اللہ کا سخت غضب نازل ہو، اس شخص پر، جس کو اللہ کے رسول نے اللہ کے راستہ میں قتل کیا (بخاری)

پھر سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیت میں اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”ذٰلِکَ بِمَا عَصَوْا وَّكَانُوْا يَعْتَدُوْنَ“

”یہ اس وجہ سے ہے کہ نافرمانی کی انہوں نے، اور تھے وہ زیادتی کرتے“

مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی، اور جس چیز کا ان کو حکم دیا جاتا تھا، وہ اُس سے تجاوز کرتے تھے، اور حد پر قائم نہ رہتے تھے۔

اور حد پر نہ رہنے کا یہ مطلب بھی ہوسکتا ہے کہ وہ نافرمانی کرنے میں کسی حد پر نہیں ٹھہرتے تھے، بلکہ آگے ہی بڑھتے رہتے تھے، اور اس کا آخری درجہ کفر ہے، تو وہ کفر میں بھی مبتلا ہوجاتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار اور انبیاء علیہم السلام کا قتل کرنا واضح کفر ہے۔

جہاں تک سورہ آلِ عمران کی مذکورہ آیت میں ”**بِحَبْلٍ مِّنَ اللّٰهِ وَحَبْلٍ مِّنَ النَّاسِ**“ کا تعلق ہے، تو احادیث وروایات میں اللہ کی رسّی سے قرآن مجید کو مراد لیا گیا ہے، جس کا ذکر سورہ آلِ عمران کی مندرجہ ذیل آیت میں گزر چکا ہے:

www.idaraghufran.org

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا(سورہ آلِ عمران، رقم الآیۃ ۱۰۳)

ترجمہ: اور مضبوط پکڑلو تم سب مل کر اللہ کی رسی کو (سورہ آلِ عمران)

یزید بن حیان سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنِّي تَارِكٌ فِيكُمْ كِتَابَ اللَّهِ هُوَ حَبْلُ اللَّهِ مَنِ اتَّبَعَهُ كَانَ عَلَى الْهُدَى وَمَنْ تركه كان على الضلالة(صحیح ابن حبان، رقم الحدیث ۱۲۳)

ترجمہ: میں تم میں اللہ کی کتاب کو چھوڑ رہا ہوں، جو کہ اللہ کی رسی ہے، جس نے اس کی اتباع کی، وہ ہدایت پر ہوگا، اور جس نے اس کو ترک کردیا، تو وہ گمراہی پر ہوگا (ابنِ حبان)

اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

فَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ، فَإِنَّ حَبْلَ اللَّهِ الْقُرْآنُ(الدارمی، رقم الحدیث ۳۳۶۰)

ترجمہ: پس تم (شیاطین کی گمراہی سے بچنے کے لیے) اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو، پس بے شک اللہ کی رسی قرآن ہے (سنن الدارمی)

اور مستدرک حاکم میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ:

الْزَمُوا هَذِهِ الطَّاعَةَ وَالْجَمَاعَةَ فَإِنَّهُ حَبْلُ اللَّهِ الَّذِي أَمَرَ بِهِ (حاکم، رقم الحدیث ۸۶۶۳)

ترجمہ: تم اس ''طاعت'' اور ''جماعت'' کو لازم پکڑلو، کیونکہ یہ اللہ کی وہ رسی ہے، جس کا اللہ نے حکم فرمایا ہے (حاکم)

اگر مذکورہ احادیث وروایات کے پیشِ نظر ''اللہ کی رسی، اور لوگوں کی رسی'' کی تفسیر کی جائے، تو مطلب یہ ہوگا کہ اگر اہلِ کتاب کو قرآن اور اس کے ماننے والی جماعت، یعنی مسلمانوں کی مدد واعانت حاصل ہوجائے، تو ذلت وخواری سے نجات پاسکتے ہیں، جس کی صورت یہی ہے کہ قرآن کی اس طرح اطاعت کریں کہ اس کے ماننے والی جماعت، یعنی مسلمانوں کی طرف سے بھی اُن کو اَمن حاصل ہوجائے۔ کئی مفسرین نے ''اللہ، اور لوگوں کی رسی'' سے یہی معنیٰ مراد لیے ہیں۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر البیضاوی، ج ۲، ص ۳۳، سورۃ آل عمران، تفسیر أبی السعود، ج ۲، ص ۷۲، سورۃ آل عمران، روح المعانی، ج ۲، ص ۲۴۵، سورۃ آل عمران)

اور بعض مفسرین نے ''اللہ کی رسی'' سے اسلام کو مراد لیا ہے، اور ''لوگوں کی رسی'' سے یہ مراد لیا ہے کہ

www.idaraghufran.org

مسلمانوں کی طرف سے جزیہ قبول کرلیا جائے، یا اُن کو امان دے دی جائے۔

(ملاحظہ ہو: تفسیر البغوی، ج ۱، ص ۴۰۶، سورۃ آل عمران ،البحر المحیط فی التفسیر، ج ۳، ص ۳۰۶، سورۃ آل عمران)

جبکہ بعض نے ''اللہ کی رسی'' سے جزیہ کو مراد لیا ہے، جس کا اللہ کی کتاب میں حکم ہے، اور ''لوگوں کی رسی'' سے امام المسلمین کی طرف سے کوئی رعایت ومہلت دیا جانا مراد لیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: التفسیر الکبیر ،للرازی، ج ۸، ص ۳۲۹، سورۃ آل عمران)

اور بعض حضرات نے فرمایا کہ قرآن مجید میں ''من الناس'' کے الفاظ آئے ہیں ''من المسلمین'' کے الفاظ نہیں آئے ،اس لئے ''لوگوں کی رسی'' سے یہ صورت بھی مراد ہوسکتی ہے کہ دوسرے غیر مسلموں سے صلح کا معاہدہ کر کے ان کی پشت پناہی میں آجائیں، تو ہی وہ اس ذلت اور خواری سے محفوظ و مامون رہ سکتے ہیں۔

اور اللہ کا کلام چونکہ ''معجزانہ'' ہے، اس لیے اس میں مذکورہ تمام صورتیں اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے داخل ہوسکتی ہیں۔

www.idaraghufran.org

درسِ حدیث

مفتی محمد رضوان

احادیثِ مبارکہ کی تفصیل وتشریح کا سلسلہ

برزخ وقبر کی حیات، اور جسم وروح کا تعلق (قسط14)

صاحبِ روح المعانی علامہ آلوسی کا حوالہ

علامہ آلوسی (المتوفی:1270ہجری) اپنی تفسیر''روح المعانی''میں فرماتے ہیں:

ويصير المعنى بل -قولوا أحياء -لأن المقصود إثبات الحياة لهم لا أمرهم بأن يقولوا في شأنهم إنهم أحياء وإن كان ذلك أيضا صحيحا. ولكن لا تشعرون .أي لا تحسون ولا تدركون ما حالهم بالمشاعر لأنها من أحوال البرزخ التي لا يطلع عليها ولا طريق للعلم بها إلا بالوحي -

واختلف في هذه الحياة -فذهب كثير من السلف إلى أنها حقيقية بالروح والجسد ولكنا لا ندركها في هذه النشأة، واستدلوا بسياق قوله تعالى :عند ربهم يرزقون (آل عمران) وبأن الحياة الروحانية التي ليست بالجسد ليست من خواصهم فلا يكون لهم امتياز بذلك على من عداهم.

وذهب البعض إلى أنها روحانية وكونهم يرزقون لا ينافي ذلك -فقد روي عن الحسن -أن الشهداء أحياء عند الله تعالى تعرض أرزاقهم على أرواحهم فيصل إليهم الروح والفرح كما تعرض النار على أرواح آل فرعون غدوا وعشيا فيصل إليهم الوجع، فوصول هذا الروح إلى الروح هو الرزق والامتياز ليس بمجرد الحياة بل مع ما

www.idaraghufran.org

ینضم إلیها من اختصاصهم بمزید القرب من الله عز شأنه ومزید البهجة والكرامة (تفسیر روح المعانی، ج ۱، ص ۴۱۸، سورة البقرة)

ترجمہ: اور آیت کے معنیٰ یہ ہوں گے کہ ''بلکہ کہوتم (کہ وہ شہداء) زندہ ہیں'' کیونکہ مقصود اُن شہداء کے لیے حیات کو ثابت کرنا ہے، لوگوں کو یہ حکم دینا مقصود نہیں کہ وہ شہداء کی شان میں یہ کہیں کہ ''وہ زندہ ہیں'' اگرچہ یہ معنیٰ بھی صحیح ہیں۔

پھر آگے فرمایا کہ ''لیکن تمہیں شعور نہیں'' یعنی تم ان شہداء کی امتیازی شان اور حالت کا احساس وادارک نہیں کر سکتے، کیونکہ اُس کا تعلق اُس برزخ کے احوال میں سے ہے، جس پر مطلع نہیں ہوا جا سکتا، اور اس کے علم کا راستہ، سوائے وحی کے اور کوئی نہیں۔

اور اس برزخی حیات کے متعلق اہلِ علم کا اختلاف ہے، بہت سے سلف حضرات کا قول یہ ہے کہ وہ برزخی حیات ''حقیقی'' ہے، روح اور جسم کے ساتھ، لیکن ہم اس برزخی حیات کا اس دنیوی زندگی میں ادراک نہیں کر سکتے، اور ان حضرات نے اللہ تعالیٰ کے سورہ آلِ عمران میں مذکور اس قول سے استدلال کیا ہے کہ ''**عند ربھم یرزقون** '' اور اس روحانی اور جسمانی ''حیاتِ برزخی'' حاصل ہونے کی ایک دلیل یہ ہے کہ ایسی روحانی حیات، جو جسم کے ساتھ نہ ہو، وہ اگر شہداء کے خواص میں سے نہیں ہوگی، تو اُن کو محض اس روحانی حیات کی وجہ سے اپنے علاوہ دوسروں پر کوئی امتیاز حاصل نہیں ہوگا۔

اور بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ شہداء کی وہ برزخی حیات ''روحانی'' ہے، اور ان کو رزق دیا جانا، اس کے منافی نہیں، کیونکہ حضرت حسن بصری سے مروی ہے کہ شہداء، اللہ تعالیٰ کے پاس حیات ہیں، ان کی ارواح پر ان کا رزق پیش کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں اُن کو راحت اور خوشی حاصل ہو جاتی ہے، جیسا کہ آگ کو آلِ فرعون کی ارواح پر صبح اور شام پیش کیا جاتا ہے، جس کے نتیجے میں ان کو تکلیف پہنچ جاتی ہے، پس اس راحت کا روح کی طرف پہنچنا ہی رزق ہے، اور شہداء کا امتیاز محض حیات کی وجہ سے نہیں ہے، بلکہ ان وجوہات کی بناء پر ہے، جو اِن کی روح کو اللہ عزشانہٗ کے اضافی قرب اور اُن کے

اعزاز واکرام کی خصوصیت کی وجہ سے حاصل ہے(روح المعانی)

علامہ آلوسی کا دوسرا حوالہ

اورعلامہ آلوسی اپنی مذکورہ تفسیر میں ہی فرماتے ہیں:

بل هم أحياء عند ربهم بالحياة الحقيقية الدائمة السرمدية شهداء لله تعالى قادرون به ولكن لا تشعرون لعمى بصيرتكم وحرمانكم من النور الذى تبصر به القلوب أعيان عالم القدس وحقائق الأرواح (تفسير روح المعانى، ج ا ، ص ۴۲۲، سورة البقرة)

ترجمہ: بلکہ وہ(شہداء) حیات ہیں،اپنے رب کے پاس''حیاتِ حقیقی دائمی سرمدی'' کے ساتھ،اللہ تعالیٰ کے دربار کے حاضرین میں سے ہیں(جیسا کہ شہید کے نام سے ظاہر ہے)اس حاضری پر وہ قادر ہیں(جس کی حقیقت وکنہ سے اللہ ہی واقف ہے)اورلیکن تم کوشعورنہیں،کیونکہ تمہاری بصیرت(اس کودیکھنے سے) نابینا(وقاصر) ہے،اورتم اس نور سے محروم ہو،جس کے ذریعہ سے قلوب''عالمِ قدس کے اعیان'' اور''حقائقِ ارواح'' کودیکھتے ہیں(روح المعانی)

علامہ آلوسی کا تیسرا حوالہ

علامہ آلوسی اپنی مذکورہ تفسیر میں ہی ایک مقام پرفرماتے ہیں:

بل أحياء عند ربهم بالحياة الحقيقة مقربين فى حضرة القدس يرزقون من الأرزاق المعنوية (تفسير روح المعانى، ج۲، ص ۳۲۲، سورة آل عمران)

ترجمہ: بلکہ وہ(شہداء) حیات ہیں،اپنے رب کے پاس''حیاتِ حقیقی'' کے ساتھ، حضرۃِ قُدُس میں تقرب حاصل کئے ہوئے ہیں،جن کومعنوی ارزاق میں سے رزق دیاجاتا ہے(روح المعانی)

علامہ آلوسی نے شہداء کی حیات کو برزخی،اورحقیقی،اورکثیر سلف کے نزدیک اس حیات کوروح بمع

www.idaraghufran.org

جسم سب کچھ ہی فرمادیا۔

جس سے معلوم ہوا کہ اس موقع پر مذکورہ اوراس جیسی عبارات سے ''برزخی حیات'' کی نفی مقصود نہیں ہوتی، بلکہ ''مجازی حیات'' قرار دینے والوں کی تردید مقصود ہوتی ہے، جو کہتے ہیں کہ اس طرح کی نصوص میں حیات کے حقیقی معنیٰ مراد نہیں، بلکہ اس سے مخصوص راحت وسرور وغیرہ مراد ہے، اور اس حیات کو روح مع جسم کے قرار دینے کا مقصود، جمہور کے مقابلہ میں ان لوگوں کے قول کی تردید مقصود ہوتی ہے، جو عالمِ برزخ میں صرف روح کی حیات اور تمام برزخی احوال کے روح کے ساتھ پیش آنے، اور عالمِ برزخ میں روح کے جسم سے کسی قسم کا تعلق ہونے کے قائل نہیں۔

پھر بعد کے، کم علم، کم فہم، یا بدفہم حضرات نے اس جیسی عبارات سے ''برزخی حیات'' کی نفی اور دنیوی حیات کا اثبات سمجھ لیا، اور معاملہ وتنازعہ کہیں کا کہیں پہنچ گیا، گویا کہ ''رسی کا سانپ'' بنالیا گیا۔ اللہ حفاظت فرمائے۔ آمین۔

(جاری ہے......)

www.idaraghufran.org

مقالات و مضامین مولانا شعیب احمد

دوسروں کو اپنے مزاج کا پابند بنانے کی سوچ

دنیا میں اکثر اوقات ایک انسان کا مزاج، ذوق، طبیعت اور عادت دوسرے انسان سے نہیں ملتی۔ بلکہ بسا اوقات تو قریبی تعلق ہونے کے باوجود بھی مزاج اور ذوق کا اختلاف ہوا کرتا ہے۔ مثلاً بیٹے کا مزاج باپ سے نہیں ملتا یا بیوی کا مزاج شوہر سے نہیں ملتا۔ انسانی مزاج اور طبیعتوں کا یہ اختلاف فطری شے ہے اور خدا نے انسانوں کو مختلف قسم کے مزاج اور ذوق دے کر پیدا کیا ہے۔

لیکن کچھ لوگوں کی عادت اور طبیعت اس قسم کی ہوتی ہے کہ وہ اپنے متعلقین، احباب اور بالخصوص اپنے چھوٹے اور ماتحتوں کو اپنے مخصوص مزاج اور ذوق کا پابند بنانا چاہتے ہیں۔ کچھ والدین کا اصرار ہوتا ہے کہ ہماری اولاد ہمارے مزاج، ذوق اور طبیعت سے سرِ مو تجاوز نہ کرے۔ بعض اساتذہ اپنے شاگردوں کو اپنا ہم مزاج بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اسی طرح کچھ دینی شخصیات اپنے متعلقین یا ماتحتوں پر اپنا مخصوص مزاج مسلط کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مثلاً کوئی تبلیغی مزاج اور سوچ کا حامل ہے تو اس کی کوشش ہوگی کہ میرے سبھی احباب تبلیغ کا ایک مخصوص ذوق اپنے اندر پیدا کرلیں، خواہ وہ اُس سے اعلیٰ پیمانے پر ہی دین کا کام کیوں نہ کررہے ہوں۔ یا اسی طرح کوئی فقیہ، مفتی یا محقق ہے تو چاہے گا کہ اس کے احباب اور ماتحت بھی ویسا ہی ذوق اور مزاج لازماً اپنے اندر پیدا کریں خواہ وہ اپنے مزاج اور صلاحیت کے مطابق دین کی خدمت میں لگے ہوئے ہوں۔

بعض لوگ یہ بھی سمجھتے ہیں کہ دین کے کام کے لیے کسی مخصوص شعبہ مثلاً تبلیغ یا فقہ وافتاء وغیرہ میں غیر معمولی درک ہونا لازمی ہے۔ حالانکہ دین کا کام کرنے کے لیے کسی خاص شعبہ کو اختیار کرنا یا کسی مخصوص مزاج اور ذوق کا حامل ہونا ضروری نہیں۔ بلکہ ہر ذوقِ سلیم اور صالح مزاج رکھنے والا انسان دین کی خدمت اپنے اپنے مزاج کے مطابق بھی سرانجام دے سکتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

”وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا“ (سورة العنكبوت، رقم الآية: ٦٩)

www.idaraghufran.org

''اور جولوگ ہماری خاطر جدو جہد کریں گے ہم لازماً ان کی راہنمائی اپنے راستوں کی طرف کریں گے'' (عنکبوت)

اس آیت سے ایک بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ خدا کے راستے متعدد ہیں۔یعنی خدا کی طرف پہنچنے کی راہیں بہت سی ہیں۔جس سے ضمناً یہ بھی پتا چلا کہ دین کی خدمت کے بہت سے راستے اور طریقے ہیں۔درسِ قرآن دینا،حدیث پڑھانا،فقہ وافتاء سے منسلک ہونا،تبلیغ کرنا،تاریخی حوالے سے اسلامی حقائق کو واضح کرنا،ادبی پیرائے میں اسلامی تعلیمات کی تشریح کرنا،قرآن مجید پڑھانا اور اس جیسے دیگر کتنے ہی امور سب دین کے کام شمار ہوتے ہیں۔حتیٰ کہ اگر کوئی اخلاص کے ساتھ قرآنی قاعدہ پڑھانے میں مصروف ہوتو وہ بھی درحقیقت دین ہی کی خدمت کررہا ہے۔

پس دین کی خدمت یا علمی کام کسی ایک شعبہ،مزاج یا ذوق پر ہی منحصر نہیں کہ انسان ویسا ذوق رکھے گا تبھی علمی کام کر پائے گا اور تبھی دین کا خادم کہلائے گا۔مثلاً کوئی انسان فقیہ،محقق یا مبلغ ہوگا تبھی اس کی خدمات قابلِ قدر ہوں گی،بصورتِ دیگر اس کے کام کی کوئی حیثیت نہیں۔کیا یہ ضروری ہے کہ دین کا کام صرف کوئی فقیہ،مجتہد یا مبلغ ہی کر سکے گا اور دوسرا کوئی اس سعادت کو حاصل نہیں کر سکتا؟دین کا کام ہرگز بھی کسی ایک شعبہ یا مزاج اور ذوق میں مقید نہیں۔

اسلامی تاریخ میں کتنی ہی شخصیات ایسی گزری ہیں کہ جن میں سے کسی کا مزاج اور ذوق فقہی،کسی کا تاریخی،کسی کا ادبی اور کسی کا اصلاحی تھا،کسی کو تفسیر میں غیر معمولی درک تھا تو کسی کو حدیث سے مناسبت تھی،کوئی وعظ وارشاد میں مشغول تو کوئی غلبۂ اسلام کے لیے کوشاں تھا ۔لیکن دین کے لیے سبھی کی خدمات آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں۔ماضی قریب میں مولانا حسین احمد مدنی،علامہ انورشاہ کشمیری،مفتی شفیع عثمانی،مولانا سید سلیمان ندوی،مولانا عبدالماجد دریابادی،مولانا الیاس کاندھلوی اور مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی رحمہم اللہ اس کی چند بڑی واضح مثالیں ہیں۔ان سب حضرات کے مزاج اور ذوق مختلف اور جُدا جُدا تھے،لیکن دین کے باب میں ان سبھی کے کاموں کی بازگشت آج بھی برِصغیر اور دنیا کے دیگر مختلف خطوں میں سنائی دیتی ہے اور ان کی خدمات سے استفادہ آج تک جاری ہے۔

www.idaraghufran.org

حاصل یہ کہ اپنے متعلقین، متوسلین، ماتحتوں، شاگردوں اور اپنے چھوٹوں کو اپنے مخصوص مزاج کا پابند بنانا اور ان پر اپنا ذوق مسلط کرنا کوئی معتدل روش نہیں۔ یہ ایک طرح سے دوسروں کو اپنے مزاج کے حصار میں قید کرنے اور اپنے ذوق کا اسیر بنانے کے مترادف ہے۔ ع

چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے

اس کا سب سے بڑا نقصان یہ ہوتا ہے کہ جس شخص کو بتکلف کسی دوسرے مزاج اور ذوق کا پابند بنایا جاتا ہے اس کی اپنی فطری صلاحیتیں بھی دَب کر رہ جاتی ہیں اور وہ اپنی خداداد قابلیتوں سے بھی صحیح طریقہ پر نفع نہیں اٹھا پاتا۔ بقول کسے "کوا چلا ہنس کی چال اپنی بھی بھول گیا"

دینی نقطۂ نظر سے بھی یہ فعل اسلامی تعلیمات اور اسوۂ رسول سے مطابقت نہیں رکھتا۔ ایک انسان کا مزاج اور ذوق اگر شریعت سے متصادم نہ ہو تو کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اُس کو اپنے مزاج کا پابند بنائے یا اُس پر اپنا ذوق مسلط کرنے کی لاحاصل کوشش کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کا فرمان ہے کہ:

" قُلْ كُلٌّ يَعْمَلُ عَلٰى شَاكِلَتِهٖ فَرَبُّكُمْ أَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ أَهْدٰى سَبِيلًا " (سورة الاسراء، رقم الآية : ۸۴)

"آپ کہہ دیجیے ہر کوئی اپنے طریقے پر کام کر رہا ہے، پس آپ کا رب ہی خوب جانتا ہے کون زیادہ صحیح راستہ پر ہے" (اسراء)

اس آیتِ کریمہ میں "شاكلة" کا لفظ استعمال ہوا، جس کی تفسیر متعدد مفسرینِ کرام نے طبیعت، مزاج اور عادت سے بیان فرمائی ہے۔ [1]

---

[1] "عن مجاهد "قل كل يعمل على شاكلته" قال: على طبيعته على حدته "(تفسير الطبرى، ج : ۱۵ ص : ۲۲، سورة الاسراء، تحت رقم الآية : ۸۴)

" قوله تعالى قل كل يعمل على شاكلته قال مجاهد على طبيعته وقيل على عادته التى ألفها" (أحكام القرآن للجصاص، ج:۵ ص : ۳۳، سورة الاسراء، تحت رقم الآية : ۸۴)

"وقد فسرت الشاكلة بالطبيعة والعادة والدين" (تفسير البيضاوى، ج : ۳ ص : ۲۶۵، سورة الاسراء، تحت رقم الآية : ۸۴)

" قوله عز وجل قل كل أى كل أحد يعمل على شاكلته قال ابن عباس: على ناحيته .وقيل: الشاكلة الطريقة أى على طريقته التى جبل عليها، وفيه وجه آخر وهو أن كل إنسان يعمل على حسب جوهر نفسه" (تفسير الخازن، ج : ۳ ص : ۱۴۴، سورة الاسراء، تحت رقم الآية : ۸۴) ﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

مطلب یہ ہے کہ ہر انسان اپنی افتادِ طبع اور مزاج کے مطابق عمل کرنے میں لگا ہوا ہے۔البتہ یہ خدا ہی کو بہتر معلوم ہے کہ ان میں سب سے صحیح طریقہ اور انداز کون اختیار کیے ہوئے ہیں۔لیکن کسی کو یہ حق نہیں کہ دوسرے کا مزاج اور ذوق اگر شریعت سے متصادم نہیں تو اس کو اپنا مزاج اور ذوق بدلنے کی تلقین اور تاکید کرے یا دوسروں کے مزاج اور ذوق پر تنقید کرتا پھرے۔

اسی طرح فرمانِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ:

"النَّاسُ مَعَادِنُ كَمَعَادِنِ الْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ" (صحیح البخاری، رقم الحدیث: ۲۶۳۸، کتاب البر والصلة والآداب، باب الأرواح جنود مجندة)

"لوگ کانوں کی مانند ہیں، جیسے سونے اور چاندی کی کانیں ہوتی ہیں" (بخاری)

مطلب یہ ہے کہ جیسے کان سے مختلف قسم کی معدنیات اور خزانے نکلتے ہیں اور ہر شے کی اپنی خصوصیات اور فوائد ومنافع ہوتے ہیں ایسے ہی انسانوں میں بھی مختلف خصوصیات، صلاحیتوں اور مختلف مزاج وذوق کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔کسی کی صلاحیت ایک کام میں زیادہ ہوتی ہے، تو کسی کی صلاحیت دوسرے کام میں۔ ہر انسان اپنے مزاج وذوق اور اپنی صلاحیت کے مطابق ہی کاموں کو سرانجام دیا کرتا ہے۔ [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا اسوہ مبارک بھی کسی پر اپنا مزاج اور اپنی رائے مسلط کرنے کا نہ تھا۔چنانچہ

﴿گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ﴾ "قوله عز وجل: قل كل يعمل على شاكلته، قال ابن عباس: على ناحيته .قالا الحسن وقتادة:على نيته .وقال مقاتل: على خليقته .قال الفراء: على طريقته التى جبل عليها .وقال القتيبى: على طبيعته وجبلته .وقيل: على السبيل الذى اختاره لنفسه، وهو من الشكل، يقال: لست على شكلى ولا شاكلتى، وكلها لغات متقاربة" تفسير البغوى، ج: ۳ ص: ۱۵۸، سورة الاسراء، تحت رقم الآية: ۸۴)

"قل كل يعمل على شاكلته على طريقته التى تشاكل استعداده" (روحُ المعانى، ج: ۸ ص: ۱۲۶، سورة الاسراء، تحت رقم الآية: ۸۴)

اردو تفاسیر میں ان مفسرین نے "شاکلہ" کی تفسیر "مزاج" سے بیان فرمائی ہے: مولانا عبدالماجد دریابادی، علامہ غلام رسول سعیدی اور مولانا خالد سیفُ اللہ رحمانی۔

[1] "قال الرافعى:وجه الشبه أن اختلاف الناس فى الطبائع كاختلاف المعادن فى الجواهر" (التنوير شرح الجامع الصغير، ج: ۵ ص: ۹، مطبوعة: مكتبة دار السلام، الرياض)

"فالمعنى أن الناس متفاوتون يعنى فى مكارم الأخلاق ومحاسن الصفات تفاوتا مثل تفاوت معادن الذهب" (مرقاة المفاتيح، ج: ۱ ص: ۲۸۴، كتاب العلم)

www.idaraghufran.org

حدیث میں آتا ہے کہ ایک باندی صحابیہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا جب آزاد ہوئیں تو اپنے شوہر حضرت مغیث رضی اللہ عنہ سے علیحدگی اختیار کر لی ۔حضرت مغیث رضی اللہ عنہ کو اس سے گہرا صدمہ اور دکھ پہنچا۔جس پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ:

" لَوْ رَاجَعْتِهٖ " ''اگر تم اس سے رجوع کرلو(تو کیسا رہے گا)''

جس پر انہوں نے فوراً سوال کیا یارسول اللہ! یہ حکم ہے یا سفارش ہے؟ کیونکہ رسولِ خدا کے حکم کی صورت میں تو سرتابی کی کوئی گنجائش نہیں۔لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ تو محض سفارش ہے۔ جس پر حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا:

" لاَ حَاجَةَ لِيْ فِيْهِ" (صحیح البخاری ، رقم الحدیث : ۵۲۸۳ ، کتاب الطلاق ، باب شفاعة النبی صلی الله علیه وسلم فی زوج بریرة)

''پھر مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں''(بخاری)

ملاحظہ کیجیے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی چاہت اور خواہش تو یہ تھی کہ حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا اپنے شوہر سے رجوع کرلیں لیکن جب وہ رضامند نہ ہوئیں تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے (باوجود پیغمبر اور نبی ہونے کے) نہ تو اپنی خواہش پر اصرار فرمایا اور نہ ہی کسی قسم کی ناراضگی کا اظہار فرمایا۔

اس میں امت کے لیے یہ سبق ہے کہ بڑے لوگوں کو اپنا ظرف بھی بڑا رکھنا ہوگا۔اپنے متعلقین، احباب اور ماتحتوں کو آزادئ رائے کا حق دینا ہوگا اور جب تک ان کی رائے ،ان کا مزاج اور ذوق شریعت سے متصادم نہ ہو تو اس پر کسی قسم کی ناگواری اور ناراضگی سے گریز کرنا چاہیے اور اپنا مزاج اور رائے ان پر مسلط کرنے سے احتراز برتنا چاہیے۔

مزاج اور ذوق کے اختلاف میں ہی تو اس کائنات کا حسن اور خوبصورتی پوشیدہ ہے۔آپ خود سوچیے کہ سارے پھول گلاب ہوتے ،سارے رنگ سفید ہوتے ،سارے پھل ایک ہی ذائقہ کے ہوتے تو کیا پھر بھی دنیا اتنی ہی خوبصورت ہوتی جتنی آج ہے؟اسی طرح انسانوں کے مزاج کا بھی معاملہ ہے کہ سبھی انسان اگر ایک ہی طبیعت اور مزاج کے ہوتے ،ایک ہی ذوق رکھتے یا سارے انسان ہی ایک شعبہ سے منسلک ہوجاتے تو کائنات کی خوبصورتی بلکہ استحکام برقرار نہ رہ پاتا۔

علم کے مینار

مفتی غلام بلال

مسلمانوں کے علمی کارناموں وکاوشوں پر مشتمل سلسلہ

امت کے علماء وفقہاء (قسط22)

گزشتہ اقساط میں فقہ مالکی کا مختصر تعارف اور اس کی ابتداء، اور اس ضمن میں امام مالک رحمہ اللہ کی مختصر سوانح حیات اور آپ کے فقہی ذوق کا ذکر کیا گیا، ذیل میں فقہ مالکی کے بنیادی اصول اور مآخذ ومراجع کا مختصراً ذکر کیا جاتا ہے۔

فقہ مالکی کے بنیادی اصول:

امام مالک رحمہ اللہ کی فقہ میں کتابُ اللہ اور سنتِ رسول اللہ بنیادی مآخذ ہیں، اس کے علاوہ مالکی فقہ اہلِ مدینہ کے عمل کو بھی شریعت کا مستند ذریعہ خیال کرتا ہے، اسی وجہ سے فقہ مالکی میں ''اہلِ مدینہ کے عمل'' کو بھی خاص اہمیت حاصل ہے، اور گاہے بگاہے اس کو اُجاگر کیا گیا، اور بنیادی مصادر و مآخذ میں شمار کیا گیا ہے، کیونکہ ان کے نزدیک مدینہ علوم کا مخزن، اور مہبطِ وحی ہے، اسی وجہ سے آپ کا فرمانا ہے کہ اہلِ مدینہ کا تعامل حجت ہونا چاہیے۔

اور آپ نے اپنی کتاب ''مؤطا'' کو بھی اسی ترتیب پر تالیف کیا، گویا یہ کتاب اس طبقہ کی ترجمان بن گئی۔ [1]

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب رحمہ اللہ فقہ مالکی کا مسلک ومنہج ذکر کرتے ہوئے ''المسوّیٰ شرح الموطا'' میں فرماتے ہیں کہ:

> ''امام مالک رحمہ اللہ کے فقہی مسلک کی بنیاد سب سے پہلے حدیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے، چاہے وہ حدیث مسند ہو یا پھر ثقات کی مرسل حدیث، اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فتاویٰ اور فیصلہ جات، اس کے بعد حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ

[1] وأما أهل الحجاز فكان إمامهم مالك بن أنس الأصبحي إمام دار الهجرة رحمه الله تعالى. واختص بزيادة مدرك آخر للأحكام غير المدارك المعتبرة عند غيره، وهو عمل أهل المدينة (مقدمة ابن خلدون، ص ٢٥٦، الفصل السابع، علم الفقه وما يتبعه من الفرائض)

www.idaraghufran.org

کے فتاویٰ جات، پھر اس کے بعد تمام صحابہ کرام کے فتاویٰ جات، پھر فقہائے مدینہ کے فتاویٰ جات، جن میں سعید بن مسیّب، عروہ بن زبیر، قاسم، سالم، سلیمان بن یسار، ابو سلمہ، ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام، ابوبکر بن عمرو بن حزم، خلیفہ وقت حضرت عمر بن عبدالعزیز اور دیگر (حضراتِ صحابہ وتابعین رحمہم اللہ) شامل ہیں‘‘۔ [1]

اسی وجہ سے امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی مؤطا میں میں متصل، مرسل احادیث اور دیگر صحابہ وتابعین کے اقوال اور فتاویٰ جات کو بھی شامل کیا، اور ان کو قابلِ استدلال بنایا ہے۔

اور جیسا کہ ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں کہ امام مالک رحمہ اللہ اپنے بنیادی مصادر اور اپنے فقہی اصولوں میں ’’اہل مدینہ کے عمل‘‘ کو بہت ترجیح دیتے ہیں، اور اس کو بنیادی مصادر میں شمار فرماتے ہیں، جس کی وجہ شاہ ولی اللہ صاحب نے بیان فرمائی ہے کہ:

’’امام مالک رحمہ اللہ نے مدینہ کے تابعین کے اقوال (وعمل) کو اس لیے بنیاد بنایا کہ مدینہ ’’رُوح البلاد ‘‘ اور ’’قلبُ الأمصار ‘‘ تھا، اس لیے بھی کہ اہلِ مدینہ کے پاس ایسے منقح علوم کا خزانہ تھا، جو کسی اور کے پاس نہ تھا، یہاں تک کہ امام مالک رحمہ اللہ کے تمام مشائخ وشیوخ کا تعلق بھی اہلِ مدینہ سے ہی تھا، سوائے چھ اشخاص کے، جن میں ابوزبیر مکی، حمید طویل، ایوب سختیانی بصرہ سے، عطاء بن عبداللہ خراسان سے، عبدالکریم جزیرہ سے، ابراہیم بن ابی عبلہ شام سے شامل ہیں‘‘۔ [2]

---

[1] اعلم أن مبنى فقه الإمام مالك على حديث الرسول صلى الله عليه وآله وسلم أولاً مسنداً، كان ذلك الحديث أو مرسل ثقات، وبعده على قضايا عمر، وبعده على فتاوىٰ بن عمر، وبعد ذلك على فتاوىٰ سائر الصحابة و فقهاء المدينة، مثل: سعيد بن المسيب، وعروة بن الزبير، وقاسم، وسالم، وسليمان بن يسار، وأبى سلمة، وأبى بكر بن عبدالرحمن بن الحارث بن هشام، وأبى بكر بم عمرو بن حزم، وعمر بن عبدالعزيز الخليفة وغيرهم (المسوىٰ، شرح الموطا، ج ۱، ص ۱۳، تحت المقدمة، القواعد التى تستنبط من صنيع الامام مالك وكان لسان عصر تبع التابعين)

[2] أما اختيارهٔ لأقوال التابعين عن أهل المدينة فلأنها أى المدينة كانت روح البلاد وقلب الأمصار لأنه كانت عندهم علوم منقحة لا توجد عند غيرهم ومشائخ مالك كلهم من أهل المدينة إلا ستة أشخاص: أبو الزبير المكى، وحميد الطويل، وأيوب السختيانى من البصرة، وعطاء بن عبدالله من خراسان، وعبدالكريم من الجزيرة، وإبراهيم بن أبى عبلة من الشام (المسوىٰ، شرح الموطا، ج ۱، ۳۳، تحت المقدمة، القواعد التى تستنبط من صنيع الامام مالك وكان لسان عصر تبع التابعين)

www.idaraghufran.org

اجتہاد

قاضی عیاض رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''ترتیب المدارک وتقریب المسالک'' میں ان فقہی اصولوں کو ذکر کیا ہے، جن پر امام مالک رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے، اور ان میں ''اہلِ مدینہ کے تعامل'' کی طرح ''اجتہاد'' کو بھی فقہ مالکی کے اہم اور بنیادی اصولوں میں شامل کیا ہے، اور اس ''اجتہاد'' کی شرائط، مراتب اور مآخذ کو بھی ذکر کیا، جس کی ایک اپنی تفصیل ہے۔ [1] (جاری ہے............)

---

[1] چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک وہ اجتہاد قابل عمل ہوگا، جس پر عمل ہو سکے، اور جو شریعت کے مزاج کے مطابق ہو، اور اجتہاد کرتے وقت کتابُ اللہ کو اس طرح مقدم رکھا جائے کہ نصوص سے ہی مستفید ہوا جائے، اور بالترتیب ان نصوص کے ظاہری معنیٰ اور پھران کے مفہوم کو لیا جائے، اور اس طرح سنت میں متواتر اور پھر مشہور کی ترتیب سے استفادہ کیا جائے، پھر ان کے ظاہری معنیٰ اور پھران کے مفہوم کو لیا جائے، پھر اجماع اور پھر قیاس سے مستفید ہوا جائے، وغیرھا ذالک۔

الاعتبار الثاني: الالتفات إلى مأخذ الجميع فى فقههم، ونظرهم على الجملة فى علمهم، إذ تخصيصه فى آحاد النوازل وشعب الوقائع لا يدرك صوابه إلا المستقل بالعلم وتبين ذلك لغيره يطول، ولا يدرك إلا فى أمد تنقضى فيه الأعمار وتمر السنون، وحسب المبتدىء أن يلوح له بتلويح يفهمه اللبيب ويقضى منه بترجيح مصيب، وهو أنا قد ذكرنا خصال الاجتهاد ثم مأخذه وترتيبه على ما يوجبه الفعل ويشهد له الشرع بتقديم كتاب الله على ترتيب وضوح أدلته من نصوصه ثم ظواهره ثم مفهوماته ثم كذلك بسنة رسول الله صلى الله عليه وسلم على ترتيب متواترها ومشهودها،ثم ترتيب نصوصها وظواهرها ومفهومها على ما تقدم فى الكتاب ثم الإجماع عند عدم الكتاب ومتواتر السنة.

وبعد ذلك عند عدم هذه الأصول القياس عليها والاستنباط منها إذ كتاب الله مقطوع به وكذلك ما تواتر من سنة نبيه وكذلك النص مقطوع به فوجب تقديم ذلك كله ثم الظواهر ثم المفهوم منها لدخول الاحتمال فى معناها ثم أخبار الآحاد يجب العمل بها والرجوع عند عدم الكتاب والتواتر لها وهى مقدمة على القياس لإجماع الصحابة على الفعلين وتركهم فى نظر أنفسهم متى بلغهم خبر ثقة عن النبى وامتثالهم مقتضاه دون خلال منهم فى ذلك، آخرا (ترتيب المدارك، ج ١، ص ٨٨، مذهب مالك، الفصل الثانى)

www.idaraghufran.org

تذکرۂ اولیاء حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ (قسط 73) مولانا محمد ریحان

اولیاءِ کرام اور سلف صالحین کے نصیحت آموز واقعات وحالات اور ہدایات وتعلیمات کا سلسلہ

عمر رضی اللہ عنہ کا احترام اور رعب

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کی مثال تاریخ میں بہت کم ملتی ہے۔آپ رضی اللہ عنہ کا لوگوں میں احترام میں بھی تھا،اور ساتھ ہی رعب اور دبدبہ بھی تھا۔دراصل کسی بھی شخصیت کا عوام کے قائد ہونے کے لیے از حد یہ دونوں چیزیں ضروری ہیں، کیونکہ جب تک لوگوں کے مابین کسی کا احترام نہ ہوگا،تو وہ وقتی قائد ہوگا،اور وقتاً فوقتاً لوگوں کے مابین فتنے رونما ہوتے رہیں گے۔بالکل ایسے ہی اگر لوگوں کے مابین کسی کا احترام تو ہو،مگر رعب اور دبدبہ نہ ہو،تب بھی احتراماً اس کی بات کو سنا تو جائے گا،مگر اس بات کی کا منوانا اور نافذ کروانا بہت ہی مشکل ہوگا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شخصیت میں یہ دونوں چیزیں سونے اور چاندی کا جوڑا بن کر ودیعت کی گئی تھیں۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی معزولی کا واقعہ اس کی بہترین مثال ہے۔حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ ایسے وقت معزول ہوئے،جب ان کی دھاک دشمن کے دلوں میں بیٹھ چکی تھی،ان کا جنگ میں قائد ہونا تو دور،صرف جنگ میں شریک ہونا ہی دشمن کے دانت کھٹے کرنے کے لیے کافی ہوتا تھا۔ایسے وقت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں معزول کرنے کا فیصلہ کیا،جب یرموک کا معرکہ سر پر تھا،اور مسلمان عین رومیوں کے مقابلے میں میدانِ جنگ میں تلواریں سونتے ہوئے تھے۔اس موقع پر حضرت ابوعبیدہ رضی اللہ عنہ کو جنگ کی قیادت دی گئی۔مگر مجال ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے کو کسی نے چیلنج کیا ہو۔لوگوں تک جب یہ پیغام پہنچا تو انہوں نے بھی ان الفاظ کے ساتھ اظہارِ تعمیل کیا:

”سمعًا وطاعةً لامیر المؤمِنِین“

”امیر المومنین کا حکم سنا اور اطاعت کی“

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا اس موقع پر آپ رضی اللہ عنہ کا حکم سننا اور اس کی اطاعت کرنا اور عوام کا

بھی اس فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کرنا، ایسے وقت جب کہ وہ ایک مقبول عوامی شخصیت (Celebrity) سے کم نہ تھے،ان کے دل میں آپ رضی اللہ عنہ کا احترام اور رعب ودبدبہ ہونے کی دلیل ہے۔ [1]

لوگوں کے دلوں میں آپ کے رعب اور دبدبہ کا یہ حال تھا کہ تاریخی روایتوں میں اس بات کا ذکر ملتا ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ کو خبر ملی کہ ایک برے کردار کی عورت ہے، جس کے بارے میں عوام میں باتیں ہورہی تھیں، آپ نے اس کی طرف بلاوا بھیجا۔ جب اس عورت کے پاس آپ کا پیغام لے کر پہنچا، تو اس نے جی ہی جی میں کہا کہ اب تیری بربادی شروع ہوگئی ہے، عمر کو تیری کیا ضرورت پڑ گئی ہے؟ وہ آپ کے پاس جانے کے لیے نکلی ہی تھی کہ راستے میں اسے آپ رضی اللہ عنہ کے خوف سے بچے کی دردیں شروع ہوگئیں، اور بچہ پیدا ہوگیا، مگر وہ بچہ پیدا ہونے کے بعد ہی مرگیا۔

آپ رضی اللہ عنہ کو جب یہ خبر پہنچی تو آپ نے مہاجرین وانصار کو جمع کیا اور ان سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ مجلس میں سب سے پیچھے ایک آدمی بیٹھا ہوا تھا، سب نے یہ مشورہ دیا کہ آپ کا کوئی قصور نہیں ہے، آپ نے تو اسے تنبیہ کے لیے بلایا تھا۔ آپ نے اس آدمی سے پوچھا جو سب سے پیچھے بیٹھا ہوا تھا کہ تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ امیر المومنین! میری رائے میں اگر ان لوگوں نے آپ کا لحاظ کیا ہے تو تو انہوں نے آپ کے ساتھ بھلائی نہیں کی، اور اگر ان کی رائے یہی ہے تو یہ صحیح نہیں ہے، کیونکہ آپ کی وجہ سے یہ صورتِ حال پیدا ہوئی ہے لہذا آپ پر دیت لازم ہے۔ (فصل الخطاب)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے فرماتے ہیں کہ میں آپ رضی اللہ عنہ سے ایک آیت کی تفسیر پوچھنے کے لیے ایک سال تک آپ کے خوف اور دبدبہ کی وجہ سے رکا رہا۔ (صحیح مسلم رقم ۱۴۷۹)

---

[1] امتاز الولاة على البلدان باحترام من سبقهم من الولاة وتقديرهم وهذا يلاحظ في معظم الولاة في العصر الراشدي حيث نجد مثلاً أن خالداً بن الوليد حينما قدم إلى الشام أميراً على أبي عبيدة بن الجراح وغيره رفض أن يتقدم على أبي عبيدة في الصلاة، وحينما قام عمر بعزل خالد بن الوليد عن ولاية أجناد الشام وتعيين أبي عبيدة مكانه أخفى أبو عبيدة الخبر عن خالد ولم يخبره به حتى ورد كتاب آخر من عمر، فعلم خالد بالخبر فعاتب أبا عبيدة على عدم تبليغه، يقول الدكتور عبد العزيز العمري: ولم أجد من خلال البحث أن أحداً من الولاة عمل على إذلال من سبقه أو النيل منه، بل إنهم في الغالب يعملون على مدحهم في أول خطبة يلقونها ويثنون عليهم(فصل الخطاب في سيرة ابن الخطاب لدكتور علي محمد الصلابي ص ۳۳۰ الفصل الخامس،الفصل الثاني تعيين الولاة في عهد عمر)

www.idaraghufran.org

پیارے بچو! مولانا محمد ریحان

سردیوں کی سستی

پیارے بچو! سردیوں کا موسم اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے۔اللہ نے اس ملک میں جہاں ہم رہتے ہیں، چار موسم بنائے ہیں۔گرمی، سردی، بہار، خزاں۔سردیوں میں ٹھنڈ ہوتی ہے، پانی ٹھنڈا لگتا ہے، رات کو گرم بستر کے بنا نیند نہیں آتی۔دن کو دھوپ تیز ہوتی ہے۔دھوپ میں بیٹھنے سے جسم کو سکون ملتا ہے۔دن چھوٹے ہوتے ہیں۔راتیں بڑی ہوتی ہیں۔سردیوں میں ایک فائدہ یہ ہوتا ہے کہ انسان رات کو اپنی نیند آسانی سے پوری کرسکتا ہے۔چلو آپ کو ایک بچے کی کہانی سناتے ہیں، جو سردیوں میں اسکول جانے سے جی چرایا کرتا تھا۔

ایک بچہ تھا۔اس کا نام یوسف تھا۔وہ تھوڑا صحت مند اور موٹا بچہ تھا۔سونے کا اسے بڑا شوق تھا۔اس کے پانچ بہن بھائی تھے۔سارے ایک چھوٹے سے گھر میں رہتے تھے۔ان کے گھر میں دو کمرے، ایک کچن اور ایک باتھ روم تھا۔رات کو سارے ایک ہی کمرے میں سوتے تھے، کیونکہ دوسرا کمرا انہوں نے مہمان خانہ کے طور پر رکھا ہوا تھا۔جب بھی مہمان آتے تھے تو وہ دوسرے کمرے میں بٹھاتے تھے۔

سردیوں کے دن تھے۔اور سردیوں کے ساتھ بارشیں بھی ہو رہی تھیں۔رات کو بارش ہوتی، تو صبح اتنی ٹھنڈ ہوتی کہ سائیکل یا موٹر سائیکل پر ہاتھ برف کی طرف جم جاتے تھے۔پھر ہاتھوں کو منہ کی مدد سے پھونک مار مار کر گرم کرنا پڑتا۔سردیوں کی یہی تو خاصیت ہے کہ راتوں کو سونے کا مزا ہی اپنا ہوتا ہے۔مگر ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ صبح کوئی کام کرنے کا دل نہیں چاہتا۔

یوسف بھی اسی طبیعت کا مالک تھا، سست، بھاری جسم، مگر دماغی طور پر تیز۔وہ رات کو جلدی سو جاتا تھا۔اس زمانے میں موبائل بھی نہیں ہوتے تھے، کہ وہ راتوں رات موبائل میں لگا رہے اور پھر کہیں 1یا2 بجے جا کر سوئے۔

موبائل کے اندر بلیو لائٹ ہوتی ہے، جو سورج کی روشنی میں بھی پائی جاتی ہے۔یہ بلیو لائٹ جب

www.idaraghufran.org

آپ کی آنکھوں پر پڑتی ہے، تو نیند کا ہارمون کام کرنا بند کردیتا ہے، اس لیے موبائل کی روشنی کو نیند کا قاتل بھی کہا جاتا ہے۔

خیر یوسف رات کو جلدی سوتا تھا، اس دن بھی وہ جلدی سو گیا۔ رات کو نو بجے وہ سو گیا تھا۔ رات کو اس نے خواب دیکھا کہ وہ خواب میں سو رہا ہے، اور سوتے سوتے اس کی فجر کی نماز بھی نکل گئی۔ اور جب سورج نکلا تب اس کی آنکھ کھلی۔ خواب میں وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ آنکھ کھلنے کے بعد بھی اسے نماز کی کوئی فکر نہ تھی۔ آہستہ آہستہ اٹھتے ہوئے آدھا نیند میں وہ واش روم گیا، اور واپس آکر دوبارہ بستر پر لیٹ گیا۔ 12 بجے کے لگ بھگ اس کی آنکھ کھلی، تو اس کے اسکول کا وقت بھی نکل چکا تھا۔ اس کی امی اسے اسکول کے وقت جگاتی رہیں، مگر وہ نہ اٹھا۔ بالآخر اس کی امی نے دوسرے بہن بھائیوں کو بھی تو ناشتہ بنا کر دینا تھا۔ وہ ان کاموں میں مصروف ہوگئیں، اور یوسف سوتا رہا۔

بارہ بجے اس کی طبیعت بوجھل تھی، زندگی فضول لگ رہی تھی، کرنے کو کوئی کام نہ تھا۔ اس نے سوچا کیا کیا جائے۔ اٹھا، اٹھ کر اس نے ٹیبل پر دیکھا کہ اس کی امی نے ناشتہ صبح ہی بنا کر رکھا ہوا تھا۔ اس نے ٹھنڈی چائے، اور ٹھنڈی روٹی کے ساتھ ناشتہ کیا۔ اور سوچنے لگا کہ کیا کروں۔

کمرے میں اس کے کمپیوٹر رکھا ہوا تھا، اس نے وہ آن کیا، اور اس میں گیمیں کھیلنے میں مصروف ہوگیا۔ اب وہ روز یہی کرنے لگا تھا۔ بالآخر سال کا آخر آیا، اور مارچ میں جب سردیاں ختم ہونے لگی تھیں، اس کے اسکول کا رزلٹ آیا۔ اس نے دیکھا کہ وہ رزلٹ میں فیل ہو چکا تھا، فیل ہونے کی اسی سوچ میں وہ چھت پر گیا، اور چھت سے چھلانگ لگا دی۔ اب اس نے مرنے کے بعد جھانکا کہ اس کی آخرت بھی تباہ ہو چکی تھی، وہ بس سوتا ہی رہا۔ دنیا میں اس نے کچھ نہ کیا۔

یہ سب دیکھ کر اک دم سے یوسف کی آنکھ کھلی، وہ گھبرایا ہوا تھا۔ آج اس نے کچھ الگ ہی خواب میں دیکھ لیا تھا۔ وہ پریشان تھا کہ میں زندہ ہی ہوں یا مر چکا ہوں، میں فیل ہو چکا ہوں، نہیں ابھی میں زندہ ہوں، ابھی میں فیل نہیں ہوا۔ شکر ہے۔ یہ سوچ اس نے ٹائم دیکھا تو ابھی 6 بج رہے تھے۔ فجر کا وقت داخل ہو چکا تھا۔ وہ سیدھا باتھ روم گیا، وضو کیا، اور نماز پڑھی اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اللہ نے اسے بچا لیا ہے۔ اب سے اس نے سوچا کہ آئندہ ایسا کبھی نہیں کرے گا۔

www.idaraghufran.org

بزمِ خواتین (عورت کا تقدس اور حقوق نسواں کا فریب: قسط 61) مفتی طلحہ مدثر

امامت اور جماعت میں خواتین کے اختیارات (نواں حصہ)

معزز خواتین! صرف خواتین کی امامت کرانے سے متعلق ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے واقعات آپ نے ملاحظہ فرمائیں، جن سے نفل اور فرض دونوں طرح کی نمازوں میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا امامت فرمانا معلوم ہوا، اسی سلسلے کے مزید واقعات ملاحظہ فرمائیں۔

ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے آثار و روایات

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے علاوہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے بھی خواتین کی امامت کروانا منقول ہے، چنانچہ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی والدہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّهَا رَأَتْ أُمَّ سَلَمَةَ زَوْجَ النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم تَؤُمُّ النِّسَاءَ ، تَقُومُ مَعَهُنَّ فِي صَفِّهِنَّ ۔(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلاة، المرأة تؤم النساء، رقم الحديث ٤٩٨٩)

ترجمہ: انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کو عورتوں کی امامت کراتے ہوئے دیکھا، وہ ان عورتوں کے درمیان صف میں ہی کھڑی ہوئیں تھیں (مصنف ابن ابی شیبۃ)

مذکورہ روایت سے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا خواتین کی امامت فرمانا معلوم ہوا، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کی والدہ ایک روایت کے مطابق حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھرانے کی آزاد کردہ باندی تھیں، اسی لیے حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کا بچپن کا زمانہ بھی حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے زیرِ شفقت گزرا تھا۔

عمار دُہنی اپنی قوم کی ایک حجیرہ نامی خاتون سے روایت کرتے ہیں کہ:

قَالَتْ أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ قَائِمَةً وَسَطَ النِّسَاءِ ۔(مصنف ابن ابی شیبة، کتاب الصلاة، المرأة تؤم النساء، رقم الحديث ٤٩٨٨)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: وہ کہتی ہیں، کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے، عورتوں کے درمیان میں کھڑے ہوکر ہماری امامت فرمائی (ابن ابی شیبۃ)

مذکورہ حدیث میں اس کی وضاحت نہیں ہے، کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا امامت فرمانا فرض نماز میں تھا یا نوافل میں، لیکن احادیث کی دوسری کتابوں میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا فرض نماز میں امامت کرانے کی وضاحت ہے، چنانچہ ''سنن دار قطنی'' میں حجیرۃ بنت حصین کی حدیث ان الفاظ کے ساتھ وارد ہوئی ہے، کہ:

قَالَتْ: أَمَّتْنَا أُمُّ سَلَمَةَ فِي صَلَاةِ الْعَصْرِ فَقَامَتْ بَيْنَنَا (سنن دارالقطنی، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ النساء جماعۃ و موقف إمامھن، رقم الحدیث ۱۵۰۸)

ترجمہ: حجیرۃ بنت حصین کہتی ہیں، کہ حضرت امِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے ہماری عصر کی نماز میں امامت فرمائی، اور ہمارے درمیان میں کھڑی ہوئیں (دارقطنی)

حجیرہ بنت حصین کی یہ حدیث مصنف عبدالرزاق میں بھی منقول ہے، (مصنف عبدالرزاق، باب المرأۃ تؤم النساء، رقم الحدیث ۵۰۸۲)

مذکورہ حدیث میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عصر کی نماز میں امامت فرمانا منقول ہوا ہے، حضرت ام سلمہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہما کے علاوہ حضرت امِ ورقہ رضی اللہ عنہا کا بھی نماز میں امامت فرمانا منقول ہے، جس کی تفصیل ضروری تشریحات کے ساتھ پہلے بیان ہو چکی ہے۔

صحابہ و تابعین کی ایک جماعت سے بھی خواتین کی امامت کی اجازت مروی ہے، اسی سلسلہ میں کچھ آثار ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کا اثر

حضرت عکرمہ رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَاءَ تَقُومُ فِيْ وَسَطِهِنَّ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحدیث ۵۰۸۳، باب المرأۃ تؤم النساء)

ترجمہ: حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عورت عورتوں کی امامت کرسکتی

www.idaraghufran.org

ہے، جو کہ ان عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہوگی (عبدالرزاق)

حضرت ابنِ عباس رضی اللہ عنہ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ وہ بھی عورت کی امامت کو جبکہ وہ عورتوں کے درمیان میں کھڑی ہو، جائز سمجھتے تھے۔

حضرت مجاہد اور عطاء کا اثر

جلیلُ القدر تابعین حضرت مجاہد اور حضرت عطاء رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَا: تَؤُمُّ الْمَرْأَةُ النِّسَاءَ فِي الْفَرِيْضَةِ، وَالتَّطَوُّعِ تَقُوْمُ وَسَطَهُنَّ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۵۰۸۱، كتاب الصلاة ، باب المرأة تؤم النساء)

ترجمہ: ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ عورت، عورتوں کی فرض اور غیر فرض نماز میں ان کے بیچ میں کھڑی ہوکر امامت کرسکتی ہے (عبدالرزاق)

حضرت مجاہد اور حضرت عطاء جلیلُ القدر تابعین میں سے ہیں، جن کے اقوال اور فتاویٰ سے فقہائے کرام استدلال کرتے ہیں۔

حضرت ابراہیم نخعی اور امام شعبی کا اثر

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ إِبْرَاهِيْمَ، وَالشَّعْبِيِّ، قَالَا: لَا بَأْسَ أَنْ تُصَلِّيَ الْمَرْأَةُ بِالنِّسَاءِ فِيْ رَمَضَانَ، تَقُوْمُ فِيْ وَسَطِهِنَّ (مصنف عبد الرزاق، رقم الحديث ۵۰۸۴، باب المرأة تؤم النساء ؛ مصنف ابنِ ابی شيبة، رقم الحديث ۴۹۹۲، المرأة تؤم النساء)

ترجمہ: حضرت ابراہیم اور حضرت شعبی رحمہما اللہ سے روایت ہے کہ ان دونوں حضرات نے فرمایا کہ اس میں کوئی حرج نہیں کہ عورت، عورتوں کو رمضان میں نماز پڑھائے، ان کے بیچ میں کھڑی ہوکر (عبدالرزاق)

حضرت ابراہیم نخعی اور حضرت شعبی رحمہما اللہ بھی جلیلُ القدر تابعین میں سے ہیں، ان کے اقوال بھی فقہائے کرام کے نزدیک بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ (جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

مومن کے وہ اعمال جن کا ثواب اس کو مرنے کے بعد بھی پہنچتا رہتا ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ :اِنَّ مِمَّا یَلْحَقُ الْمُؤْمِنَ مِنْ عَمَلِہٖ وَحَسَنَاتِہٖ بَعْدَ مَوْتِہٖ عِلْماً عَلَّمَہ وَنَشَرَہٗ وَوَلَداً صَالِحاً تَرَکَہٗ وَمُصْحَفاً وَرَّثَہٗ أَوْ مَسْجِداً بَنَاہُ اَوْبَیْتاً لِإِبْنِ السَّبِیْلِ بَنَاہُ اَوْنَھْراً اَجْرَاہُ اَوْصَدَقَۃً اَخْرَجَھَا مِنْ مَالِہٖ فِیْ صِحَّتِہٖ وَحَیَاتِہٖ یَلْحَقُہٗ مِنْ بَعْدِ مَوْتِہٖ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مومن کو اس کے جن نیک اعمال اور اچھائیوں کا ثواب اور نفع مرنے کے بعد بھی پہنچتا ہے وہ یہ ہیں:

ایک تو وہ علم جو اس نے کسی کو سکھایا اور پھیلایا، اور وہ نیک اولاد جس کو وہ اپنے پیچھے چھوڑ گیا ہو، اور قرآن مجید کا نسخہ جو اس نے اپنی میراث میں چھوڑا ہو، یا مسجد بنوائی ہو، یا مسافر خانہ بنوایا ہو، یا کوئی نہر (تالاب، کنواں جو اللہ کی مخلوق کی نفع رسانی کے لئے اپنی زندگی میں) وہ بنوا گیا ہو، یا صدقہ جس کو اُس نے اپنے مال میں سے اپنی صحت اور حیات کی میں نکالا ہو (اور اللہ کی مخلوق کو بعد میں بھی اُس سے نفع پہنچتا رہا) تو اس کا ثواب مرنے کے بعد بھی اُس کو پہنچتا رہے گا۔

(سنن ابن ماجه، حديث 242)

www.idaraghufran.org

قرآن کی قرائت، اورسورہ بقرہ وآلِ عمران کی خاص فضیلت وانعام

حضرت ابوامامہ باہلی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

سَمِعْتُ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: إقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَإِنَّهُ يَـأْتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ شَفِيعًا لِأَصْحَابِهِ، اقْرَءُوا الزَّهْرَاوَيْنِ الْبَقَرَةَ، وَسُورَةَ آلِ عِـمْـرَانَ، فَـإِنَّهُـمَا تَأْتِيَانِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ كَأَنَّهُمَا غَمَامَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا غَيَـايَتَانِ، أَوْ كَأَنَّهُمَا فِرْقَانِ مِنْ طَيْرٍ صَوَافَّ، تُحَاجَّانِ عَنْ أَصْحَابِهِمَا، اقْـرَءُوا سُـورَـةَ الْبَـقَـرَـةِ، فَـإِنَّ أَخْـذَهَـا بَرَكَةٌ، وَتَرْكَهَـا حَسْرَةٌ، وَلَا تَسْتَطِيعُهَا الْبَطَلَةُ.

ترجمہ: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ قرآن کی تلاوت کیا کرو کیونکہ یہ قیامت کے دن اپنے پڑھنے والوں کی سفارش کرے گا، دو روشن سورتیں یعنی سورہ بقرہ اورآلِ عمران کی تلاوت کیا کرو، کیونکہ یہ دونوں سورتیں قیامت کے دن سائبانوں کی شکل یا پرندوں کی دوصف بستہ ٹولیوں کی شکل میں آئیں گی اوراپنے پڑھنے والوں کا دفاع کریں گی پھر فرمایا کہ سورہ بقرہ کی تلاوت کیا کرو کیونکہ اس کا حاصل کرنا برکت اور چھوڑنا حسرت ہے اور باطل والے (جادوگر)اس(سورہ بقرہ کے توڑ) کی طاقت نہیں رکھتے (مسلم)

(مسلم،حدیث 804"252" باب فضل قراءة القرآن، وسورة البقرة)

www.idaraghufran.org

تین کام کرنے کا حکم اور تین کاموں سے بچنے کا حکم

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ أَنَّہٗ قَالَ: آمُرُکُمْ بِثَلَاثٍ، وَأَنْھَاکُمْ عَنْ ثَلَاثٍ: آمُرُکُمْ أَنْ تَعْبُدُوْا اللّٰہَ، وَلَا تُشْرِکُوْا بِہٖ شَیْئًا، وَتَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا، وَلَا تَتَفَرَّقُوْا، وَتُطِیْعُوْا لِمَنْ وَّلَّاہُ اللّٰہُ أَمْرَکُمْ، وَأَنْھَاکُمْ عَنْ قِیْلَ وَقَالَ، وَکَثْرَۃِ السُّؤَالِ، وَإِضَاعَۃِ الْمَالِ.

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تم کو تین چیزوں کا حکم دیتا ہوں، اور تین چیزوں سے منع کرتا ہوں، میں تمہیں (ان تین چیزوں کا) حکم کرتا ہوں (ایک تو) تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ (دوسرے) اللہ کی رسی (یعنی قرآن مجید) کو سب مل کر مضبوط پکڑو، اور تم آپس میں تفرقہ بازی نہ کرو (تیسرے) ان لوگوں کی اطاعت کرو، جن کو اللہ نے تمہارے معاملہ کا ذمہ دار (ونگران) بنایا ہے۔

اور تمہیں (ان تین چیزوں سے) منع کرتا ہوں (ایک تو) قیل وقال (یعنی فضول کی چہ میگوئیوں) سے (دوسرے) کثرتِ سوال سے، اور (تیسرے) اضاعتِ مال سے (ابنِ حبان)

(صحیح ابن حبان، حدیث 4560، کتاب السیر، باب طاعة الائمة)

www.idaraghufran.org

ہنسی، مزاح اور اس کی شرائط

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ:

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بے شک میں صرف حق بات کہتا ہوں؛ آپ کے بعض صحابۂ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ ہم سے مزاح بھی تو کرتے ہیں (کیا آپ کا مزاح کرنا بھی حق بات کہنے میں شامل ہے؟) تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں (ہر حال میں بشمول مزاح کے) صرف حق بات کہتا ہوں۔

(مسند احمد، حدیث 8481. سنن الترمذی، حدیث 1990)

ہنسی، مزاح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا عام معمول نہیں تھا، البتہ کبھی کبھار مزاح فرمالیا کرتے تھے، مگر اُس میں سچ کا اہتمام فرماتے تھے، اور جھوٹ سے مکمل اجتناب فرماتے اور بچتے تھے، اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مزاح بھی دوسرے کا دل خوش کرنے اور اُس کو اپنے اور دین سے مانوس کرنے کے لئے ہوتا تھا، لہٰذا اس کے مطابق مزاح کرنا جائز ہے۔

اگر مزاح میں غلو کیا جائے اور اُس کی عام عادت بنالی جائے، تو اس سے دل سخت ہو جاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت پیدا ہو جاتی ہے، اور دین کی طرف سے توجہ ہٹتی ہے، اور انسان کے وقار میں خلل آتا ہے، اور اس سے دوسروں کو ایذاء پہنچتی ہے، اور ایسے شخص سے دوسرے کو بغض اور کینہ بھی پیدا ہو جاتا ہے (فتح الباری لابن حجر، ج ۱۰، ۵۲۶، کتاب الادب)

www.idaraghufran.org

آپ کے دینی مسائل کا حل ادارہ

تکفیر بازی ومغالطاتِ سلفی کا جائزہ (قسط2)

عبدالجبار سلفی صاحب کی طرف سے جو ہمارے فتوے پر کیے گئے تجزیہ سے متعلق مجلّہ ''حق چار'' لاہور میں پہلی قسط شائع کی گئی تھی، اس پر تجزیہ کی پہلی قسط ماہنامہ ''التبلیغ'' کے گذشتہ شمارہ میں شائع ہوچکی ہے۔اب موصوف کی طرف سے مجلّہ ''حق چار یار'' لاہور، ربیع الآخر ۱۴۴۴ھ، نومبر 2022ء کے شمارہ میں(''اظہارِ خیال'' کے تحت) دوسری قسط شائع ہوئی ہے، جو اس وقت ہمارے سامنے ہے۔ہم نے اس پر بھی بحمد اللہ تعالیٰ، بالاستیعاب تجزیہ کیا ہے، جو موصوف کے مغالطات اور التباسات کی وجہ سے کافی مفصل ومدلل ہوگیا ہے۔

جس کی تکمیل کے بعد ان شاء اللہ تعالیٰ اس مکمل مضمون کی مستقل کتابی صورت میں اشاعت کی جائے گی۔سرِ دست ہم اپنے اس تجزیہ کی ماہنامہ ''التبلیغ'' میں تلخیص پیش کررہے ہیں۔

منصۂ شہود پر آنے والی کتابوں کی تحسین

مغالطہ:...... موصوف نے اپنے منصفانہ تجزیہ کی دوسری قسط کے شروع میں لکھا:

''دورِرواں میں اگرچہ علم وحقیقت کے گہرے آثار معدوم اور مفقود ہوتے جارہے ہیں، تاہم اہلِ فضل وکمال کے وجودِ مسعود اور اللہ معبود ومسجود کی نصرتِ خاص سے منصۂ شہود پر آنے والی کتابوں کی نعمتِ عظمیٰ وفیضِ معہود کا سلسلہ بھی دن بہ دن اپنی تابناک رفتار کے ساتھ جاری ساری ہے، اور قیامت تک یونہی جاری رہے گا''۔

جوابِ مغالطہ:...... اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ''اسلام'' ہی آخری ''دین'' اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں۔اللہ تعالیٰ کا قرآن مجید میں ارشاد ہے کہ:

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (سورہ آلِ عمران،رقم الآیة ۱۹)

اور قرآن مجید میں ایک مقام پر اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِينًا فَلَنْ يُقْبَلَ مِنْهُ (سورہ آلِ عمران،رقم الآیة ۸۵)

www.idaraghufran.org

اور خاتم النبیین، صادق و امین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ:

''میرے بعد کوئی نبی نہیں، اور میرے بعد خلفاء ہوں گے، جو کثرت سے ہوں گے''

(صحیح البخاری، رقم الحدیث ۳۴۵۵)

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد تا قیامت، انبیاء کے وارث ہونے کی حیثیت سے علمائے حقانیین ،اور مجددینِ ربانیین کی آمد کا سلسلہ جاری رہے گا، جو تقریر و تحریر کی شکل میں یہ فریضہ سر انجام دیتے رہیں گے، لیکن اگر موصوف منصۂ شہود پر آنے والی صرف اپنی پسندیدہ کتابوں کو تو نعمتِ عظمیٰ و فیضِ معہود کے سلسلہ کی شکل میں دن بہ دن اپنی تابناک رفتار کے ساتھ جاری ساری ہونے کے قائل ہوں، اور جو کتب، موصوف کی طبیعت اور پسند کے موافق نہ ہوں، اگرچہ وہ مذکورہ صفات کی حامل ہوں، ان سے شدید اختلاف رکھتے ہوں، اور ان پر طرح طرح کی الزام تراشیاں قائم کرتے ہوں، چہ جائیکہ وہ ان کے قیامت تک یونہی جاری رہنے کو پسند کریں، تو پھر یہ موصوف کا محض زبانی کلامی دعویٰ ہوگا، اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کے خلاف کہلائے گا کہ:

لاَ یُؤْمِنُ أَحَدُکُمْ، حَتَّی یُحِبَّ لِأَخِیهِ مَا یُحِبُّ لِنَفْسِهِ (بخاری، رقم الحدیث ۱۳)

اسلاف اہلِ سنت کے کراس کرنے پر رحم کا دعویٰ

مغالطہ: ...... پھر آگے موصوف نے لکھا:

''بحمد اللہ تعالیٰ اسلاف اہلِ سنت کے علمی و تحقیقی نوشتے زمین پر آسمان کے ستاروں کی طرح دمک رہے ہیں، ربانیین علماء، متشرعین فضلاء، اشرف و اکمل اتقیاء، علومِ قرآنی کے غوامض و رموز کے دانا مفسر، علومِ احادیث کے اسرار و نکات کے ماہر و مبین، اپنے زمانے کے وحید و فرید، عوام و خواص کے مرجع اور دینِ برحق اسلام کے ظہیر و معاونین اسلافِ امت نے پورے اخلاص و مروت کے ساتھ اتنا بڑا ذخیرہ سپردِ قلم و قرطاس کر دیا ہے کہ اب انہیں کوئی کراس کر کے اس جہانِ آب و گل میں حوادث و فتن اور نام نہاد انقلابی سعی کی مشقیں کرتا ہے، تو اس پر رحم آتا ہے''۔

جوابِ مغالطہ: ...... یہاں بھی موصوف اگر ''اسلاف اہلِ سنت کے علمی و تحقیقی نوشتے وغیرہ ،کی تمام صفات'' صرف اپنے مخصوص موقف کو ثابت کرنے کے لئے درج کر رہے ہوں، تو اس کا راز

www.idaraghufran.org

ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی کھل جائے گا۔

اور ہم موصوف کے اس دعوے کے مقابلہ میں واضح اعلان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے چودہ سوسال پہلے دین کی تکمیل فرما کر نعمت تمام کردی تھی،اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اعلان فرمادیا تھا کہ:

وَايْمُ اللَّهِ لَقَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ ."قَالَ أَبُو الدَّرْدَاءِ :صَدَقَ وَاللَّهِ رَسُولُ اللَّهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ، تَرَكَنَا -وَاللَّهِ- عَلَى مِثْلِ الْبَيْضَاءِ، لَيْلُهَا وَنَهَارُهَا سَوَاءٌ (ابنِ ماجه، رقم الحديث ۵،)

دن کی روشنی اور چودہویں رات کی چاندنی کے بعد صحابہ وتابعین اور تبع تابعین،اوران کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے مجتہدینِ عظام وفقہائے کرام،اسلافِ اہلِ سنت کے علمی وتحقیقی نوشتے،زمین پر آسمان کے ستاروں کی طرح دمک رہے ہیں،اور اسلافِ امت نے پورے اخلاص ومروت کے ساتھ اتنا بڑا ذخیرہ سپردِ قلم وقرطاس کردیا ہے کہ اب کوئی نام نہاد انقلابی سعی کی مشقیں کرکے ان کو عبور اور دھندلا کرنا چاہے،اور چوری سے بھی کوئی اپنا مخترع وجعلی موقف بیچ میں گھسیڑ کر التباس پیدا کرنا چاہے،تو وہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس میں تا قیامت ہرگز کامیاب نہیں ہوسکتا،کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اس کی حفاظت وپاسبانی کے لئے اپنے دین کے لئے محافظین،اوران کے متبعین،اور علماء کے انبیاء کا وارث ہونے،اور ہر صدی کے سرے پر مجددین کی حیثیت سے قیامت تک انتظام فرما رکھا ہے’’علماء کے انبیاء کا وارث ہونے کی حدیث سے علماء واقف ہیں،اور ایک جماعت کے حق پر قائم ہونے کی حدیث آگے آتی ہے۔

اور حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ:

إِنَّ اللَّهَ يَبْعَثُ لِهَذِهِ الْأُمَّةِ عَلَى رَأْسِ كُلِّ مِائَةِ سَنَةٍ مَنْ يُجَدِّدُ لَهَا دِينَهَا

(سنن ابی داؤد،رقم الحديث ۴۲۹۱،أول كتاب الملاحم،باب ما يذكر في قرن المئة)

ترجمہ:اللہ عزوجل اس امت کے لئے ہر صدی کے سرے پر ایسے افراد کو مبعوث فرماتا رہے گا،جو اس امت کے لئے اس کے دین کی تجدید کریں گے(ابوداود)

بحمد اللہ تعالیٰ یہ سلسلہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد سے جاری وساری ہے۔

اور الحمد للہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وارثین،اور اس امت کے مجددین ومحققین نے زیرِ بحث

www.idaraghufran.org

مسئلہ کی خوب وضاحت فرمادی ہے، اور اس طرح کے مسائل میں اختلاف ہونے کی صورت میں بھی ''راہِ اعتدال'' کی ''راہِ جدال'' کے مقابلہ میں نشاندہی فرمادی ہے۔

تقلیدِ جامد کا تصور نہ ہونے کا دعویٰ

مغالطہ:...... پھر موصوف نے آگے لکھا:

''اس میں کوئی شک نہیں کہ علم و تحقیق کی وادیوں میں تقلیدِ جامد کا کوئی تصور نہیں ہے، اجتہاد اور تعبیرات و تفہیمات کی گلی کوچوں میں تفردات بھی اہلِ علم کا حسن رہے ہیں، اور تسامحات کا ہونا بھی تقاضۂ بشریت ہے، مگر مسلّمہ و محققہ مسائل میں پچھلوں کی مخلصانہ کاوشوں پر بہ یک جنبشِ قلم لکیر کھینچ دینا بھی قرینِ انصاف نہیں ہے''۔

جوابِ مغالطہ:...... اگر واقعی بلا شک وشبہ موصوف کے نزدیک علم و تحقیق کی وادیوں میں ''تقلیدِ جامد کا کوئی تصور نہیں'' تو پھر اگر'' جمہور کے علم و تحقیق'' کی رو سے کسی موقف کا مرجوح، یا خطاء پر مبنی ہونا معلوم ہو، تو اس علم و تحقیق کو تفردات کی گلی کوچوں کی نذر کرنا کون سا حسن کہلائے گا، اور ''تقلیدِ جامد'' کے مقابلہ میں ''جمہور کے علم و تحقیق'' کو تفرد کا عنوان دینا کیسے درست قرار پائے گا، جبکہ مبحوث فیہ مسئلہ میں موصوف کو ''تقلیدِ جامد'' کے مقابلہ میں سب سے زیادہ چڑ اس طرح ''جمہور کے علم و تحقیق'' پر مشتمل موقف سے ہی ہے۔

اور ہم موصوف کے دعوے کے مطابق پہلے بھی واضح کر چکے ہیں، اور ان شاء اللہ تعالیٰ آگے بھی واضح کریں گے کہ موصوف دراصل خود ہی جمہور مجتہدین کے حسین اجتہادات اور تعبیرات و تفہیمات کی گلی کوچوں سے نکل کر تفردات کی وادیوں میں بھٹکے ہوئے ہیں اور مجتہدین کے حسین اجتہادات اور تعبیرات و تفہیمات کو تسامحات کا عنوان دیتے ہیں، اور مسلمہ و محققہ مسائل میں پچھلوں کی مخلصانہ کاوشوں پر خود بہ یک جنبشِ قلم لکیر کھینچتے ہیں، اور اس کو قرینِ انصاف بھی سمجھتے ہیں، اور اس موقف کے حاملین پر طعن و تشنیع بھی کرتے ہیں۔

علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''پھر اِن کے بعد ایسے ناخلف آئے، جنہوں نے اپنے دین میں تفریق پیدا کرلی، اور وہ گروہ اور جتھے بن گئے، ہر جتھہ اپنے پاس موجود چیزوں سے خوش رہنے لگا، جیسا کہ

www.idaraghufran.org

سورہ روم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اورانہوں نے اپنے معاملہ کواپنے درمیان ٹکڑے ٹکڑے کرلیا، حالانکہ ہرایک اپنے رب کی طرف لوٹنے والا ہے“ اورانہوں نے اپنے اپنے مذاہب کے لیے تعصب کو دین بنالیا، وہ اس کو ہی دین سمجھ کر اختیار کرنے لگے، اوراپنے مالوں کی جمع پونجی اسی کو سمجھنے لگے، جس کے ذریعہ وہ تجارت کرتے ہیں۔ اوران میں دوسرے لوگوں نے تقلیدِ محض پر قناعت اختیار کی، اورانہوں نے وہی کہا، جواللہ تعالیٰ نے سورہ زخرف میں فرمایا کہ ”إنا وجدنا آباء نا علی أمة وإنا علی آثارھم مقتدون“ اور یہ دونوں فریق اُس سے علیٰحدگی اختیار کیے ہوئے ہیں، جس کی اتباع کوصواب قراردیا جائے، حالانکہ حق کی زبان اُن پر تلاوت کی جاتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا سورہ نساء میں ارشاد ہے ”لیس بأمانیکم ولا أمانی أھل الکتاب“

امام شافعی قدس اللہ تعالیٰ روحہٗ نے فرمایا کہ مسلمانوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ جس کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ظاہر ہوگئی، تو اُس کے لیے جائز نہیں کہ وہ سنت کولوگوں میں سے کسی کے قول کی وجہ سے ترک کرے۔ اورابوعمر اور دیگر علماء نے فرمایا کہ لوگوں کا اس بات پر اجماع ہے کہ مقلد کواہلِ علم میں شمار نہیں کیا جاتا، اصل علم تو حق کی، دلیل کے ساتھ معرفت کا نام ہے۔ اورابوعمر رحمہ اللہ تعالیٰ نے جو بات فرمائی، وہ درست ہے، کیونکہ لوگوں کا اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ علم، دلیل سے حاصل ہونے والی معرفت کا نام ہے، اوردلیل کے بغیر تو صرف تقلیدِ محض ہے۔

پس یہ دونوں اجماع، خواہش کی بنیاد پر تعصب اختیار کرنے والے، اوراندھے مقلد کو علماء کے زمرہ سے نکالنے، اوران دونوں کو اپنے سے اوپر والوں کے فریضہ کو ساقط کرنے کو متضمن ہیں، جو انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔ کیونکہ علماء، انبیاء کے وارث ہیں، اورانبیاء، نہ تو دینار کی وراثت چھوڑتے، اور نہ درہم کی، بس وہ تو علم کی وراثت چھوڑتے ہیں، پس جس نے اس علم کولیا، تو اس نے بڑے حصہ کولیا، اوروہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ورثاء میں سے کیونکر ہوسکتا ہے، جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی حدیث کواپنے مقلَّد اورمتبوع کے قول کی وجہ سے رَد کرنے کی جدوجہد اور جستجو کرتا

www.idaraghufran.org

ہے، اور تعصب اور ھواء پرستی میں اپنی عمر کے قیمتی لمحات کو ضائع کرتا ہے، اور اس کو ضائع کرنے کا شعور بھی نہیں رکھتا۔ اللہ کی قسم! یہ اندھا فتنہ ہے، جس نے اندھا کردیا، اور دِلوں کا بھٹہ بٹھادیا، جس کی وجہ سے وہ بہرے ہوگئے، اس فتنہ پر چھوٹوں نے پرورش پائی، اور اس فتنہ میں بوڑھے فناء ہوگئے''

(إعلام الموقعین عن رب العالمین، ج۲، ص ۱۰ االیٰ ص ۱۲ ،خطبة الکتاب)

علمی و تحقیقی رسائل میں متفق علیہ مسائل کی مخالفت کا دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے آگے لکھا:

''راولپنڈی کی غفرانی ٹیم نے اپنے ادارہ سے ''علمی و تحقیقی رسائل'' کے نام سے مجلدات شائع کرنے کا جو سلسلہ شروع کیا ہے، اس میں کئی ایک مسائل میں وہ اہلِ سنت والجماعت کے متفقہ مسائل میں متحدُ الخیال نہیں رہ سکے، اور برگزیدہ و چیدہ روزگار اہلِ علم سے واضح تصادم کی راہ اختیار کی گئی ہے، اہلِ فتویٰ وافتاء کا فرض بنتا ہے کہ وہ غفرانی ادارہ کی اس بے اعتدالی اور تشدد پر مبنی کتاب سازی کا جائزہ لیں اور اگر ان میں اصلاح قبول کرنے کا فطری جوہر موجود ہے، تو مصلحین اصلاح کا فریضہ سرانجام دے کر اپنا فرضِ منصبی پورا فرمائیں''۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف کی طرف سے ''ٹیم، ٹیم'' کہنے کا سلسلہ ابھی تک جاری ہے، دین کے اہم اور نازک باب میں کھیل کود کا یہ سبق ان کو بہت پختہ یاد ہے، جو کبھی بھولتا ہی نہیں، جس پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔ ادارہ غفران کی طرف سے ''قرآن وسنت'' کی تصریحات اور ''اہلُ السنۃ والجماعۃ کے محققین کے حوالہ جات وعبارات کی روشنی میں'' ''علمی و تحقیقی رسائل کا یہ سلسلہ الحمدللہ تعالیٰ عرصۂ دراز سے جاری ہے، جس کے متعلق کبھی کبھار موصوف جیسے متفرد ذوق کے حاملین نکتہ چینی فرماتے رہتے ہیں، اور ان سے کلام کی نوبت آتی رہتی ہے، اور وہ بھی ''علمی و تحقیقی رسائل'' کا حصہ بن کر شائع ہوتی رہتی ہے، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ زیرِ بحث موضوع بھی 'علمی و تحقیقی رسائل'' کا حصہ بن کر شائع ہوجائے گا۔ موصوف کے ذمہ لازم ہے کہ وہ سب سے پہلے اپنے دعوے کے مطابق مستند دلائل کے ذریعہ ادارہ غفران سے شائع شدہ ''علمی و تحقیقی رسائل'' میں مذکور مسائل کے بارے میں اہلُ السنۃ والجماعۃ کے متفقہ مسائل سے مختلفُ الخیال ہونا ثابت فرمائیں۔

ہم الحمدللہ پیشگی واضح کرتے ہیں کہ موصوف کے اس دعوے کا بھی علمی وتحقیقی رسائل میں مذکور دلائل کی روشنی میں خلافِ واقعہ اور کذب بیانی پر مشتمل ہونا، اسی وقت مدلل انداز میں واضح ہو جائے گا۔

البتہ اگر موصوف علم وتحقیق کی وادیوں سے بھٹک کر ''تقلیدِ جامد'' کے تصور میں گم ہوں، تو اس کی شکایت کا انہیں کوئی حق نہیں، اور ان کی یہ شکایت ان کے اپنے تحریر کردہ سابقہ دعوے سے متصادم ہے۔

اور اگر موصوف کو اس کی ہمت، یا فرصت نہ ہو، تو ہم اہلِ فتویٰ وافتاء کو موصوف کے ساتھ ساتھ خود بھی دعوت دیتے ہیں کہ وہ علم وتحقیق کی وادیوں میں قدم رکھ کر اور تقلیدِ جامد کے تصور سے باہر نکل کر ہمارے ہاں سے شائع شدہ علمی وتحقیقی رسائل میں مذکور ایسے مسائل کی مدلل انداز میں توضیح کریں کہ جو اہلُ السنۃ والجماعۃ کے متفقہ مسائل، یعنی اجماعِ امت کے خلاف ہوں۔

اور اگر موصوف جیسے مصلحین ''تقلیدِ جامد'' کو ہی ''علم وتحقیق'' کا نام دیتے ہوں، تو ایسے مصلحین اس اصلاح کے فریضہ کو اپنے ہم مشرب لوگوں میں ہی سرانجام دے کر اپنا فرضِ منصبی پورا فرمائیں، کیونکہ ہم ایسی بے اعتدالی اور تشدد پر مبنی اصلاح سازی کو قبول کرنے کا فطری جوہر اپنے اندر موجود نہیں پاتے، بلکہ ہم خود اس طرح کی ''تقلیدِ جامد'' کی اصلاح کی کوششوں میں مصروف ہیں۔ اور موصوف اگر چند حضرات کے کسی مسئلہ پر متفق ہونے کو اجماع ''تصور'' فرمالیں، یا مجتہدین کے مقابلہ میں غیر مجتہدین کے اتفاق کو اجماع ''خیال'' کرلیں، تو اس ''تصور'' کی ''تصدیق'' ممکن نہیں اور ان کا یہ ''خیال'' مجتہدین کے نزدیک ''محال'' ہے۔

علامہ ابنِ تیمیہ نے ''مجموعُ الفتاویٰ'' میں ایک مقام پر اجماع کی بحث کے ذیل میں فرمایا کہ:

> ''اجماع کا مطلب یہ ہے کہ کسی شرعی حکم پر تمام علمائے مسلمین، اجماع فرمالیں۔
>
> اور جب کسی شرعی حکم پر امت کا اجماع، ثابت ہوجائے، تو کسی کے لئے ان کے اجماع سے خروج کی گنجائش نہیں ہوتی، کیونکہ امت کسی گمراہی پر جمع نہیں ہوسکتی۔
>
> لیکن بہت سے مسائل کے بارے میں بعض لوگ یہ گمان کرلیتے ہیں کہ وہ اجماعی ہیں، حالانکہ حقیقت اس کے مطابق نہیں ہوتی، بلکہ دوسرا قول کتاب وسنت کی رو سے زیادہ راجح ہوتا ہے'' (مجموع الفتاویٰ، ج۲۰،ص۱۱)

''تفرد'' کے موضوع پر تفصیلی کلام ہم نے اپنی مستقل تالیف ''تفرد کی حقیقت'' میں کردیا ہے۔

غلط بیانی وبدعنوانی کی مدافعانہ تاویل

مغالطہ:...... موصوف نے آگے لکھا:

''ہم نے تکفیرِ رفض پران کے مزعومہ خیالات کا رَد بغض وعناد، یا خدانخواستہ شروفساد کی نیت سے نہیں کیا، اور اللہ تعالیٰ کے لطف وکرم سے نہ ہماری زندگی میں کبھی کوئی ایسا منفی جذبہ رہا ہے ، ہم نے آج تک اپنی بات کی ہی نہیں ہے، ہم فقط اکابرینِ امت کے دلائل وشواہدات، براہین واستدلالات اور تحقیقی احتجاجات کی جادو بیانی، یا فتاویٰ بالمطلب والمعانی ہی کی تشہیر کرتے ہوئے اپنے قارئین کو مجذوب ومفتون کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں، اور اپنے احباب و غیر احباب سے صلہ وستائش کی ایک فیصد بھی توقع رکھے بنا التجا کرتے ہیں کہ اس جوابی مضمون کو ہم نے منصفانہ تجزیہ کا نام دے کر خود ہی اپنے حق میں فیصلہ نہیں دے دیا، بلکہ آپ کی عدالت میں غفرانی موقف کی اشاعت کے بعد اپنا موقف پیش کیا ہے کہ طرفین کے خیالات پڑھ کر آپ اپنی اپنی آراء دے سکیں، باقی کسی بھی شخص کو اپنے کاز کی صداقت کے پیشِ نظر اسے ''منصفانہ'' کہنے کا حق حاصل ہے، خواہ پڑھنے والے اپنے اپنے اذہان، یا ہمت وحوصلہ کے مطابق اسے کوئی بھی نام دے دیں''۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف کے بارے میں پہلے واضح کیا جاچکا، اور اب قارئین کے سامنے بھی یہ بات مزید روشن ہوتی جارہی ہے کہ موصوف ''افتراء پردازی'' کے ایسے ماہر اور اس پر جری ہیں کہ جس کا ارتکاب کرتے ہوئے اللہ کا خوف بھی دامن گیر نہیں ہوتا۔

موصوف نے اوپر کی عبارت میں، جو ہمارے فتوے کی طرف ''تکفیرِ رفض'' پر مزعومہ خیالات کی نسبت کی، یہ سراسر خلافِ واقعہ اور کذب بیانی پر مبنی ہے۔

ہمارا تحریر کردہ ''مبحوث فیہ فتویٰ'' جس پر موصوف کو ساری پریشانی لاحق ہے، وہ واضح طور پر ''تکفیرِ شیعہ'' سے متعلق ہے، جس میں حضرت مفتیِ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتوے کی روشنی میں شیعوں کے مختلف فرقے ہونے اور بعض کے کفر تک پہنچنے اور بعض کے کفر تک نہ پہنچنے، یعنی مشروط تکفیر کی صاف طور پر وضاحت ہے، اور یہی موقف جلیلُ القدر حنفیہ کی کتب میں صاف طور پر مذکور ہے، جس سے متعلق عبارات وحوالہ جات بہت زیادہ ہیں، لہٰذا موصوف کا

پہلے ''تکفیرِ شیعہ'' کی ''تکفیرِ رفض'' سے تحریف کرنا، اور پھراس مشروط تکفیر میں تحریف کرنا، اور پھراس موقف کو''ہمارے مزعومہ خیالات'' قرار دینا، سب ہی کذب در کذب اور افتراء پردازی کے قبیل سے ہیں، بلکہ واقعہ یہ ہے کہ ایسی صورت میں''مزعومہ خیالات'' کی نسبت جلیل القدر فقہاء واسلاف کی طرف بھی کرنا لازم آتا ہے۔

شیعہ کے تین درجات کی تفصیل، اور رافضی کی تعریف تو علامہ ابنِ تیمیہ وغیرہ کے حوالہ سے آگے آتی ہے، جس میں سب کی ''علی الاطلاق تکفیر'' کا حکم مذکور نہیں۔

علامہ حصکفی نے''الدرُّ المختار ''میں فرمایا:

''ہم اہلِ قبلہ میں سے کسی کی تکفیر نہیں کرتے، اگرچہ اُن فرقوں کی بحث کرتے وقت کفر کا الزام کیوں نہ واقع ہوا ہو''

علامہ ابنِ عابدین شامی نے''ردُّ المحتار ''میں، اس کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''حق بات یہ ہے کہ اہلِ قبلہ کی تکفیر نہ کی جائے، اگرچہ اُن کے متعلق مباحث کے موقع پر، کفر کا الزام کیوں نہ واقع ہو۔ برخلاف اُس شخص کے، جو دین کی ضروری معلوم، قطعی باتوں کی مخالفت کرے، مثلاً عالم کو قدیم کہنے والا، اور اللہ تعالیٰ سے جزئیات کے علم کی نفی کرنے والا، جیسا کہ محققین نے تصریح کی ہے، اور اسی طریقے سے اللہ تعالیٰ کی ذات کے واجبُ الوجود ہونے، اور اس کے اختیار کی نفی کرنے کا قول۔

اور یہ فرمانا کہ''اگرچہ اُن کے متعلق مباحث کے موقع پر، کفر کا الزام کیوں نہ واقع ہو'' اس کا مطلب یہ ہے کہ اگرچہ معتزلہ اور ان جیسے فرقوں کے مذہب کی تردید کرتے وقت ، اُن کے کفر کی تصریح واقع ہوئی ہو کہ یہ کفر ہے (تب بھی ان کی تکفیر نہ کی جائے گی) کیونکہ اس کی مراد یہ ہے کہ ان کے اس طرح کے قول سے کفر لازم آجاتا ہے، لیکن یہ بات ان کے کافر ہونے کا تقاضا نہیں کرتی، کیونکہ ''مذہب کا لازم، ان کا مذہب نہیں کہلاتا'' نیز اُن کا یہ قول، ان کے گمان کے مطابق، صرف شرعی دلیل کے شبہ کی وجہ سے واقع ہوا ہے، اگرچہ وہ اس میں خطاء کار ہیں، اس کے علاوہ یہ خرابی بھی لازم آتی ہے کہ ان کو اہلِ کتاب سے ادنیٰ حالت میں بھی داخل نہ مانا جائے (اور نکاح اور ذبیحہ کو بھی

www.idaraghufran.org

حرام قرار دے دیا جائے ، جبکہ اہلِ کتاب عورت سے نکاح اور ان کا ذبیحہ حلال ہے) حالانکہ وہ سب سے اشرف کتاب (یعنی قرآن مجید) کا اقرار کرتے ہیں، اور جن حضرات نے اُن سے نکاح کے حلال نہ ہونے کا قول کیا ہے، اُس نے شاید اُن کے اعتقاد کی وجہ سے، ان کے مرتد ہونے کا حکم لگایا ہے، لیکن یہ حکم لگانا بعید ہے، کیونکہ یہ اُن کے اعتقاد کی بنیاد ہے، پھر اگر اس بات کو تسلیم کرلیا جائے کہ یہ کفر ہے، تب بھی وہ ارتداد نہیں کہلائے گا، جیسا کہ ''بحر'' میں فرمایا کہ یہ بات ضروری ہے کہ جو کفریہ مذہب کا اعتقاد رکھتا ہو، اگر وہ اعتقادِ صحیح سے مقدم ہو، تو وہ مشرک ہے، اور اگر اعتقادِ صحیح کے بعد طاری ہوا ہو، تو وہ مرتد ہے۔ اور اس سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ ''رافضی'' اگر حضرت علی رضی اللہ عنہ میں ''الوہیت'' کا عقیدہ رکھتا ہو، یا یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ جبریلِ امین نے وحی میں غلطی کی ہے، یا صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کی صحبت کا انکار کرتا ہو، یا سیدہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر (زنا کی) تہمت لگاتا ہو، تو وہ کافر ہے، کیونکہ اس نے دین کی اُن ضروری چیزوں کی مخالفت کی ہے، جو قطعی طور پر معلوم ہیں۔ برخلاف اس صورت کے کہ جب وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو فضیلت دیتا ہو، یا صحابہ پر سبّ وشتم کرتا ہو، تو وہ بدعتی ہے، کافر نہیں ہے (ردالمحتار، ج۳ص ۴۵، ۴۶، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات)

علامہ ابنِ عابدین شامی نے ''ردُّ المحتار'' میں، جو ''مسئلۂ تکفیر'' کو بیان کیا ہے، اگر موصوف کو خود سمجھ نہ آئے، تو کسی طالبِ علم سے سمجھ لینا چاہیے کہ یہ حکم ''مطلق تکفیر'' کا ہے، یا ''غیر مطلق تکفیر'' کا؟ پس موصوف نے جو ہمارے فتوے کی تردید میں یہ لکھا کہ ''ہم نے تکفیرِ رِفض پر ان کے مزعومہ خیالات کا رَد بغض وعناد، یا خدانخواستہ شروفساد کی نیت سے نہیں کیا''

تو موصوف کی طرف سے پے درپے کذب وغلط بیانی، اور الزام تراشی کے تناظر میں، ان کے ''بغض وعناد، یا شروفساد کی نیت'' کی ترجمانی کرنے کے لئے کافی وافی ہے، جس کے بعد موصوف کی طرف سے نیت کی صفائی پیش کرنے کی زیادہ اہمیت باقی نہیں رہ جاتی۔

اور موصوف کی طرف سے ایک مکمل قسط شائع کرنے، اور اس کا ہماری طرف سے علمی مواخذہ منظرِ عام پر آنے کے بعد اب دوسری قسط میں جو یہ معذرت خواہانہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ''انہوں نے

www.idaraghufran.org

منصفانہ تجزیہ کا نام دے کر خود ہی اپنے حق میں فیصلہ نہیں دیا'' تو اب اس کی حیثیت ''عُذرِ گناہ بدتر از گناہ'' سے زیادہ باقی نہیں رہی۔ اگر موصوف اپنے اس دعوے میں سچے تھے، تو ان کو اپنے مضمون کا عنوان کا قائم کرتے وقت ہی اس کی وضاحت کرنی چاہیے تھی۔

اور ہماری طرف سے پہلی قسط کا جواب شائع ہونے کے بعد موصوف کا جو رویہ اب دوسری قسط میں سامنے آیا ہے، اس میں موصوف نے اگرچہ اپنا کچھ رنگ پلٹنے کی کوشش کی ہے، لیکن ''جبل گردد، جبلت نہ گردد'' کے تحت درحقیقت وہ اب بھی اسی سابقہ روِش پر قائم ہیں، ہم پہلے ہی موصوف کو چیلنج کر چکے ہیں کہ وہ اصل موضوع، اور مسئلہ کو خلط ملط کر کے التباس واشتباہ پیدا نہ کریں، سیدھی سیدھی بات کریں، سب سے پہلے ان کے ذمہ ضروری تھا کہ وہ ہمارا مکمل فتویٰ نقل کرتے، پھر اس پر اپنے اعتراضات، اور پھر اس کے بعد ہمارے مکمل جواب پر تبصرہ کرتے، لیکن ایک تو موصوف نے ہمارا مکمل فتویٰ نقل کرنے سے پہلے، اس پر اپنے اعتراضات نقل کردیئے، پھر موصوف، کبھی ہمارے مضمون کا اور کبھی ہمارے فتویٰ کا مختصر اقتباس درج کرتے ہیں۔

اور پھر اس کی بے جا ترجمانی، اور غلط تشریح وتوضیح کرتے ہیں۔

اس طرزِ عمل سے اگر وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے فتوے، اور اپنے اعتراضات، اور ہماری طرف سے تحریر کئے گئے جوابات پر منصفانہ تجزیہ پیش کر کے قارئین کو مجذوب ومفتون کردیں گے، تو بے شک وہ اس کی کوشش کر کے دیکھ لیں، جو قارئین منصفانہ وعادلانہ فیصلہ کے خواہش مند ہیں، وہ اپنے نزدیک منصفانہ عدالت مکمل دعوے اور نقد وجرح کے بغیر قائم نہیں کرتے، بلکہ وہ ہماری طرف سے طرفین کے مکمل طبع شدہ خیالات پڑھ کر اپنی آراء قائم کرتے ہیں، پھر اپنے کازکی صداقت کے پیشِ نظر اس کے ''منصفانہ'' ہونے کا فیصلہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اس طرزِ عمل کے نتیجہ میں اب تک بہت سے قارئین کے سامنے حقیقت واضح ہو چکی ہے، جس کا سلسلہ بحمداللہ تعالیٰ جاری وساری ہے۔

متکبرانہ اندازِ تحریر کا شکوہ

مغالطہ:...... موصوف نے آگے ''غفرانی ٹیم کا متکبرانہ اندازِ تحریر'' کا عنوان قائم کر کے لکھا:

''علمی وتحقیقی رسائل'' کی جلد نمبر 18 جو ہمارے پیشِ نظر ہے، اس میں غفرانی ادارہ کے

مفتیانِ کرام کی جماعت کے اسماء درج ہیں، جن میں سے پہلا نام ان حضرت مولانا کا ہے، جو بزعمِ خود صدرِ مجلس، صدر مفتی اور میرِ محفل ہیں"۔

جوابِ مغالطہ:...... متکبرانہ اندازِ تحریر پر کلام آگے آتا ہے۔ موصوف حسد وتحاسد کی آگ میں جل کر ہمیں "بزعمِ خود صدرِ مجلس" کہیں، یا "صدر مفتی" کہیں، یا "میرِ محفل" کہیں، ادارہ غفران کے اراکین کی طرف سے جس رکنِ مجلس کو جو عہدہ سپرد کیا گیا، اس پر موصوف کے اس طرح کے طعن کرنے سے نہ کسی کے عہدہ میں کوئی خلل واقع ہوتا، نہ ہی اس کا ادارہ غفران کی مجلس کے ارکان پر کوئی اثر پڑتا، کیونکہ ادارہ غفران کے ارکان، یا صدر کسی کی طرف سے موصوف کو نہ کوئی عہدہ حاصل ہے، نہ ہی کوئی اختیار واقتدار حاصل ہے، اس لئے اگر موصوف کو اپنے غصہ کی بھڑاس نکالنے کا سوائے زبان درازی کرنے کے کوئی مصرف میسر نہیں، تو اس میں دوسرے کا کیا قصور ہے؟

نبی کریم، خاتم النبیین، صلی اللہ علیہ وسلم نے تو چودہ سو سال پہلے ہی مطلع فرمادیا تھا کہ:

إِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ، فَإِنَّ الْحَسَدَ يَأْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَأْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ أَوْ قَالَ: الْعُشْبَ (سنن ابی داود، رقم الحديث ۴۹۰۳، كتاب الأدب، باب فی الحَسَد)

ہمارے جوابی انداز کا خائنانہ تجزیہ

مغالطہ:...... موصوف نے آگے لکھا کہ:

"تکفیرِ شیعہ کے حوالہ سے جب ہمارے ارسال کردہ سوالات (جو ایک ذاتی مکتوب کی حیثیت سے تھے) ان تک پہنچے، تو ان کا جوابی انداز کچھ ایسا سامنے آیا:

"اکتوبر2020ء کے ماہنامہ "التبلیغ" کے شمارہ میں "تکفیرِ شیعہ کا حکم" کے عنوان سے مختصر فتویٰ شائع کردیا گیا۔ اس فتوے کی اشاعت کے بعد بعض متشددین کے حلقہ میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی، اور اس دوران بندہ کو مذکورہ فتوے کے ردِ عمل میں ایک مولوی صاحب کی تحریر موصول ہوئی، اس تحریر کا انداز جارحانہ اور الزامی تھا۔ اس طرح کی تحریرات کے جواب کی اگرچہ زیادہ اہمیت نہیں ہوتی، جب کسی بغیر مستند حوالہ کے دوسرے پر الزامات کی بارش کردی جائے، اور مستند حوالہ جات پر علم وتحقیق کے تناظر میں کلام نہ کیا جائے۔ لیکن ایک عرصے سے علم وتحقیق کے میدان میں یہ بات دیکھنے میں آتی رہی ہے کہ جن امور کی علم وتحقیق کے میدان میں کوئی اہمیت نہیں تھی، آج ایک بڑے علمی حلقے کی طرف سے ان ہی امور کو علم وتحقیق کا اصل

ہتھیار، بلکہ علمی شاہکار سمجھ لیا گیا ہے، جس کا رات دن، منبر ومحراب اور رسائل وجرائد میں بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے علمی وتحقیقی امور، محض دَب کررہ گئے ہیں، اور ظاہری علم ودانش کے شہسواروں کے ساتھ ساتھ عوامی حلقے کے بڑے طبقے کی نظروں سے بھی وہ اوجھل ہوگئے ہیں۔ اس لیے مذکورہ بالا تحریر پر مستند ومعتبر حوالہ جات وعبارات کی روشنی میں کلام کرنے اور اس تحریر میں مذکور امور کا علمی وتحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

اس تحریر کا جواب بھی ایک مستقل رسالہ کی حیثیت اختیار کر گیا، اس کو اب ''تکفیرِ شیعہ اور چند شبہات پر کلام'' کے عنوان سے شائع کیا جارہا ہے، جس کے شروع میں بندہ کا وہ مختصر فتویٰ درج کیا گیا ہے، جس پر ایک مولوی صاحب کی تحریر موصول ہوئی، پھر مولوی صاحب کی وہ تحریر نقل کی گئی ہے، اور آخر میں اس تحریر کے جواب میں بندہ کا قدرے تفصیلی جواب شامل ہے، جبکہ اس موضوع پر بندہ کی ایک دوسری مفصل تالیف بھی طباعت کے مراحل میں ہے۔

اللہ تعالیٰ اعتدال کو اختیار کرنے کی توفیق عطاء فرمائے، اور تشدد وبے اعتدالی سے محفوظ فرمائے۔ آمین۔'' (علمی وتحقیقی رسائل جلد نمبر ۱۸، صفحہ نمبر ۳۹۱ تا ۳۹۲، مطبوعہ ادارہ غفران راولپنڈی)

جوابِ مغالطہ:...... پہلی بات تو یہ ہے کہ موصوف کے قلم سے اس موقع پر کسی طرح سچ نکل ہی گیا کہ موصوف کا وہ مکتوب ''تکفیرِ شیعہ کے حوالہ سے'' ہی تھا، شیعہ کے صرف ''امامیہ'' یا صرف ''اثنا عشریہ'' فرقہ کے متعلق نہیں تھا، اور ہم سے استفتاء بھی اسی حیثیت سے کیا گیا تھا، جس کے ضمن میں اثنا عشریہ کے متعلق بھی سوال شامل تھا۔ جبکہ ہم پہلے واضح کرچکے ہیں کہ موصوف تاحال اپنا دعویٰ تک بھی منقح نہیں کرسکے، وہ ایک مقام پر کچھ لکھتے ہیں، اور کسی دوسرے مقام پر کچھ اور لکھتے ہیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ موصوف کا وہ مکتوب معترضانہ ومتعنتانہ سوالات پر مشتمل تھا، جس پر کلام پہلے گزر چکا ہے، اور ہم نے موصوف کے ان اعتراضات کے ضمن میں بھی باحوالہ موصوف کی عبارات کے ذیل میں اس کی نشاندہی کردی ہے۔

تیسری بات یہ ہے کہ موصوف کے ذاتی مکتوب کو ہم نے موصوف کی کسی تجوری سے چوری نہیں کیا، بلکہ اس کو انہوں نے خود ہمیں ڈاک سے ارسال کیا تھا، جس میں کہیں بھی یہ تحریر نہیں کیا گیا تھا کہ یہ ذاتی مکتوب ہے، جس کو، یا اس کے جواب کو شائع کرنے کی اجازت نہیں۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہم نے ان اعتراضات اوران کے جوابات پر مشتمل اپنی مطبوعہ تحریر میں کہیں بھی موصوف کے نام کی اشاعت نہیں کی تھی، جس سے موصوف کو اپنی کسی کشفِ عورۃ کا خطرہ لاحق ہو۔

پانچویں بات یہ ہے کہ موصوف کا یہ تحریر فرمانا کہ''ان کا جوابی انداز کچھ ایسا سامنے آیا''

سراسر خلافِ واقعہ ہے، موصوف نے اوپر ہمارے مطبوعہ مضمون کی جو عبارت نقل کی ہے، وہ اس مکمل مضمون کی تمہید ہے، جس کے بعد ہمارا فتویٰ، پھر موصوف کے اعتراضات، اوراس کے بعد ان اعتراضات پر تفصیلی کلام ہے۔ موصوف کے اعتراضات پر کلام تو بہت بعد میں شروع ہوا ہے، جس کو ابھی تک موصوف نے نقل کیا ہی نہیں۔

چھٹی بات یہ ہے کہ موصوف نے ہماری مطبوعہ تمہید کو بھی مکمل نقل نہیں کیا، اور وہ حصہ چھوڑ ہی دیا، جس میں اس مکمل قضیہ کی اصل بنیاد کا ذکر تھا، جس حصہ کو موصوف نے چھوڑ دیا، وہ درجِ ذیل ہے:

''بندہ نے''تکفیرِ مسلمین ومبتدعین'' کے عنوان سے چند مضامین تحریر کیے تھے، جن میں ایک مضمون''تکفیرِ شیعہ وروافض'' سے متعلق بھی شامل تھا، اور خیال تھا کہ ان تمام مضامین کو ایک جلد میں جمع کر کے شائع کر دیا جائے، اسی دوران ملک میں''اہلِ تشیع کی تکفیر'' پر گرم بازاری شروع ہوگئی، مختلف مجلّات ورسائل میں اس مسئلہ کو ہر اہل وناہل نے تختۂ مشق بنانا شروع کر دیا، جبکہ اس سے پہلے بھی اس مسئلے کی گرم بازاری میں کوئی کمی نہیں تھی۔ ان حالات کو دیکھتے ہوئے''تکفیرِ شیعہ وروافض'' کے حکم پر مزید تحقیق کی ضرورت محسوس ہوئی، تحقیق کے نتیجے میں یہ مضمون مفصل ومدلل ہونے کی وجہ سے مستقل جلد میں شائع ہونے کے قابل ہوگیا، ابھی اس کی تکمیل ہوئی ہی تھی، اوراس کی اشاعت میں کچھ وقت باقی تھا، بحثا بحثی کی گرم بازاری کے ماحول میں تقاضا ہوا کہ اس مسئلہ کو قدرے اختصار واعتدال کے ساتھ ماہنامہ''التبلیغ'' راولپنڈی میں شائع کر دیا جائے۔ چنانچہ اکتوبر 2020ء کے شمارہ میں ایک سوال کے جواب میں''تکفیرِ شیعہ کا حکم'' کے عنوان سے مختصر فتویٰ شائع کر دیا گیا'' (علمی وتحقیقی رسائل، جلد۱۸، ص۳۹۱)

ساتویں بات یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے اپنے مطبوعہ مضمون کی تمہید میں ذکر کیا، وہ حقیقت کے عین مطابق ہے، اس میں کسی غلط بیانی، یا خلافِ واقعہ چیز کو درج نہیں کیا گیا، بلکہ مجتہدین ومحققین کی

تحقیقات کے موقف کے مقابلہ میں ،موصوف جیسے غیر مجتہدین وغیر محققین کی اجتہاد سازی، لب کشائی، اور زبان درازی کی وجہ سے ذکر کیا، جس کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح پیش گوئی فرمادی تھی کہ:

إِنَّ اللهَ لَا يَنْتَزِعُ الْعِلْمَ مِنَ النَّاسِ انْتِزَاعًا، وَلَكِنْ يَقْبِضُ الْعُلَمَاءَ فَيَرْفَعُ الْعِلْمَ مَعَهُمْ، وَيُبْقِي فِي النَّاسِ رُءُوسًا جُهَّالًا، يُفْتُونَهُمْ بِغَيْرِ عِلْمٍ، فَيَضِلُّونَ وَيُضِلُّونَ (مسلم،رقم الحديث ٦٧٣٢٦،١٤، كتاب العلم،باب رفع العلم)

اور موصوف کے اس پر منصفانہ''جوابی تبصرہ'' کی حقیقت آگے آتی ہے۔

اربابِ بصیرت کو دوبارہ نظرِ غائر کی دعوت

مغالطہ:...... موصوف نے آگے''جوابی تبصرہ'' کا عنوان قائم کرکے لکھا کہ:

''(1)......اربابِ بصیرت ایک مرتبہ پھر ہمارے پیش کردہ ان سوالات کو بہ نظرِ غور ملاحظہ فرمائیں، جو گزشتہ قسط میں پیش کیے گئے ہیں، اور اپنی آخرت و مواخذۂ حشر کا تصور جما کر فرمایئے کہ ہمارے پیش کردہ سوالات میں تہذیب و متانت چھلکتی ہے، یا غفرانی ادارہ کے صدر مجلس کی پیش کردہ اس تحریر سے کوئی بوئے تعظیم وشفقت آرہی ہے؟ ہمیں مسئلۂ ہذا پر جس قدر عندالتحقیق تصدیق وتطبیق مطلوب تھی، اس کی توثیق اگرچہ اکابرینِ امت کی نگارشات سے پورے شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے، مگر پھر بھی ہم نے حتی الوسع غفرانی ادارہ والوں کے لیے ایک گنجائش رکھ کر اپنے تحفظات پیش کیے کہ چونکہ معلومات کا سمندر وسیع وعمیق ہے، ممکن ہے یہ حضرات کچھ نئے براہین، یا قوتِ استدلالات سے رونق بخشیں، مگر متذکرہ ادارہ کی اس ٹیم اور میرِ مجلس کی زیرِ تبصرہ عبارت سے تو یوں محسوس ہورہا ہے، جیسے خشک مزاجی، تنگ ظرفی اور اعلیٰ درجے کی یبوست ان کے حجرۂ دماغ میں ڈیرے ڈالے بیٹھی ہے، انصاف اور عاجزی وفروتنی ویسے تو بالفطرت ہر مسلمان کے لیے مبلغ المرام، یعنی نیک مقاصد تک پہنچانے والی ہے، مگر مدعیانِ علم و فتویٰ میں تو یہ جواہر زیادہ آب وتاب سے نظر آنے چاہیے تھے، لیکن غفرانی ادارہ کے ان صاحب اور اراکین کا جولب ولہجہ ان کی تحریر میں نظر آرہا ہے، وہ محتاجِ کشف وبیان نہیں''۔

جوابِ مغالطہ:...... اس سلسلہ میں پہلی بات تو یہ ہے کہ بہت سے اربابِ بصیرت موصوف کی مندرجہ بالا دعوت سے قبل ہی موصوف کے اعتراضات، اور ان پر مکمل کلام کو ہماری مطبوعہ تالیف

کی شکل میں ملاحظہ فرما چکے ہیں،اور جو اربابِ بصیرت پوری بصیرت کے ساتھ غور وفکر کرنا چاہیں،ان کے لئے مکمل غور وفکر کا سامان ہماری مطبوعہ تالیف میں موجود ہے۔

جبکہ اربابِ بصیرت کے لئے بصیرت کا مکمل سامان،موصوف کی مندرجہ بالا مختصر وناقص،اور کٹی ،چھنٹی اقتباسیات،اور غلط ترجمانی پر مشتمل تحریر میں موجود نہیں،پھر موصوف کی اس تحریر سے کیا خاک بصیرت حاصل ہوسکے گی،اور اگر کچھ ہو بھی گی،تو وہ ان کی اپنی بصیرت کے بجائے موصوف کی ناقص،وغیر معتدل بصیرت کی تقلید پر مبنی ہوگی،جس کا صحیح اور کامل بصیرت سے کوئی تعلق نہ ہوگا۔

دوسری بات یہ ہے کہ موصوف کی طبیعت چونکہ ابھی تک صاف نہیں ہوئی،اس لئے ہم نے الحمدللہ اپنی آخرت ومواخذۂ حشر کا تصور جما کر موصوف کے گزشتہ قسط میں پیش کیے گئے،ان اعتراضات پر مطبوعہ جوابات کے علاوہ مزید،وجدید نسخے بھی جمع کر لئے ہیں،جو ان شاءاللہ تعالیٰ جلد ہی منظرِ عام پر لائے جائیں گے۔

تیسری بات یہ ہے کہ موصوف کی تہذیب ومتانت جتنی پہلے چھلکی تھی،اب ان کی اس موجودہ تحریر سے مزید چھلک،بلکہ چمک اور دمک چکی ہے،جس کے بعد موصوف کی اس لفاظی کی حیثیت بھی خوب عیاں ہو چکی ہے۔

چوتھی بات یہ ہے کہ ہماری تحریر سے کسی کو بوئے تعظیم آ رہی ہو،یا بوئے شفقت آ رہی ہو،اس کا تعلق سونگھنے والے کی ''حس'' سے ہے،ہر ایک اپنی ''قوتِ شامہ'' کے مطابق اس کا فیصلہ کرسکتا ہے،ہر ایک کو موصوف کی ''قوتِ شامہ'' کی احتیاج نہیں،موصوف اپنی ''قوتِ شامہ'' کو اپنے یہاں کی خوشبو،یا بدبو سونگھنے کے لئے محفوظ رکھیں،تو زیادہ بہتر ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ موصوف کا یہ فرمانا کہ:

''ہمیں مسئلۂ ہذا پر جس قدر عندالتحقیق تصدیق وتطبیق مطلوب تھی،اس کی توثیق اگرچہ اکابرینِ امت کی نگارشات سے پورے شرح وبسط کے ساتھ موجود ہے''

موصوف کے یہ الفاظ اس بات کی توثیق کے لئے کافی ہیں کہ موصوف نے ہم سے یہ سوالات استفتاء کے طور پر نہیں کئے تھے،بلکہ وہ پورے شرح وبسط کے ساتھ اپنے مطلوب کو اپنے ذہن میں موجود پاتے تھے،ایسی صورت میں موصوف کو دوسرے سے چھیڑ خانی کرنے کی کیا ضرورت

تھی، ان کو چاہیے تھا کہ وہ ان کے مدلل جوابات اپنی کسی مفصل ومدلل تالیف، یا مضمون کی شکل میں تحریر کردیتے، جس کے بعد قارئین کے سامنے دونوں موقف آجاتے، اور وہ جس موقف کو مناسب سمجھتے، اختیار کرلیتے۔

چھٹی بات یہ ہے کہ ہم موصوف کے ان گھسے پٹے اعتراضات کے جوابات کے متعلق پہلے ہی ذکر کرچکے ہیں کہ وہ کسی ''منقارزیرِ پر'' نہیں تھے، الخ۔

ساتویں بات یہ ہے کہ موصوف کا یہ فرمانا کہ ''یوں محسوس ہورہا ہے، جیسے خشک مزاجی، تنگ ظرفی اور اعلیٰ درجے کی یبوست ان کے حجرۂ دماغ میں ڈیرے ڈالے بیٹھی ہے'' تو موصوف کو اس مقصد کے لئے اپنی خشک مزاجی، تنگ ظرفی، اور حجرۂ دماغ میں بیٹھی ہوئی اعلیٰ درجہ کی یبوست کا علاج کرانے کے لئے کسی ماہر معالج کی طرف رجوع کرنا چاہئے، جس میں اس کو دوسرے صحت مند لوگ اپنی طرح کے مریض نظر آیا کرتے ہیں، اور وہ صحت مند لوگوں کی غلط تشخیص اور تجویز کے درپے رہتا ہے، اور اگر کوئی ماہر معالج میسر نہ آئے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اپنے پاس موجود نسخوں میں سے ایسے موثر نسخے پیش کریں گے، جس سے مریض کے ہوش تو کم از کم ٹھکانے آہی جائیں گے۔

آٹھویں بات یہ ہے کہ موصوف کا یہ فرمانا کہ ''انصاف اور عاجزی وفروتنی ویسے تو بالفطرت ہر مسلمان کے لیے مبلغ المرام، یعنی نیک مقاصد تک پہنچانے والی ہے، مگر مدعیانِ علم وفتویٰ میں تو یہ جواہر زیادہ آب وتاب سے نظر آنے چاہیے تھے''۔

اپنے اس دعوے کا موصوف اپنے لب ولہجہ، اور اپنی تحریر کی روشنی میں خود ہی مصداق ہیں، جو محتاجِ بیان نہیں، لیکن موصوف کا انوکھا ونرالا کشف، اس کا مصداق دوسروں کو بنا کر دکھاتا ہے۔

''فَاعۡتَبِرُوا یَااُولِی الۡاَبۡصَارِ''

''تقلیدِ جامد'' کے بعد ''علم وتحقیق'' پر شکوہ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''(2)...... غفرانی ادارہ کے میرِ مجلس نے چند سطور کی اس تمہیدی عبارت میں کم وبیش آٹھ مرتبہ ''علم وتحقیق'' کے الفاظ کچھ ایسی تعلّی اور مغرور طبیعت کے زور پر بہ تکرار درج کیے ہیں کہ محسوس ہوتا ہے علم وتحقیق کا نزول وصعود موصوف اور ان کی غفرانی ٹیم پر ہی ہوا ہے۔ اور باقی جو جوان

کی علمی و تحقیقی موشگافیاں پڑھنے والے ہیں، وہ سارے کے سارے گوبھی کے پھول ہیں''۔

جوابِ مغالطہ:...... اس سے چند پیراگراف پہلے موصوف خود ہی یہ تحریر فرما چکے ہیں کہ ''علم و تحقیق کی وادیوں میں تقلیدِ جامد کا کوئی تصور نہیں ہے''۔

تو اگر کوئی ''تقلیدِ جامد'' کے بجائے اپنے آپ کو ''علم و تحقیق'' میں مشغول کرے، اور وہ موصوف جیسے ''تقلیدِ جامد'' کی دلدل میں دھنسے، اور پھنسے ہوئے لوگوں کو متوجہ کرنے کے لئے ''علم و تحقیق'' کا آٹھ دس مرتبہ نہیں، ہزار مرتبہ بھی تذکرہ کرے، تو اس میں کونسی برائی ہے۔

جہاں تک موصوف کے ہماری طرف تعلّی اور مغرور طبیعت کے زور پر ''علم و تحقیق'' کے الفاظ بہ تکرار درج کرنے کی نسبت کا تعلق ہے، تو ہم اپنی وہ عبارت ذیل میں دوبارہ نقل کر دیتے ہیں:

> اس طرح کی تحریرات کے جواب کی اگرچہ زیادہ اہمیت نہیں ہوتی، جب کسی بغیر مستند حوالہ کے دوسرے پر الزامات کی بارش کر دی جائے، اور مستند حوالہ جات پر ''علم و تحقیق'' کے تناظر میں کلام نہ کیا جائے۔ لیکن ایک عرصے سے ''علم و تحقیق'' کے میدان میں یہ بات دیکھنے میں آتی رہی ہے کہ جن امور کی ''علم و تحقیق'' کے میدان میں کوئی اہمیت نہیں تھی، آج ایک بڑے علمی حلقے کی طرف ان ہی امور کو ''علم و تحقیق'' کا اصل ہتھیار، بلکہ علمی شاہکار سمجھ لیا گیا ہے، جس کا رات دن، منبر و محراب اور رسائل و جرائد میں بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے ''علمی و تحقیقی امور'' محض دَب کر رہ گئے ہیں، اور ظاہری علم و دانش کے شہسواروں کے ساتھ ساتھ عوامی حلقے کے بڑے طبقے کی نظروں سے بھی وہ اوجھل ہو گئے ہیں۔
>
> اس لیے مذکورہ بالا تحریر پر مستند و معتبر حوالہ جات و عبارات کی روشنی میں کلام کرنے اور اس تحریر میں مذکور امور کا ''علمی و تحقیقی جائزہ'' لینے کی ضرورت محسوس ہوئی''۔

ہماری اس عبارت میں کہیں بھی اس چیز کی طرف اشارہ نہیں کہ ''علم و تحقیق'' کا نزول و صعود صرف ہم پر ہی ہوا ہے، اور ہمارے علاوہ جو بھی ہمارے علمی و تحقیقی رسائل کے قاری ہیں، وہ سارے کے سارے گوبھی کے پھول ہیں۔ ہم الحمدللہ تعالیٰ اپنے مضامین و رسائل کے قارئین کو ہرگز ایسا نہیں سمجھتے، البتہ موصوف اپنی مخصوص ذہنی کیفیت کی وجہ سے ایسا سمجھیں، تو اس میں دوسرے کا کیا دخل

www.idaraghufran.org

ہے؟ بلکہ ہمارے نزدیک عین ممکن ہے کہ ہمارے رسائل کے قارئین میں بہت سے گلاب کے پھول، بہت سے چنبیلی کے پھول، بہت سے گیندے کے پھول، بہت سے یاسمین کے پھول، بہت سے گلِ دوپہر، اور بہت سے رات کی رانی وغیرہ جیسے پھولوں کی مانند خوش رنگ اور خوشبودار ہوں، اور کچھ موصوف کی مانند ''گوبھی کے پھول'' ہوں۔ اور ہم علم وتحقیق سے وابستگی پر اللہ تعالیٰ کا شکر اداء کرتے ہیں، اور ہماری علم وتحقیق کا محور، خود اپنا اختراعی نہیں، بلکہ محققین اصحابِ علم کی اتباع پر مبنی ہے۔ اگر ہم محققین اصحابِ علم وتحقیق سے اپنے آپ کو وابستہ نہیں کریں گے، اور علم کے بجائے ''جہل'' میں، اور ''تحقیق'' کے بجائے ''اندھی وجامد تقلید'' میں مبتلاء رہیں گے، تو قیامت کے دن رب کے حضور کیا عذر پیش کرسکیں گے۔ ''بَلْ هُوَ آيَاتٌ بَيِّنَاتٌ فِي صُدُورِ الَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ''

اربابِ فکر ونظر کو غور کی دعوت

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''اربابِ فکر ونظر غور کیجیے! کیا اس قبیح لہجے میں نورِ علم متبادل ہوتا ہے؟ کیا خیالات کی پاکیزگی اور افکار کا تبادلہ اس قسم کی کسی پنجابی فلم کی اسٹوری کے اسلوب میں پیش کیا جاتا ہے؟''

جوابِ مغالطہ: ...... اربابِ فکر ونظر کو موصوف جیسی عقل ونظر کی احتیاج نہیں، وہ اپنی اپنی فکر ونظر، اور نورِ علم کی روشنی میں کسی چیز کے قبیح، اور غیر قبیح ہونے کا فیصلہ موصوف کے مقابلہ میں بحسن وخوبی کرنا جانتے ہیں، اور وہ خیالات کی پاکیزگی اور افکار کا تبادلہ کرنے کے لئے نعوذ باللہ! ہرگز کسی پنجابی فلم کی اسٹوری کے محتاج نہیں، بلکہ ان کے لئے فقہائے محققین اور سلفِ صالحین کی تحقیقات وحوالہ جات کافی، وافی، اور صافی، شافی ہیں، البتہ موصوف کو اس کے بجائے اگر پنجابی فلموں، یا ان کی اسٹوری سے زیادہ مناسبت ہو، تو وہ جانیں، اور ان کا کام جانے، اہلِ حق اصحابِ علم واہلِ تحقیق کے پاس اس لایعنی مشغلہ میں مصروف رہ کر ''نیکی برباد، گناہ لازم'' کرنے کا وقت نہیں۔

خود رائی اور اندھی خود اعتمادی کا شکوہ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''یہی وہ خود رائی اور اندھی خود اعتمادی ہے، جس نے دورِ حاضر کے ناپختہ اور چرب زبان

www.idaraghufran.org

دوستوں کو اکابرینِ امت کے سامنے لا کھڑا کیا ہے‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف نے دراصل اس سے اپنی حالت کا نقشہ کھینچا ہے، بلکہ موصوف تو اس سے بھی کچھ آگے بڑھے ہوئے ہیں کہ وہ اس مسئلہ میں طرفین کے موقف کے حامل جملہ اکابر کے مقابلہ میں تعصب وتحزب کی راہ پر کھڑے ہوئے ہیں، اور دوسروں کو بھی اسی راہ پر کھڑا کرنا چاہتے ہیں۔ ہم الحمدللہ، نہ تو خودرائی اور اندھی خوداعتمادی کے قائل ہیں، اور نہ ہی ’’علم وتحقیق‘‘ کے مقابلہ میں اندھی وجامد تقلید کے قائل ہیں، اور ہم اس زیرِ بحث مسئلہ میں بھی سلف کے مقابلہ میں کسی جدید رائے کے ’’احداث‘‘ کے قائل نہیں، سلف نے جو کچھ فرمادیا، وہ کافی وافی سمجھتے ہیں، جیسا کہ پہلے گزرا۔ بلکہ الحمدللہ تعالیٰ ہماری جدوجہد کا بنیادی محور، اس قسم کی بے اعتدالیوں سے اپنے آپ کو محفوظ کرنا، اور دوسروں کو محفوظ رکھنے، اور اس بے اعتدالی کی نشاندہی کی تبلیغ کرنا ہے۔

البتہ حدیثِ مبارک کے مطابق جب اطاعت کئے جانے والے بخل، اور اتباع کی جانے والی ہواء پرستی، اور دنیا کو ترجیح دیے جانے، اور ہر ذی رائے کے اپنی رائے سے خوش ہونے، جیسی بری خصلتوں کی کثرت ہوجائے گی، تو ایسی حالت میں امر بالمعروف ونہی عن المنکر کے بجائے، اپنی ذات تک محدود رہنے، اور عوام کو اپنی حالت پر چھوڑ دینے کا حکم ہوگا، اور وہ ’’ایامِ صبر‘‘ کا دور ہوگا، جس میں صبر کرنا، آگ کی چنگاری کو قبض کرنے کے مترادف ہوگا، اور اس زمانہ میں خود عمل کرنا بھی پچاس لوگوں کے عمل کے برابر ثواب شمار ہوگا (ملاحظہ ہو: سنن أبي داود، رقم الحديث ۴۳۴۱)

اپنے سوالات کو اکابر کے نزہتِ خیالات قرار دینے کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

’’کیونکہ ہمارے سوالات میں اکابرینِ امت کے نزہتِ خیالات ہی کی نمائندگی تھی‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف کی یہی امتیازی متعصّبانہ شان ہے کہ وہ اپنے سوالات کو، اکابرینِ امت کے نزہتِ خیالات کی نمائندگی سمجھتے ہیں، اور دوسرے کی طرف سے نقل کردہ اکابرینِ امت کی صریح عبارات کو، اس کے برعکس سمجھتے ہیں، اور اس کے نتیجہ میں اکابر کے ایک فریق کا متبع ونمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے آپ کو صد فیصد ’’صواب‘‘ پر، اور اکابر کے دوسرے

www.idaraghufran.org

فریق کے متبع ونمائندہ کوصد فیصد ''خطاء'' بلکہ ''ضلالت'' پر سمجھتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ دوسرے فریق پرطعن وتشنیع کرتے ہیں، جیسا کہ گزشتہ تفصیل سے با حوالہ معلوم ہو چکا۔

اورہم یہ واضح کر چکے کہ موصوف کا متعصّبانہ طرزِعمل، طرفین کے موقف حامل اکابر میں سے کسی کے بھی خیالات کی خوشبو ومہک کے موافق نہیں، بلکہ یہ طرزِعمل، حظِ نفسانی، اور اکابر کی ناخوشی کی بناء پر ان سے دوری اور بُعد کا سبب ہے۔

اپناالزام دوسرے کے سرمنڈھنے کا طرز

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''یہ حقیقت طے شدہ ہے کہ تبادلۂ فکر باعثِ مخالفت نہیں ہوتا، بلکہ رفعِ مخالفت کا موجب اور حسنِ اختلاف کا سبب ٹھہرتا ہے''۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف جس جرم کا خود ارتکاب کرتے ہیں، اس کا الزام، دوسرے کو دیتے ہیں، اگرموصوف، مذکورہ دعویٰ میں صادق ہیں، تو اس مسئلہ میں متعصّبانہ ومتشددانہ مخالفت کا آغاز تو خود انہوں نے کیا، جس پر موصوف اب تک قائم اور مُصِر ہیں، اور اس پر موصوف کی سابقہ، اورموجودہ تحریر خود شاہدِ عدل ہے۔

فقہائے محققین کے موقف پر چونچلہ بازی کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''اور یہ بات پایۂ صحت وصدق کو پہنچ چکی ہے کہ جس مسئلۂ تکفیر رفض کو غفرانی ادارہ والوں نے اپنی چونچلہ بازی سے مشکوک اور بے وزن کرنے کی کوشش کی ہے، وہ سراسر بے یقینی اور بے علمی پرمبنی ہے''۔

جوابِ مغالطہ:...... جو کچھ اس سے پہلے موصوف تحریر فرما چکے ہیں، مذکورہ جملوں سے موصوف نے خود ہی اس کی نفی کر دی، کیونکہ ''مسئلہ تکفیرِ رفض'' کو ہماری چونچلہ بازی سے مشکوک اور بے وزن کرنے کی کوشش قرار دینا، اور اس کو سراسر بے یقینی اور بے علمی پر مبنی کہنا، اور اس سے پہلے اس بات کو پایۂ صحت وصدق کو پہنچ چکنے کا حکم لگانا، یہ سب آثار اسی چیز کے ہیں، جس پر کلام

پہلے گزر چکا ہے۔

اور ہم موصوف کے برعکس واضح طور پر کہتے ہیں کہ موصوف اپنے متعصّبانہ ومتشددانہ رویہ سے جمہور فقہائے محققین وسلفِ صالحین کے اصل موقف میں جو التباس واشتباہ پیدا کرنے کی چونچلہ بازی کرنا چاہتے ہیں، وہ سراسر بے علمی پر مبنی ہے، جس سے علم وتحقیق کے شعبہ میں کسی قسم کی بے یقینی پیدا نہیں ہوسکتی۔

رام کہانی، یا شیخ چلی کی خیالی پلاؤ نظر آنے کا شکوہ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ’’اور اس سے روافض کے خلاف علمائے اہلِ سنت جو کئی صدیوں سے جہدِ بلیغ اور جهودِ شاقہ کرتے چلے آرہے ہیں، وہ ایک رام کہانی، یا شیخ چلی کا خیالی پلاؤ نظر آتی ہے، کیا غفرانی ٹیم کی اس حرکتِ ناشائستہ پر قائدِ اہلِ سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے حلقۂ فکر کی غیرت کا بیدار ہونا ظلم ہے؟‘‘

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف، موضوع سے اِدھر اُدھر بھٹکنے اور بات کو ہیر پھیر کرا لجھانے کے عادی ہیں، موصوف کو شیعہ وروافض کی غیر مطلق تکفیر سے اختلاف ہے، جبکہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کا شیعہ وروافض سے اختلاف کا مسئلہ اس سے جدا ہے، اس اختلاف میں نظریاتی وفکری اور عملی وفقہی بہت سے مسائل آتے ہیں، ان سب مسائل پر علمائے اہلُ السنۃ نے دلائل وبراہین کے ذریعے اہلُ السنۃ والجماعۃ کے موقف کی ترجیح اور شیعہ وروافض کے موقف کی تردید ثابت کی ہے۔

لیکن موصوف علمائے اہلُ السنۃ کی طرف سے شیعہ وروافض کے متعلق، اس طرح کی ہمہ جہتی اصلاح وتردید سے متعلق سرانجام دی گئی خدمات کو، اُن کی علی الاطلاق تکفیر کا موجب سمجھتے ہیں، حالانکہ ہم پہلے واضح کرچکے ہیں کہ اہلُ السنۃ کی طرف سے شیعہ وروافض کے لیے اصلاح وتردید کا عمل، کئی صدیوں سے نہیں، بلکہ اسی وقت سے جاری ہے، جب سے اہلُ السنۃ والجماعۃ کے مقابلہ میں ان فرقوں کا آغاز ہوا، اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کی اس طرح سے سرانجام دی گئی خدمات کا دائرہ، صرف اہلِ تشیع تک محدود نہیں، بلکہ اہلُ السنۃ والجماعۃ کے علاوہ جتنے بھی بہتّر (72) فرقے ہیں، اُن سب کے لیے ان کی خدمات کا دائرہ وسیع ہے۔ لیکن ان سب چیزوں کے باوجود جمہور مجتہدین اور فقہائے

www.idaraghufran.org

محققین نے شیعہ وروافض سمیت دیگر اھل الاھواء فرقوں کی علی الاطلاق تکفیر کا قول نہیں کیا۔

اور اگر موصوف کو شیعہ وروافض کی ''تضلیل وتفسیق'' اور اس کے مقابلہ میں ''تکفیر'' میں فرق اور ان کے مابین نسبت تک کا بھی علم نہ ہو، تو ایسی صورت میں ظاہر ہے کہ کئی صدیوں سے ''علی الاطلاق عدمِ تکفیر'' کا قول نہ کرنے والے علمائے اہلُ السنۃ کی خدمات، موصوف کو ایک رام کہانی، یا شیخ چلی کی خیالی پلاؤ ہی نظر آئیں گی، اور وہ ان علمائے اہلُ السنۃ کی ان خدمات کو حرکتِ ناشائستہ قرار دینے پر مجبور ہوں گے، اور اوپر سے اپنے اس بے اعتدالی اور ناانصافی اور ظلم پر مشتمل موقف کی نسبت قائدِ اہلِ سنت حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کے حلقۂ فکر کی غیرت کے بیدار ہونے کی طرف کر کے پناہ حاصل کریں گے۔

جن عبارات وحوالہ جات، اور فتاویٰ جات کو ہم نے نقل کیا، وہ تو حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین رحمہ اللہ کی حیات میں بھی موجود تھے، اس وقت بھی وہ فتاویٰ جاری ہوتے تھے، اور ان کی اشاعت بھی ہوتی تھی، بلکہ جن حضرات کی طرف سے علی الاطلاق تکفیر کا فتویٰ جاری ہوا، اسی وقت کئی اکابر حضرات نے اس موقف، اور اس کے مستدلات سے اپنے اختلاف کا اظہار کیا تھا، اس وقت بھی علی الاطلاق تکفیر کے فتوے کی تصدیق نہ کرنے، اور اس سے اختلاف کرنے، اور عدمِ اطلاق والے اکابر واصحابِ علم کی بڑی تعداد موجود تھی، نہ تو اس وقت علی الاطلاق حکم لگانے والے اکابر کے حلقۂ فکر کی اس طرح کی غیرت بیدار ہوئی، جس طرح موصوف کی نرالی غیرت بیدار ہوئی، اور نہ ہی ان حضرات کو دیگر اکابر کا اختلاف کرنا ظلم نظر آیا، جس طرح موصوف ذی شعور کو نظر آیا۔

اس کی وجہ وہی تھی، جس پر پہلے تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی جا چکی ہے۔

آنے والی سطور میں قضیہ کے فیصلہ وتصفیہ کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''اس قضیہ کا فیصلہ وتصفیہ ان شاء اللہ آنے والی سطور کریں گی، جب ہم علمائے دار العلوم دیوبند سے لے کر اوپر امام اعظم علی الاطلاق ابو حنیفہ رحمہ اللہ اور امام شعبی رحمہ اللہ تک کی عبارتیں اکابر اہلِ سنت کے موقف کی تائید میں اور غفرانی ادارہ کی تردید میں درج کریں گے''۔

جوابِ مغالطہ:...... ہم اس سلسلہ میں پہلے واضح کر چکے ہیں کہ جمہور مجتہدین اور فقہائے محققین نے اہلُ السنۃ کے مقابلہ میں، اہلِ تشیع کے جملہ فرقوں کی ’’علی الاطلاق تکفیر‘‘ کا قول نہیں کیا، اور فقہاء کی جن عبارات میں کسی قول پر تکفیر کا حکم مذکور ہے، اس سے ’’کفرِ لزومی وتہدیدی‘‘ مراد ہے ’’کفرِ التزامی‘‘ مراد نہیں، اور مذکورہ حضرات کے مقابلہ میں ’’علی الاطلاق تکفیر‘‘ کا جو قول ہے، وہ جمہور محققین کے نزدیک دلائل کے اعتبار سے راجح نہیں۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی (المتوفیٰ:1052ھ)’’لمعاتُ التنقیح‘‘میں فرماتے ہیں کہ:

’’درست بات یہ ہے کہ ہم تاویل کرنے والے’’اھلِ ھواء‘‘ کی تکفیر میں جلد بازی نہ کریں، کیونکہ وہ اس سے کفر کو اختیار کرنے کا قصد نہیں کرتے، اور نہ کفر پر راضی ہوتے، بلکہ وہ کتاب وسنت سے دلیل پکڑتے ہیں، اور اپنی جدوجہد کو حق کی جستجو میں خرچ کرتے ہیں، پھر وہ خطاء کرتے ہیں، اور’’تکفیر‘‘ کا اطلاق، واضح بیان کے بعد ہی کیا جاتا ہے، اور’’لزومِ کفر‘‘و’’التزامِ کفر‘‘ کے مابین فرق ہے، اور یہی علمائے امت کے محققین کا مذہب ہے، جو دلائل میں غور وفکر اور احتیاط کے نتیجے میں وجود میں آیا ہے، اور ہمیں اہلِ قبلہ کی تکفیر سے منع کیا گیا ہے، اور وہ تمام چیزیں، جو اہلِ ھواء کی شان میں تکفیر کے متعلق واقع ہوئی ہیں، تو وہ زجر وتشدید اور گمراہی میں مبالغہ اور مجاز وتمثیل کے باب سے تعلق رکھتی ہیں (کفرِ حقیقی کے باب سے تعلق نہیں رکھتیں)

(لمعات التنقیح فی شرح مشکاۃ المصابیح، للشیخ عبدالحق الدھلوی، ج ۱ ص ۳۹۵، کتاب الإیمان، باب الإیمان بالقدر، الفصل الثانی)

یہی بات بہت سے دیگر محققین نے بھی پے در پے بیان فرمائی ہے۔

(ملاحظہ ہو:فتح القدیر، ج ۱ ص ۳۵۱، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ ،وج۶ ص ۲۰۱، کتاب الشرکۃ، فصل لا یؤدی أحد الشریکین زکاۃ مال الآخر إلا بإذنه،مجمع الانھر فی شرح ملتقی الابحر، ج ۱ ص ۳۳۰، کتاب النکاح، باب المحرمات،النھر الفائق شرح کنز الدقائق، ج ۱ ص ۲۴۲، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ والحدث فی الصلاۃ،البحر الرائق، ج ۱ ص ۳۷۱، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ،منحۃ الخالق علی البحر الرائق، ج ۱ ص ۳۷۱، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ،ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۶۱، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ،و ج۳ص ۴۵،۴۶، کتاب النکاح، فصل فی المحرمات،و حاشیۃ الشلبی علیٰ تبیین الحقائق، ج ۱ ص ۱۳۵، کتاب الصلاۃ، باب الإمامۃ والحدث فی الصلاۃ)

www.idaraghufran.org

اورموصوف کوہم پہلے بھی دعوت دے چکے ہیں کہ وہ مذکورہ حضرات سے، جملہ اہلِ تشیع کی تعیین کے ساتھ''علی الاطلاق تکفیرِ التزامی'' سے متعلق عبارات پیش کریں، لیکن وہ اس بارے میں ابھی تک صرف دعوے کرتے رہے ہیں، اوراس دعویٰ کے پردے میں صرف طعن وتشنیع کے وظیفے پڑھتے رہے ہیں، اور یہ سلسلہ اس وقت سے جاری ہے، جب سے ہمارے مطبوعہ فتوے پرموصوف نے ہرزہ سرائی شروع کی۔ ہم شروع سے موصوف کے اس دعوے کی صداقت اور براہین کے منتظر ہیں، تا کہ ہمیں بھی ان پرواضح کلام کرنے کا موقع میسر آئے۔

اورمذکورہ عبارت سے پہلے موصوف نے علمائے اہلُ السنۃ کی کئی صدیوں سے روافض کے خلاف جہدِ بلیغ کا ذکر کیا تھا، جس کا''علی الاطلاق تکفیر'' سے کوئی تعلق نہ تھا، اور یہاں آ کراس کو''علی الاطلاق تکفیر'' سے جوڑ دیا، اورکئی صدیوں کے مسئلہ کو دراز کرکے، دس صدیوں سے بھی آگے پہنچادیا، جس میں امام ابوحنیفہ اورامام شعبی کوبھی شامل کرلیا۔ لیکن موصوف صرف زبانی کلامی دعویٰ کرنے کے عادی ہیں، دلائل وبراہین اورمستند وصریح حوالہ جات وعبارات سے کوسوں دور ہیں۔

امام ابوحنیفہ اورامام شعبی رحمہا اللہ کے مستند وصریح حوالہ جات وعبارات کے سلسلہ کو جب موصوف آگے بڑھائیں گے، اس وقت ہی اس پران شاءاللہ تعالیٰ کلام ہوگا۔

موصوف کی طرف سے''غیرتِ سبائیت'' وغیرہ کے الفاظ میں جودشنام ترازی، اوراتہامات سازی، اور افراط وتفریط کا سلسلہ جاری ہے، سرِ دست اس پرامام شعبی رحمہ اللہ ہی کی تصریح ملاحظہ کرلی جائے۔

امام ذہبی نے ابوعمرو سے روایت کیا ہے کہ امام شعبی نے فرمایا کہ:

''امت، چارفرقوں میں تقسیم ہوگئی، ایک حضرت علی رضی اللہ عنہ سے محبت، اورحضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے بغض کرنے والا فرقہ، دوسرا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے محبت، اورحضرت علی رضی اللہ عنہ سے بغض کرنے والا فرقہ، اورتیسرا دونوں سے محبت کرنے والا فرقہ، اور چوتھا ان دونوں سے بغض کرنے والا فرقہ۔

میں نے عرض کیا کہ آپ ان میں سے کس فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں؟ توامام شعبی نے فرمایا کہ ان دونوں سے بغض کرنے والوں سے بغض رکھنے والا''

(سير أعلام النبلاء، ج۴، ص ۳۰۸، تحت الترجمة: عامر بن شراحيل)

www.idaraghufran.org

اور اللہ والوں کا بغض ومحبت سب کچھ اللہ کے لئے ہوتا ہے، جیسا کہ احادیث میں یہ مضمون آیا ہے۔

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عَنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ لِلّٰهِ، وَأَبْغَضَ لِلّٰهِ، وَأَعْطَى لِلّٰهِ، وَمَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ. (سنن أبي داود، رقم الحديث ۴۶۸۱، كتاب السنة، باب الدليل على زيادة الإيمان ونقصانه)

لہٰذا جس درجہ میں کسی سے اللہ کو بغض، یا محبت ہوگی، اسی درجہ میں اللہ والوں کو بھی ہوگی۔

اگر کسی کا اللہ اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق، کافر ہونا معلوم ہوگا، اس سے کفر کے درجہ کا بغض رکھا جائے گا، اور اگر کسی کا کفر سے نیچے گمراہ، فاسق ہونا معلوم ہوگا، تو اس سے اس کی گمراہی، اور فسق کے درجہ میں بغض رکھا جائے گا، اور کفر کے درجہ میں بغض رکھنا جائز نہ ہوگا۔

اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے اختلاف کی بناء پر بغض رکھنا، شدید گناہ وفسق کے درجہ کا عمل ہے۔

کیونکہ احادیث میں مسلمانوں کو ''لا تباغضوا'' فرما کر اس عمل کے گناہ ہونے سے آگاہ کیا گیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جمہور مجتہدین ومحققین نے اس بغض کی بناء پر روافض کی تکفیر کے بجائے ''تفسیق وتضلیل'' کی ہے۔ چنانچہ علامہ ابنِ عابدین شامی ''ردالمحتار'' میں فرماتے ہیں:

''ائمہ کا تمام اہلِ بدعت کے گمراہ ہونے اور ان کے خطا کار ہونے پر اتفاق ہے، اور صحابۂ کرام میں سے کسی پر سبّ وشتم کرنا، اور ان سے بغض رکھنا کفر نہیں، البتہ ایسا شخص گمراہ ہے، اور ''فتح القدیر'' میں یہ بات مذکور ہے کہ جو خوارج مسلمانوں کے خون اور ان کے مالوں کو حلال سمجھتے ہیں، اور صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر قرار دیتے ہیں، تو جمہور فقہاء اور جمہور محدثین کے نزدیک ان کا حکم باغیوں کا ہے''

(ردالمحتار، ج۴ ص۲۳۷، کتاب الجهاد، باب المرتد، مطلب مهم في حكم سب الشيخين)

علامہ ابنِ عابدین شامی نے دوسرے مقام پر اسی کو معتمد قول قرار دیا ہے۔

ملاحظہ ہو: ردالمحتار، ج ۱ ص ۵۶۱، کتاب الصلاۃ، باب الامامة

اور یہ حکم ''رافضی وسابی شیعہ'' کا ہے، جبکہ ''تفضیلی شیعہ'' کا حکم اس سے بھی اھــــوَن ہے، جیسا کہ محققین نے اس کی تصریح کی ہے۔

www.idaraghufran.org

لیکن اس کے باوجود امام شعبی کا اپنا طرزِ عمل اس طرح سب وشتم کرنے کا نہیں تھا، جس طرح کا طرزِ عمل موصوف کا ہے۔ (ملاحظہ ہو: تہذیب الکمال فی أسماء الرجال، ج۱۴،ص۳۸، تحت ترجمۃ: عامر بن شراحیل)

نفرتیں پیدا کرنے، یا بڑھانے سے اجتناب کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''اور یہ کوئی نفرتیں پیدا کرنے، یا بڑھانے کے لیے قلبی مخاصمہ نہیں''۔

جواب مغالطہ:...... موصوف کی طرف سے نفرتیں پیدا کرنے کے طرزِ عمل کی مدلل نشاندہی پہلے ہوچکی ہے، جس کے بعد موصوف کا اس طرح کے دعوے کرنے کا حقیقت سے کوئی تعلق نہیں، جس پر مزید کلام آگے ''مخاصمت، یا نفرت کی ابتداء کا شکوہ'' کے ذیل میں آتا ہے۔

تسلسلِ امت کے شاندار وجاندار محاکمہ کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''بلکہ تسلسلِ امت کا شاندار وجاندار محاکمہ ہے''۔

جواب مغالطہ:...... تسلسلِ امت کا یہ سلسلہ دو، یا چند صدیوں پر محیط نہیں، بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور خلیفۂ راشد حضرت علی رضی اللہ عنہ کے دور سے شروع ہے، جب سے اہلُ السنۃ کے ساتھ، اہلِ تشیع کا اختلاف ظاہر ہوا، اور اہلِ تشیع میں بدعاتِ غلیظہ، یا خفیفہ ایجاد ہوئیں، اور ان پر صحابۂ کرام، تابعینِ عظام، مجتہدین ومحدثین ہر ایک کی طرف سے حسبِ موقع وحسبِ ضرورت، شاندار وجاندار محاکمہ ہوا، جنہوں نے اپنے سامنے اِن **مختلفُ الانواع** بدعات کے مخترعین وموجدین کے اقوال وافکار اور نظریات وعقائد کا معائنہ ومشاہدہ کیا، اور شرعی اصول ودلائل کے تناظر میں ان پر کلام کیا، ان کی سند سے مروی احادیث وروایات، اور تفسیریات، وفقہیات کی حیثیت کو طے کیا، جب اس تحقیق وتنقیح کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔

بلکہ اس سے بھی قبل نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں منافقین کا سلسلہ شروع ہوچکا تھا، جن کے متعلق قرآن وسنت کی واضح اور پاکیزہ تعلیمات موجود ہیں، اور خاتم النبیین حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر یہ آیتِ کریمہ بھی نازل ہوچکی تھی کہ:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ(سورة المائدة، رقم الآية : ٣)

اسی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے قیامت تک رونما ہونے والے عظیم فتنوں کی بھی نشاندہی فرمادی تھی۔اور ساتھ ہی دین کو انتہائی روشن حالت میں چھوڑنے پر یہ اعلان بھی فرمادیا تھا کہ:

قَدْ تَرَكْتُكُمْ عَلَى الْبَيْضَاءِ لَيْلُهَا كَنَهَارِهَا لَا يَزِيغُ عَنْهَا بَعْدِي إِلَّا هَالِكٌ، وَمَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ، فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِمَا عَرَفْتُمْ مِنْ سُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ(مسند احمد، رقم الحديث ١٧١٤٢)

ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اسی اصول کے مطابق جمہور امت کے متوارث شاندار و جاندار محاکمہ پر عمل پیرا ہوں گے،اور موصوف کے دعویٰ کے مطابق اُن سے بھی اس اصول کے مطابق امت کے اس متوارث شاندار و جاندار محاکمہ پر عمل پیرا ہونے کا مطالبہ کریں گے،اور اگر موصوف امت کے اس اصول سے منحرف ہوں گے،یا اس انحراف کی غیر مناسب تاویل کریں گے،تو وہ اپنے قائم کردہ اصول سے منحرف ہونے کی بناء پر اس قابل شمار نہ ہوں گے کہ اس باب میں ہم سے کلام کرسکیں،اوران کا یہ انحراف ''تسلسلِ محال'' کو مستلزم ہوگا۔

مخاصمت،یا نفرت کی ابتداء کا شکوہ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''اور جہاں تک مخاصمت،یا نفرت کا تعلق ہے،اس کی ابتداء خود غفرانی ٹیم نے کی ہے،کیونکہ اگر یہ اخلاص وایثار کی بنیاد پر عدمِ تکفیرِ رفض کا عنوان اٹھاتے بھی تو قوم کو بتاتے کہ روافض کی تکفیر کرنے والے بھی کوئی ماجھے گامے نہیں ، بلکہ محدثین ذی علم و وقار اور علمائے جہابذہ روزگار تھے''۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف نے''مخاصمت''یا''نفرت'' کی ابتداء،ہماری طرف کرنے کی یہ دلیل پیش کی ہے کہ''اگر یہ اخلاص وایثار کی بنیاد پر عدمِ تکفیرِ رفض کا عنوان اٹھاتے بھی،تو قوم کو بتاتے کہ روافض کی تکفیر کرنے والے بھی کوئی ماجھے گامے نہیں ، بلکہ محدثین ذی علم و وقار اور علمائے جہابذہ روزگار تھے''موصوف کی طرف سے اس میں بھی کذب بیانی سے کام لیا گیا ہے،

www.idaraghufran.org

کیونکہ موصوف کی اصل پریشانی ''عدمِ تکفیرِ رفض'' سے نہیں، بلکہ ''عدمِ اطلاقِ تکفیرِ شیعہ'' سے ہے۔اور موصوف نے جس عنوان کے اٹھانے کی ہماری طرف نسبت کی ہے،اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم مطلقاً سب روافض کومومن ومسلم قرار دیتے ہیں۔اور یہ بات خلافِ واقعہ ہے۔

جہاں تک علی الاطلاق تکفیر کرنے والے حضرات کا تعلق ہے،تو وہ کون ہیں،اور کون نہیں؟ اس سے ہمارے فتوے میں کوئی تعرّض نہیں کیا گیا،اور اصولِ افتاء کی رُو سے ہمارے ذمہ یہ تعرّض کرنا ضروری نہیں تھا،جس طرح علی الاطلاق تکفیر کا حکم لگانے والوں کے ذمہ،دوسرے موقف سے تعرّض کرنا ضروری نہیں،اوران کی طرف سے پے در پے اس کا تحریر وتقریر کی شکل میں رات دن اظہار کیا جاتا ہے۔اور اس طرح کے بہت سے اجتہادی وفقہی مسائل میں جلیلُ القدر مجتہدینِ عظام اور فقہائے کرام ومحدثینِ عظام کا اختلاف ہوتا ہے،لیکن مصنف اور مفتی کے ذمہ تمام حضرات کے اقوال کونقل کرنا لازم نہیں سمجھا جاتا،اوراکثر وبیشتر اوقات مصنف ومفتی،اپنے نزدیک راجح قول پراکتفاء کیا کرتا ہے،جس کے مطابق بلانکیر عمل جاری ہے۔

(ملاحظہ ہو:فتح القدير،ج٧،ص٢٥٧،كتاب ادب القاضى،والبحر الرائق شرح كنز الدقائق،ج٦، ص٢٨٩،٢٩٠، كتاب القضاء،أهل القضاء،وردالمحتار،ج٦ص٤٢١، كتاب الحظر والإباحة،فصل فى البيع،فرع يكره إعطاء سائل المسجد إلا إذا لم يتخط رقاب الناس)

اور ہم نے اسی اصول کے مطابق عمل کیا،چنانچہ ہم نے اپنے فتویٰ میں تحریر کیا:

''**جواب**: صورتِ مسئولہ میں ہمارے نزدیک،وہی موقف راجح ہے،جو مندرجہ ذیل عبارات میں مذکور ہے،الخ''۔

اوراس طرزِعمل سے ہر دور کے مصنفین ومؤلفین کی تصنیفات وتالیفات اوراصحابِ افتاء کے فتاویٰ جات بھرے ہوئے ہیں،جن میں دوسرے قول کے حاملین وقائلین سے تعرض تک نہیں کیا گیا،نہ ہی ان کے ذی علم ووقار اور جہابذہ روزگار ہونے پر کلام کیا گیا،چہ جائیکہ موصوف جیسے تہذیب وتربیت یافتہ شخص کی طرح نعوذ باللہ اُن کو''ماجھے گامے'' وغیرہ جیسے الفاظ وخطابات سے متہم کیا جائے،اگر موصوف کوعدمِ اطلاق کے حامل اکابر وعلماء کی طرف،اس طرح کے خطابات واتہامات کی نسبت کرنے کا شوق ہو،تو وہ جانیں،ہم کسی بھی موقف کے حامل اکابر وعلماء کی طرف اس طرح کے

www.idaraghufran.org

خطابات واتہامات کی نسبت کرنے کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔’’ماجھا‘‘ دراصل پنجاب کے ایک خطہ کا نام ہے، پہلے یہ لفظ اس خطے میں رہنے والے پنجابیوں کے لیے بولا جاتا تھا،اوراب تحقیر کے طور پر اس فن سے اناڑی شخص کے لیے بولا جانے لگا ہے،جس فن سے متعلق گفتگو کی جارہی ہو۔

اسی طرح’’گاما‘‘ دراصل پنجاب کے ایک پہلوان کا نام تھا،جس کا نام’’غلام محمد بخش بٹ‘‘ تھا،اس نے اپنے زمانہ میں عالمی پہلوانی کے مقابلہ میں فتح حاصل کی تھی۔

موصوف کو چونکہ اصولِ افتاء وقواعدِ افتاء سے کوئی مَس نہیں،اس لیے وہ اس طرح کی بے سروپا باتیں کرتے ہیں۔اور ہم موصوف کی طرف سے ایک اہم شرعی مسئلہ کے ضمن میں اس طرح کے ناشائستہ اور کھیل کود پر مشتمل الفاظ وکلمات لکھنے کی وجہ پہلے متعدد مرتبہ ذکر کر چکے ہیں،جو کہ ان کی طرف سے مخاصمت،یا نفرت پیدا کرنے کی بنیاد ہے۔ورنہ ہم پہلے ہی باحوالہ نقل کر چکے ہیں،اور آگے بھی آتا ہے کہ یہ اختلاف اکابر میں پہلے بھی تھا،اور اپنے اپنے طور پر دونوں موقف پہلے بھی بیان ونقل کئے جاتے تھے،اور اب بھی اصحابِ افتاء کی طرف سے اس کے مطابق عمل ہے،لیکن موصوف کی طرح کی طعن وتشنیع کے ذریعہ جدال وفساد برپا نہ کیا گیا،بلکہ’’باہمی فساد‘‘کے بجائے ’’باہمی صلاح‘‘ کا طرزِ عمل اختیار کیا گیا،جو کہ مخاصمت کی ضد ہے۔

(ملاحظہ ہو:مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح،ج٦،ص ٢١١ ٢،باب الصلح)

اسی طرح نفرت ومنافرت کا بھی معاملہ ہے۔اورالحمدللہ تعالیٰ ہم اس مسئلہ میں،اکابر کے اختلاف کو تسلیم کرنے،اور دلائل کے ساتھ ایک موقف کو ترجیح دینے کے ساتھ،باہمی جدال وفساد،اور مخاصمت ومنافرت،اور تحاسد وتباغض کو دور کرنے کے لئے کوشاں ہیں،جس کی تفصیل پہلے ذکر کی جاچکی ہے۔اگر پھر بھی موصوف کو سمجھ نہ آئے،تو اس کا ہمارے پاس کیا علاج ہے۔

(ملاحظہ ہو:الموسوعة الفقهية الكويتية، ج٢، ص ١٩١، ماده"احرام،فسوق وجدال"والتفسير الكبير،ج٣،ص ٢٤٩،سورة البقرة)

دوسرے موقف کے حاملین کے احترام کا دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

’’لہٰذا ہم ان کا احترام بھی پیشِ نظر رکھ کر محققین کی دوسری جماعت کا تقابلی موقف سامنے لانا

www.idaraghufran.org

چاہتے ہیں‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف کو دوسرے موقف کے حاملین کا کس قدر احترام ہے، اور جن اکابر کے موقف کا حامل ہونے کا وہ اپنے حق میں دعویٰ کرتے ہیں، ان سے موصوف کے موقف کی حقیقی نسبت کس نوعیت کی ہے؟ اس پر کلام پہلے ہی گذر چکا ہے، اور مزید بھی ساتھ ساتھ آ تا ہے، جب دلائل وحقائق ’’دعوے‘‘ کا ساتھ نہ دیں، اس وقت نرے دعوے کا کیا اعتبار ہوسکتا ہے۔

دعوائے احترام کے بعد’’سفلی پن کے وقوع‘‘ کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ’’مگر یہاں تو ردِشیعیت پر اپنی پوری پوری زندگیاں کھپا کر دینِ اسلام کا دفاع کرنے والوں کے خلاف سفلی پن کا وقوع وصدور ہوا، جو پیش کردہ اس عبارت سے بھی، اور اس سے کہیں زیادہ آگے چل کر ہم ان کی دیگر عبارتوں سے پیش کر کے تنبیہ وتزجیر کریں گے‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف بار بار ردِشیعیت پر اپنی پوری پوری زندگیاں کھپا کر دینِ اسلام کا دفاع کرنے والوں کا ذکر چھیڑتے ہیں، گویا کہ ان کے نزدیک دین کی اصل خدمت کا مدار صرف اسی ’’ردِشیعت‘‘ پر ہے، اس کے مقابلہ میں باقی خدمات کی کوئی حیثیت اور مقام ہی نہیں۔

پھر موصوف اس طرح کی باتیں لکھ کر دراصل یہ کہنا چاہتے ہیں کہ جن حضرات نے علی الاطلاق، اہلِ تشیع کی تکفیر کا قول نہیں کیا، ان کے قول کی اتباع وپیروی دراصل اُن اصحاب واکابر کے خلاف ’’سفلی پن‘‘ کا وقوع وصدور ہے، جن کی پوری پوری زندگیاں، ردِشیعت پر گزریں، گویا کہ وہ ردِ شیعت پر کام کرنے والے حضرات کی خدمات کے دائرہ کو علی الاطلاق ’’تکفیرِ شیعہ‘‘ کے لیے مستلزم سمجھتے ہیں، اور ان کے نزدیک ’’تردید وتکفیر‘‘ ہم معنیٰ ہیں، جس پر ہماری طرف سے باحوالہ کلام پہلے گزر چکا ہے، لیکن موصوف اپنے اس جہل اور ضد کو ترک کرنے کے لیے تیار نہیں۔

اگر موصوف اپنے اکابر میں سے زمانہ قریب کے عدمِ اطلاق کے موقف کے حامل صرف ایک بزرگ’’حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ‘‘ کی تصنیفات وتالیفات اور فتاویٰ جات وعبارات کو ملاحظہ فرمالیں، تو اُن کی یہ غلط فہمی دور ہوسکتی ہے۔

www.idaraghufran.org

حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ کے چند حوالہ جات کا ذکر آگے آتا ہے۔

اور موصوف نے جو عبارت پیش کی، اس سے ہمارے مذکورہ سفلی پن کا وقوع وصدور ہرگز ثابت نہیں ہوا، اور موصوف جو عبارات آگے پیش کریں گے، ان پر ان شاء اللہ تعالیٰ ساتھ ساتھ تنبیہ وتزجیر کی جائے گی۔ اور اگر موصوف اس طرح کی بے تکی باتیں کرنے سے باز نہیں آتے، اور کوئی دوسرا، ان کی اس طرح کی بے تکی باتوں کے جواب میں یہ کہے کہ خیر القرون سے لے کر آج تک جن حضرات نے علی الاطلاق تکفیر کا قول نہیں کیا، موصوف اُن کے قول کی یکسر تردید فرما کر خود ہی ''سفلی پن کا وقوع وصدور'' کرنا چاہتے ہیں، تو موصوف کو یہ بات گوارا نہ ہوگی۔

''کافر کافر'' کا وظیفہ کرنے سے برائت کا دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''غفرانی ٹیم نے ہمارے خلاف ایک یہ بھی منفی تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ ہم ''کافر کافر'' کا وظیفہ کرنے والے لوگ ہیں''۔

جوابِ مغالطہ: ...... ہم نے موصوف کو ہرگز یہ نہیں کہا کہ وہ ''کافر کافر کا وظیفہ پڑھتے ہیں'' بلکہ ایک تو ہم نے اس طرح کا نعرہ لگانے اور چرچا کرنے والے طبقہ کے طرزِ عمل کا ضمناً ذکر کیا ہے، جس سے حضرت قاضی مظہر حسین صاحب رحمہ اللہ اور دیگر بہت سے اکابر کو شدید اختلاف تھا۔

اور دوسرے ہم نے اپنے اور اکابر کے مقابلہ میں، موصوف کے علی الاطلاق تکفیر پر زور دینے، اور اس میں تشدد وتعصب اختیار کرنے کے طرزِ عمل پر اُن کو کافر کافر کا وظیفہ پڑھنے اور اس کا وِرد کرنے میں مشغول رہنے کا شوق پورا کرنے کا ذکر کیا ہے۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ موصوف جس طرح سے علی الاطلاق تکفیر میں تشدد اور تعصب کا رویہ اختیار کرتے ہیں، اور عدمِ اطلاق کے قول کے حاملین پر جس انداز میں تشدید ونکیر اور طعن وتشنیع کرتے ہیں، اور سب کو علی الاطلاق تکفیر کے وظیفہ پر مجبور کرنا چاہتے ہیں، اور یہ سلسلہ اب تک جاری ہے، یہ موصوف کے ''وظیفہ'' کی نشاندہی کے لیے کافی وافی ہے، اس طرح کا وظیفہ پڑھنے پڑھانے کا طریقہ اُن حضرات کا بھی ہرگز نہیں تھا، جن کی طرف موصوف، اپنی نسبت ظاہر کرتے ہیں، جیسا کہ آگے آتا ہے۔

www.idaraghufran.org

خدامِ اہلِ سنت کے خلاف جاہلانہ وکھسیانہ طعن کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''حالانکہ یہ تحریکِ خدامِ اہلِ سنت کے خلاف ایک جاہلانہ اور کھسیانہ طعن ہے، ہم بطورِ غوغہ و اعلان نہیں، بلکہ اکابرینِ امت کی تحقیقات اور شیعیت کی تلبیسات کے آئینہ میں اپنا مستقل موقف رکھتے ہیں''

جوابِ مغالطہ:...... موصوف نے ابہام کے ساتھ لفظِ ''یہ'' سے جس طرف اشارہ کیا ہے، اس کی نشاندہی ضروری تھی کہ ہمارے جس فتویٰ پر موصوف، منصفانہ تجزیہ فرمارہے ہیں، اس میں ''تحریک خدامِ اہلِ سنت'' کے خلاف کس طرح ''جاہلانہ اور کھسیانہ طعن'' کیا گیا ہے، لیکن موصوف صرف اپنی لفاظی اور چرب لسانی سے اس طرح کے دعوے پر دعوے کیے چلے جاتے ہیں، اور پھر اس کا اپنی تحریر کے ذریعہ غوغہ واعلان بھی کرتے ہیں۔

موصوف کے اس طرزِ عمل کا اکابرینِ امت کی تحقیقات میں کہیں وجود وثبوت نہیں ملتا۔

رہا شیعیت کی تلبیسات کا معاملہ، تو شیعت کی ابتداء سے ہی سلف کو ان کے متعلق مستقل موقف اختیار کرنے، اور آئینہ میں ان کا منہ دکھانے، کی سعادت حاصل ہو چکی تھی۔

البتہ جن حضرات کو شیعت کی تلبیسات کی وجہ سے، اُن کا شرعی وفقہی تناظر میں حکم، ملتبس ومشتبہ ہوا، وہ ایسا مستقل موقف اختیار نہ کرسکے، جو جامع ومانع ہو، چنانچہ شیعہ کی علی الاطلاق تکفیر کی وجہ سے ''زیدیہ ومفضلہ'' وغیرہ بھی زَد میں آ گئے، جو جمہور مجتہدین کے نزدیک کافر نہیں تھے، اور اُن کی سند سے مروی احادیث کا بڑا ذخیرہ کتبِ احادیث میں موجود ہے، اور بعض ایسے افراد اس حکم سے خارج ہو گئے، جو بالاتفاق کافر تھے، جیسا کہ ہم ان شاءاللہ تعالیٰ آگے واضح کریں گے۔

متشدد تحریک کی جذباتی پالیسی سے برائت کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''کسی متشدد تحریک کی جذباتی پالیسی کا یہ مطلب نہیں ہے کہ سرے سے نفسِ مسئلہ کا ہی انکار کر دیا جائے، دورِ حاضر کے بزعمِ خویش مفتیان کی اگر یہ ذہنیت ہے، تو ایک عام مسلمان سے کیا

www.idaraghufran.org

گِلہ کیا جا سکتا ہے؟

محکوم ہے بیگانۂ اخلاص و مروت ہر چند کہ منطق کی دلیلوں میں ہے چالاک

جوابِ مغالطہ:...... سرے سے نفسِ مسئلہ کا نہ کسی نے انکار کیا، اور نہ کسی کی متشدد تحریک کی جذباتی پالیسی کو نفسِ مسئلہ قرار دیا، واقعتاً یہ دونوں چیزیں الگ الگ ہیں۔

جس طرح متشدد تحریک کی جذباتی پالیسی سے، نہ حضرت قاضی صاحب رحمہ اللہ اوران جیسے دیگر اکابر رحمہم اللہ کا تعلق تھا، اور نہ ہی ان حضرات کا تعلق تھا، جو علی الاطلاق تکفیر کے قائل نہیں، جیسا کہ حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، اوران جیسے دیگر اکابر رحمہم اللہ کا تعلق تھا۔

اسی طرح مذکورہ اکابر میں سے کسی طبقہ کی یہ متشددانہ ومتعصّبانہ جذباتی پالیسی اور تحریک بھی ہر گز نہیں تھی کہ علی الاطلاق تکفیر، یا عدمِ تکفیر کے قائلین کے خلاف زبان درازی، طعن وتشنیع اور ہرزہ سرائی کی جائے، جس طرح موصوف کی ذہنیت ہے، تو پھران متشددانہ ومتعصّبانہ رویہ کے حامل، عام مسلمانوں سے کیا گِلہ کیا جا سکتا ہے، جو موصوف جیسے حضرات کے تشدد وتعصب کی تعلیم وتربیت کی وجہ سے ایک موقف کے حامل اکابر کے خلاف طرح طرح سے زبان درازی کا ارتکاب کرتے ہیں؟

اورموصوف کی طرف سے علامہ اقبال کا مذکورہ شعران کے اس موقف کی کوئی شرعی دلیل نہیں، بلکہ اُن کا طرزِ عمل جذباتی تحریک سے پیدا ہونے والے موقف کے محکوم ومحبوس ہونے کا نتیجہ ہے۔

اس لیے ہم موصوف کے اس شعر کے جواب میں، علامہ اقبال کا اس سے پہلے اور بعد کا شعر نقل کردیتے ہیں:

آزاد کی دولت دلِ روشن، نفسِ گرم محکوم کا سرمایہ فقط دیدۂ نم ناک
ممکن نہیں محکوم ہو، آزاد کا ہمدوش وہ بندۂ افلاک ہے، یہ خواجۂ افلاک

بے چینی کی لہر دوڑنے کی حقیقت

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

”(3)......غفرانی ادارہ والوں کا کہنا ہے کہ ہمارے تکفیرِ شیعہ کے حکم والے مضمون کو پڑھ کر متشددین کے حلقہ میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی، اوراس کے ردِ عمل میں بندہ کو ایک مولوی صاحب

www.idaraghufran.org

(یعنی کاتب السطور) کی تحریر موصول ہوئی‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف نے ابھی تک، ادارہ غفران کے اس مکمل فتوے کو نقل نہیں کیا، جس پر انہوں نے ’’غفرانی ادارہ کے ایک غیر شعوری فتویٰ کا منصفانہ تجزیہ‘‘ کا عنوان قائم کیا ہے، اور اس سے قبل ہی اپنے معاندانہ اعتراضات کے جواب میں شائع ہونے والے مضمون کی تمہید پر تبصرہ کرنے بیٹھ گئے، اور اس تمہید میں بھی کانٹ چھانٹ، اور غلط بیانی کا ارتکاب کیا۔

ہم نے جو متشددین کے حلقہ میں بے چینی کی لہر دوڑنے کی شکایت کی تھی، موصوف کا سابق اور موجودہ طرزِ عمل اس کا جیتا جاگتا نمونہ ہے، جو بہت سے قارئین پر بھی متعین شکل میں عیاں ہو چکا ہے۔

’’مطلق عدمِ تکفیر‘‘ پر ’’عدمِ تضلیل‘‘ کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ’’اس کے جواب میں ہم عرض کریں گے کہ بالفرض والمحال امت کے کسی طبقہ نے اپنے فہم اور بصیرت سے روافض کی تکفیر نہیں بھی کی، تو وہ ان کی شدید اور غلیظ ترین گمراہی پر تو متفق الخیال رہے، ایسے میں ان اکابرین امت کا لب ولہجہ بھی اس فرقہ کے متعلق کبھی ملائمت، یا نرمی کا نہیں رہا‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف، خلطِ مبحث کے عادی ہیں، جس کے بارے میں ہم پہلے بھی ذکر کر چکے ہیں کہ جواب، استفتاء کے مطابق ہوا کرتا ہے، اگر تکفیر کے متعلق استفتاء کیا جائے، تو جواب اس کے مطابق ہوتا ہے، اور اگر ’’تضلیل‘‘ کے متعلق استفتاء کیا جائے، تو جواب اس کے مطابق ہوتا ہے۔ چنانچہ علی الاطلاق عدمِ تکفیر کے قائلین نے، دونوں چیزوں کو الگ الگ اپنے مواقع پر بیان کیا ہے، جس کے بے شمار نظائر موجود ہیں، خود حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا جو فتویٰ ہم نے اپنے جواب کے شروع میں نقل کیا، وہ حضرت مفتی صاحب موصوف کا مکمل جواب ہے، جس میں اُن سے ’’شیعوں‘‘ کی مطلقاً تکفیر کے بارے میں استفتاء کیا گیا تھا، اور استفتاء میں شیعوں کے علی الاطلاق کافر ہونے کی وجوہات کو ذکر کیا گیا تھا، جس کا حضرت مفتی صاحب موصوف نے جو جواب تحریر فرمایا، ہم نے اس مکمل جواب کو نقل کیا ہے۔

پس موصوف کو جو اعتراض ہم پر ہے، وہ اعتراض حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ پر بھی وارد ہوتا ہے، مفتی صاحب موصوف اصولِ افتاء سے موصوف کے مقابلہ میں زیادہ بہتر طریقہ پر آگاہ تھے، اگر ہم نے ان کی اتباع کی ہو، تو موصوف کا اعتراض کیا معنیٰ رکھتا ہے؟۔

اور اگر موصوف کو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے جواب کا بھی اصولِ افتاء کے خلاف ہونا نظر آتا ہو، تو یہ ان کا نظریہ ہوسکتا ہے، ہم ایسا نظریہ نہیں رکھتے۔

رہا موصوف کا یہ فرمانا کہ ''بالفرض والمحال امت کے کسی طبقہ نے اپنے فہم اور بصیرت سے روافض کی تکفیر نہیں بھی کی''، تو موصوف شروع سے خلطِ مبحث کرتے آرہے ہیں، اصل اختلاف اُن کو شیعہ کی علی الاطلاق تکفیر سے ہے، جس کے مدِ مقابل موقف، وہ ہے جس میں علی الاطلاق تکفیر کے بجائے، مشروط تکفیر کی گئی ہے، لیکن موصوف بار بار اس اطلاق کو نظر انداز کر کے تکفیر وعدمِ تکفیر کا ذکر چھیڑ دیتے ہیں، اور کہیں ''شیعہ'' اور کہیں ''روافض'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں، جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ موصوف کو ابھی تک اطلاق وعدمِ اطلاق کی حقیقت کا بھی گہرائی سے جائزہ لینے کا موقع نہیں ملا، اور نہ ہی شیعہ وروافض اور ان کے مختلف فرقوں میں فرق وامتیاز پر غور کرنے کا موقع ملا۔

رہا شدید اور غلیظ ترین گمراہی پر متفق ہونے کا معاملہ، تو وہ تکفیر سے الگ معاملہ ہے، اور ہم اسی فرق کو بار بار ذکر کررہے ہیں، اور موصوف کو باور کرار ہے ہیں کہ دونوں مسئلے الگ الگ ہیں، ان دونوں میں خلطِ مبحث کرنا درست نہیں۔

اور ملائمت، یا نرمی کس موقع پر مفید ہوتی ہے، اور کس موقع پر نہیں، یہ مسئلہ بھی بالکل جدا ہے، جس کی تفصیل علامہ ابنِ تیمیہ وغیرہ کے حوالہ سے پہلے تالیف وتبحیر کے عنوان سے ذکر کی جاچکی ہے۔

''مطلق عدمِ تکفیر'' پر ''اظہارِ محبت'' کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''کیونکہ اہلِ تشیع کے باقی عقائد اور مسائل اگر مخفی اور خواص تک ہی کے حاشیہ خیال میں رہے ہوں، تو کم از کم ان کا بُغضِ صحابہ رضی اللہ عنہم اور دشمنیِ پاکانِ امت تو بچے بچے پر عیاں ہے۔ ایسے فرقۂ ضالّہ کو اسلام کی سند تھما کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جنتی اصحاب کے دشمنوں کے ساتھ محبت کا اظہار کر کے فی الاصل ''بے چینی'' کی لہر تو آپ کے خون میں دوڑنی چاہیے تھی''۔

www.idaraghufran.org

جوابِ مغالطہ:...... موصوف بار بار اہلِ تشیع کو ہماری طرف سے اسلام کی سند تھمانے کا الزام عائد کرنے کی کوشش کرتے ہیں، تاکہ وہ ہمارے متعلق بدظنی اور ہیجانی پیدا کرنے کے عزائم و مقاصد پورے کرسکیں، لیکن اگر وہ اس طرح کی حرکات محض کسی حجرہ وغیرہ میں بیٹھ کر سرانجام دے لیتے، جس کی آواز باہر نہ نکلتی، تو اس حد تک موصوف کو کامیابی حاصل ہوسکتی تھی، وہ بھی چہار دیواری میں عارضی طور پر، لیکن بروزِ قیامت ان سے اس پر سوال پھر بھی ہوتا، اور اس کی دلیل بھی طلب کی جاتی، لیکن جب انہوں نے عوامی مجلّہ میں اس طرح کے الزامات واتہامات کا سلسلہ شروع کردیا، تو اب ان کو اس عارضی مقصود میں بھی کامیابی کا حصول مشکل ہے۔

اول تو ہم نے علی الاطلاق تمام شیعوں کو اسلام کی سند نہیں تھمائی، ایک اصولی حکم بیان کیا، جس کی رو سے ''مسلم، دراصل مسلم'' شمار ہوتا ہے، اور ''غیر مسلم، غیر مسلم'' ہی شمار ہوتا ہے۔ لیکن موصوف ہم سے بلاامتیاز وتفریق سب کو کفر کی سند تھمانے پر اصرار کرنا چاہتے ہیں۔

دوسرے اہلُ السنۃ والجماعۃ کے نزدیک شیعانِ اولیٰ کے علاوہ جملہ فرقے تضلیل وتفسیق میں مبتلاء ہیں۔ جہاں تک ان کی تکفیر کا تعلق ہے، تو شیعوں کا ایک فرقہ وطبقہ وہ ہے، جو صحابہ کرام پر سب وشتم کا قائل نہیں، اور اس کا ہر زمانہ میں محققین ذکر کرتے آئے ہیں، حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے بھی اپنے فتاویٰ میں اس کا ذکر کیا ہے، اور یہ طبقہ آج بھی دنیا کے مختلف علاقوں میں قابلِ ذکر تعداد میں موجود ہے، اس پر بہرحال تکفیر کا حکم لگانا درست نہیں، جس کا ان شاء اللہ تعالیٰ ہم آگے باحوالہ ذکر کریں گے۔

تیسرے جو فرقے وطبقے صحابۂ کرام پر سب وشتم، اور ان سے بغض وعداوت رکھتے ہیں، ان کے متعلق مجتہدین عظام وفقہائے کرام پہلے ہی کلام کرچکے ہیں، بعض علماء نے ان کی تکفیر کی، لیکن اکثر محققین نے ان کی تکفیر سے اختلاف کیا، اور اس کی مدلل ومفصل تردید کی، اور اس سلسلہ میں اکثر محققین کا قول ہی راجح ہے، جس کے متعلق اتنی تصریحات موجود ہیں کہ جن کا احاطہ اس تحریر میں مشکل ہے۔ پس اگر مذکورہ اسلاف ومحققین نے مذکورہ فرقہ وطبقہ کی اسلام کی سند کو باقی رکھا، اور کوئی بندہ ان کے قول کی اتباع وپیروی کرے، تو اس سند تھمانے، اور اسلام کی وجہ سے ان سے محبت کے

www.idaraghufran.org

اظہار کے مجرم تو مندرجہ بالا محققین ہوئے،اس کی نسبت بندہ کی طرف کرنا،اوراس کو بھونڈے اور تہمت کے انداز میں ذکر کرنا،موصوف کا ایسا کارنامہ ہے،جس پر موصوف کو آخرت میں عنداللہ ان تمام فقہاء کے سامنے مسئول ومخذول ہونے کا سامنا کرنا پڑے گا۔

اوراس طبقہ کی عدمِ تکفیر سے اگر کسی جگہ''بے چینی'' کی لہر دوڑتی ہے،تو اس کے ذمہ دار وہی لوگ ہوسکتے ہیں،جنہوں نے علی الاطلاق تکفیر کی تشدد کے انداز میں تشہیر وتبلیغ کی،فقہائے محققین اوران کے متبعین کے اقوال سے مانوس لوگوں میں بے چینی کی لہر دوڑنے کی کوئی وجہ نہیں۔

اور ہم نے اسی طبقہ کی شکایت کی تھی،جس پر موصوف درہم برہم ہیں،اوراپنے آپ کے معتدل ہونے کے بھی مدعی ہیں۔

چوتھے جو فرقے وطبقے،مذکورہ لوگوں سے بڑھ کر صریح و نا قابلِ تاویل کفریہ عقائد کے حامل ہوں،جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو الٰہ قرار دینا،یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے امام اور ولی ہونے کے بجائے نبی ہونے کا دعویٰ کرنا،یا حضرت جبریل امین سے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہونا وغیرہ وغیرہ،توان کے کفر میں شبہ نہیں۔

ان کو کس سنی عالم کی مجال ہوسکتی ہے کہ اسلام کی سند تھمائے،ان کو تو پہلے طبقہ کے بہت سے شیعہ بھی کافر سمجھتے ہیں،جیسا کہ ہم علامہ ابنِ تیمیہ کے حوالہ سے ان شاءاللہ تعالیٰ آگے ذکر کریں گے۔

باقی موصوف اگر یہ سمجھتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کے جملہ شیعہ اس ایک آخری فرقہ وطبقہ کی شکل میں باقی رہ گئے ہیں،جو ابدالآباد کے لئے جہنم کے مستحق ہیں،اوران کو کسی لمحہ بھی جنت میں داخلہ نصیب نہ ہوسکے گا،اور باقی فرقے ایک ایک کرکے دنیا سے رخصت ہوچکے ہیں،اوراپنے اپنے ٹھکانے میں پہنچ چکے ہیں،تو یہ موصوف،یاان کے متبوعین حضرات کا فیصلہ ہے،لیکن ان کے اس فیصلہ کو ہم اپنے اوپر حجت نہیں سمجھتے،اور نہ ہی ان کا یہ فیصلہ ہرایک پر حجت ہونے کی صلاحیت رکھتا،چہ جائیکہ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ،اور پاکستان کے صدر وفاق المدارس العربیہ،حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم وغیرہ پر حجت ہو،خواہ موصوف اب تک کی گئی زورآزمائی کے ساتھ کتنی ہی مزید زورآزمائی کیوں نہ فرمالیں۔

غیرتِ سبائیت اور بے گور وکفن نعش کی طرح ہونے کا الزام

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''مگر چونکہ آپ کی غیرتِ سبائیت اور زمانے کی مادیت کے آگے بے گور وکفن نعش کی طرح بے حس وحرکت ہوکررہ گئی ہے''۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف نے ہماری طرف ''جو غیرتِ سبائیت، اورزمانے کی مادیت کے آگے بے گور وکفن نعش کی طرح بے حس وحرکت ہوکر رہنے'' کی بے دھڑک نسبت کی ہے۔
موصوف جیسے، بے باک لوگ، اہلُ السنۃ والجماعۃ کی صفوں میں گھس کر جمہور مجتہدین وفقہائے محققین، اوراپنے ہی سلسلہ کے مفتیِ اعظم کے موقف کی اتباع کرنے والوں کی طرف اتنے سنگین الزامات واتہامات عائد کرنے کی ہمت وجرأت کرنے لگیں، تو ان کی غیرتِ ایمانی کا اللہ ہی حافظ ہے، موصوف جیسے متشددین ومتعصبین ہی کے رویہ نے دراصل ہماری غیرتِ ایمانی کو بیدار کرنے، اوراس غیرتِ ایمانی کے مقابلہ میں ''غیرتِ سبائیت'' اور''مادیت کے آگے بے گور وکفن نعش کی طرح بے حس وحرکت ہوکررہ جانے والے والے طبقہ کی سرکوبی پر آمادہ کیا، جس کا ان شاء اللہ تعالیٰ تعاقب کیا جائے گا، اوراس طرح اہلُ السنۃ کی صفوں میں گھسنے والے غیر معتدل طبقہ کی نشاندہی کی جائے گی، اوراہلُ البدعۃ کے مقابلہ میں اہلُ السنۃ کا جوشعاراورطرہ امتیاز رہا ہے، ان شاء اللہ تعالیٰ اس کو اجاگر کیا جائے گا، اورموصوف کی طرف سے اس طرح کے اوچھے الزامات واتہامات کی وجہ سے اہلُ السنۃ کے اس شعار کو ہرگز ترک نہیں کیا جائے گا، کیونکہ یہ تو اہلِ حق کی پہچان ومعیار ہے، جن کو ہر زمانہ میں اس طرح متہم کیا جاتا رہا ہے، اس میں جس طرح ان کے ایمان کا امتحان ہوتا ہے، اسی طرح ثابت قدمی کی صورت میں یہ ان کے ایمان کی مضبوطی کا سبب بھی بنتا ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَا تَزَالُ طَائِفَةٌ مِنْ أُمَّتِي ظَاهِرِينَ عَلَى الْحَقِّ، لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ، حَتَّى يَأْتِيَ أَمْرُ اللهِ وَهُمْ كَذَلِكَ (صحیح مسلم، رقم الحدیث ۱۷۰،۹۲۰)

اتہام بازی میں حدِ کمال کو پہنچنے والے موصوف کو ہماری طرف ''غیرتِ سبائیت'' کی نسبت کرتے ہوئے، ذرہ برابر بھی یہ جھجک لاحق نہ ہوئی کہ ''سبائی'' تو عبداللہ بن سبا کے متبعین ہیں، جس نے

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے الٰہ ہونے کا دعویٰ کیا تھا، اور شیخین رضی اللہ عنہما کی شان میں سب وشتم کا ابتدائی اظہار اُسی نے کیا تھا۔ چنانچہ علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ''منھا جُ السنة'' میں فرماتے ہیں:

''پھر لوگوں میں غالیہ کے مرتد ہونے میں سب سے ظاہر اور واضح وہ لوگ ہیں، جن کو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا تھا، جب انہوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق ''الوہیت'' کا دعویٰ کیا تھا، اور وہ ''سبائیہ'' ہیں، جو کہ عبداللہ بن سبا کے متبعین ہیں، جنہوں نے سب سے پہلے حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پر سب وشتم کا اظہار کیا''

(منھا ج السنة النبوية، ج۳، ص ۴۵۹، الرد على القسم الأخير من القدمة، فصل قول الرافضی "الوجه الثانی)

جبکہ الحمدللہ ہمارا تعلق اہلُ السنۃ والجماعۃ سے ہے، اور مطلق عدمِ تکفیر کے مسئلہ میں ہم جمہور اہلُ السنۃ والجماعۃ، اور جلیلُ القدر اکابرِ دیوبند کے متبعین میں داخل ہیں، لیکن ہمارے ان متبوعین کی طرف موصوف کو ''غیرتِ سبائیت'' کی صاف صاف نسبت کرنے کی ہرگز جرأت وہمت نہیں ہوسکتی۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ''اہلُ السنۃ والجماعۃ'' کے اصول بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور اہلُ السنۃ والجماعۃ کے اصولوں میں سے یہ بھی ہے کہ اپنے دلوں اور زبانوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم سے سلامت رکھا جائے''

(مجموع الفتاویٰ، ج۳، ص ۱۵۲)

پھر علامہ ابنِ تیمیہ اس کی کچھ تفصیل اور دلائل بیان کرنے کے بعد اہلُ السنۃ والجماعۃ کے پاکیزہ طریقہ کو اس طرح ذکر کرتے ہیں:

''اور اہلُ السنۃ والجماعۃ اُن روافض کے طریقہ سے برائت اختیار کرتے ہیں، جو صحابۂ کرام سے بغض رکھتے ہیں، اور ان کو سب وشتم کرتے ہیں، اور اُن نواصب کے طریقہ سے بھی اختیار کرتے ہیں، جو اہلِ بدعت کو کسی قول، یا عمل سے ایذاء پہنچاتے ہیں، اور اہلُ السنۃ والجماعۃ، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے مشاجرات سے زبان کو روکتے ہیں''

(مجموع الفتاویٰ، ج۳، ص ۱۵۴)

اور علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ''منھا جُ السنة'' میں فرماتے ہیں:

www.idaraghufran.org

’’اور یہ باب ایک دوسرے کی مخالفت پر مبنی ہے، آپ کسی کو بھی اُن لوگوں میں سے، جن کی شیعہ حق، یا باطل کے ساتھ مذمت کرتے ہیں، نہیں پائیں گے، مگر اُن شیعہ میں اس سے زیادہ شریر لوگ موجود ہوں گے، اور آپ کسی کو بھی اُن لوگوں میں سے، جن کی شیعہ تعریف کرتے ہیں، نہیں پائیں گے، مگر اُن لوگوں میں، جن کی خوارج تعریف کرتے ہیں، ان سے زیادہ بہتر لوگ موجود ہوں گے، کیونکہ ’’روافض‘‘ دراصل ’’نواصب‘‘ سے زیادہ شریر ہیں، اور وہ لوگ جن کو روافض ’’کافر، یا فاسق‘‘ قرار دیتے ہیں، وہ ان لوگوں سے افضل ہیں، جن کو نواصب ’’کافر، یا فاسق‘‘ قرار دیتے ہیں۔

اور جہاں تک اہلِ سنت کا تعلق ہے، تو وہ تمام مومنوں سے محبت رکھتے ہیں، اور وہ علم اور عدل کی روشنی میں کلام کرتے ہیں، وہ نہ تو جاہل لوگوں میں سے ہیں، اور نہ اہل الا ہواء میں سے ہیں، اور وہ روافض اور نواصب، سب کے طریقہ سے برائت اختیار کرتے ہیں، اور وہ تمام سابقینِ اولین سے محبت رکھتے ہیں، اور وہ صحابۂ کرام کی قدر ومنزلت اور ان کے فضائل ومناقب کو پہچانتے ہیں، اور وہ اہلِ بیت کے ان حقوق کی رعایت کرتے ہیں، جن کو اللہ نے ان کے لیے مقرر فرمایا ہے، اور وہ ان کاموں سے راضی نہیں ہوتے، جو مختار جیسے کذاب لوگوں نے کیے، اور نہ ہی ان کاموں سے راضی ہوتے، جو حجاج جیسے ظالموں نے کیے‘‘

(منهاج السنة النبوية، ج۲، ص۶۸ الیٰ ص ۷۱، الفصل الثانی، الوجه الخامس)

اور علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ کے تلمیذ، علامہ ابنِ قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

’’اور وہ ان تہمتوں سے بری ہیں، جو ان کے دشمن اہلِ تشبیہ واہلِ تمثیل کے جہمیہ ان پر عائد کرتے ہیں، جیسا کہ ان دشمنوں کی اہلُ الحدیث اور اہلُ السنۃ کے بارے میں اس طرح تہمت لگانے کی عادت ہے، جیسا کہ رافضہ ان اہلُ السنۃ کو ’’ناصبی‘‘ ہونے کی تہمت لگاتے ہیں، اور معتزلہ ان اہلُ السنۃ پر نوابتِ حشویہ ہونے کی تہمت لگاتے ہیں، اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کی میراث ہے، جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس طرح تہمت لگا کر اختیار کی تھی کہ وہ

آج کے بچے ہیں، جنہوں نے نئے دین کا اختراع کیا ہے۔

اوراسی طرح اہلُ الحدیث اوراہلُ السنۃ کے لئے ان کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، اورصحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین طرف سے میراث ہے کہ وہ اہلِ باطل کے مذموم القابات کو ان کی طرف پلٹتے ہیں، اوراللہ تعالیٰ امام شافعی کی روح کو مقدس فرمائے کہ، جب ان کی طرف رفض کی نسبت کی گئی (جس طرح اس کے مطابق موصوف نے سبائیت کی نسبت کی)، توانہوں نے شعر میں فرمایا:

إن كان رفضا حب آل محمد ...فليشهد الثقلان أني رافضي

''یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی آل سے محبت ''رفض'' ہو، تو انسان اور جنات اس بات پر گواہ ہو جائیں کہ بے شک میں رافضی ہوں''

اورہم سے اورہمارے شیخ ابوالعباس ابنِ تیمیہ سے اللہ راضی ہو کہ وہ فرماتے ہیں:

إن كان نصبا حب صحب محمد ...فليشهد الثقلان أني ناصبي

''یعنی اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کی محبت ناصبی ہونا ہو، تو انسان اور جنات اس بات پر گواہ ہو جائیں کہ بے شک میں ناصبی ہوں''

اوراللہ تیسرے کی (یعنی میری) مغفرت فرمائے کہ وہ کہتا ہے:

فإن كان تجسيما ثبوت صفاته ...وتنزيهها عن كل تأويل مفترى

فإني بحمد الله ربي -مجسم..هلموا شهودا واملئوا كل محضر

پس اگر اللہ کی صفات کا ثبوت، اوراس کو خودساختہ ہر تاویل سے پاک قرار دینا مجسمہ ہونا ہو، تو میں بے شک الحمد للہ اپنے رب کو مجسم قرار دینے والا ہوں، تم اپنے گواہوں کو لے آؤ، اور ہر حاضر ہونے والی جگہ کو بھر دو''

(مدارج السالكين، ج۲، ص۸۷، فصل الدرجة الثانية إجراء الخبر على ظاهره)

پس اسی طرح ہم کہتے ہیں کہ اگر علی الاطلاق تکفیرِ شیعہ نہ کرنا، موصوف کے نزدیک، کسی تہمت کا باعث ہے، تو ہمیں اس تہمت سے فرق نہیں پڑتا، اور ہمارا یہ موقف جمہور مجتہدین اور فقہائے محققین، اوران کے متبعین، اور بالخصوص مفتیِ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، اور

www.idaraghufran.org

وفاق المدارس العربیہ، پاکستان کے موجودہ صدرِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مد ظلہم کے موقف پر مبنی ہے، جو ''غیرتِ سبائیت'' کا الزام لگانے والے موصوف کے موقف و مسلک اوران کے مکتبِ فکر کی توضیح وتعیین کے لئے کافی وافی ہے۔

لطفِ باری تعالیٰ ہونے کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''تو ایسے میں ہم پہ لطفِ باری تعالیٰ ہوا کہ ہم بے چین ہوکر رہ گئے، اور ہمیں اپنی اس بے چینی پر اس لیے فخر ہے کہ اسی بے چینی نے ہمارے بزرگوں کو اپنے سچے دینِ اسلام کا مطیع مطلق بنائے رکھا، اور انہوں نے چشمِ زدن کی مقدار بھی رفض و بدعت کو برداشت نہیں کیا، جس کی ترجمانی کر کے آپ چین کی بانسریاں بجا کر جشن منا رہے ہیں، اور دوسروں کو بے چینی واضطراب کے مسکے لگا رہے ہیں''۔

جوابِ مغالطہ:...... لطفِ باری تعالیٰ کا اگر حقیقی فیض موصوف کو حاصل ہوجاتا، تو وہ اکابر کے نقشِ قدم پر چلتے، اوران سے الگ راہ اختیار کرنے کے لئے بے چین نہ ہوتے، اور نہ ہی اس پر فخر کرتے، اور نہ ہی اپنے بزرگوں کو اپنی طرح کے اسلام کا مطیعِ مطلق سمجھتے۔

اگر موصوف کا اپنے بزرگوں کے بارے میں یہی خیال ہو کہ انہوں نے چشمِ زدن کی مقدار بھی رفض و بدعت کو مطلق تکفیر سے کم درجہ کا حکم لگانے کے لئے برداشت نہیں کیا، اور انہوں نے ہر قسم کے رفض اور بدعت پر مطلق تکفیر کا حکم لگایا، تو ایسے بزرگ ان کو ہی مبارک ہوں، وہ ایسے بزرگوں کی ترجمانی کر کے خود ہی چین کی بانسریاں بجا کر جشن مناتے رہیں، اور دوسروں کو بے چینی واضطراب کے مسکے بھی لگاتے رہیں۔ ہمیں موصوف کی طرح ایسے نرالے بزرگوں کی نہ ضرورت ہے، نہ بانسریاں بجانے کا شوق ہے، اور نہ ہی علی الاطلاق تکفیر کے مسکے لگانے کا چسکا ہے۔

ہم ''بحمداللہ تعالیٰ، وبرکتِ اکابر والا'' ان چیزوں سے دور ہیں۔

متکبر کے خلاف تکبر کی حیثیت

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

www.idaraghufran.org

''(4)......غفرانی ادارہ کے میرِ مجلس اپنی اس عبارت میں خود کو''بندہ'' اور ہمیں''مولوی صاحب'' کے ناموں سے یاد فرماتے ہوئے نہایت نخوت کے انداز میں لکھتے ہیں کہ''ایسے متشددین کے جواب اگرچہ زیادہ اہمیت نہیں رکھتے''......

جوابِ مغالطہ:...... موصوف کو ہماری عبارت مکمل طور پر نقل کر کے اُس پر تبصرہ کی جرأت وہمت اس لیے نہیں ہوتی کہ وہ کذب بیانی وغلط ترجمانی کے عادی ہیں، جس کی وجہ سے ہم اُن کو پہلے ہی دعوتِ کاملہ وعاجلہ کی تحدی کر چکے ہیں۔ حالانکہ ہم نے اپنی تمہید میں جو مذکورہ بات لکھی ہے، اس کی وجہ بھی ساتھ ہی تحریر کی ہے، چنانچہ ہماری مکمل عبارت اس طرح ہے:

''اس فتوے کی اشاعت کے بعد بعض متشددین کے حلقہ میں بے چینی کی لہر دوڑ گئی، اور اس دوران بندہ کو مذکورہ بالا فتوے کے ردِعمل میں ایک مولوی صاحب کی تحریر موصول ہوئی، اس تحریر کا انداز جارحانہ اور الزامی تھا۔ اس طرح کی تحریرات کے جواب کی اگرچہ زیادہ اہمیت نہیں ہوتی، جب بغیر کسی مستند حوالہ کے دوسرے پر الزامات کی بارش کر دی جائے، اور مستند حوالہ جات پر علم وتحقیق کے تناظر میں کلام نہ کیا جائے۔

لیکن ایک عرصے سے علم وتحقیق کے میدان میں یہ بات دیکھنے میں آتی رہی ہے کہ جن امور کی علم وتحقیق کے میدان میں کوئی اہمیت نہیں تھی، آج ایک بڑے علمی حلقے کی طرف سے ان ہی امور کو علم وتحقیق کا اصل ہتھیار، بلکہ علمی شاہکار سمجھ لیا گیا ہے، جس کا رات دن، منبر ومحراب اور رسائل وجرائد میں بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے علمی وتحقیقی امور، محض دَب کر رہ گئے ہیں، اور ظاہری علم ودانش کے شہسواروں کے ساتھ ساتھ عوامی حلقے کے بڑے طبقے کی نظروں سے بھی وہ اوجھل ہو گئے ہیں۔

اس لیے مذکورہ بالا تحریر پر مستند ومعتبر حوالہ جات وعبارات کی روشنی میں کلام کرنے اور اس تحریر میں مذکورہ امور کا علمی وتحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی''۔ (علمی وتحقیقی رسائل، ج۱۸ص۳۹۱،۳۹۲)

اور پہلے ہم نے موصوف کو''مولوی صاحب'' کے نام سے موسوم کیا تھا، لیکن اب ہمیں شرحِ صدر ہو چلا ہے کہ وہ دراصل اس مبارک نام کے بھی مستحق نہیں۔ اور اسی وجہ سے موصوف جیسے''متکبر

وصاحبِ نخوت'' کے لیے ہمارا انداز، محققین کی طرف سے بیان کردہ ہدایت پر مبنی ہے۔

ملاعلی قاری رحمہ اللہ نے''مشکاۃ'' کی شرح میں فرمایا:

التکبر علی المتکبر صدقة(مرقاۃ المفاتیح، ج۵ ص ۲۱۷۳، کتاب النکاح، باب اللعان)

ترجمہ:''متکبر'' کے مقابلہ میں''تکبر''صدقہ ہے(مرقاۃ المفاتیح)

تہذیب وتمدن کی تعلیم کا دعویٰ اورلاف زنی کا الزام

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

اس سلسلہ میں ہم عرض کریں گے کہ روافض کی تکفیر اسلاف اہلِ سنت نے کی ہے، اوران فریدانِ عصر ووحیدانِ دہر نے کی ہے کہ اگران کے علوم وفیوض کا پسینہ بھی نکال دیا جائے، تو غفرانی ادارہ کے سارے اراکین مع میر مجلس تہذیب وتمدن سے آشنا ہو جائیں، یا پھر اپنی خستہ وخام معلومات کو دیکھ کر روافض کے ہم دوش سینہ کوبی کرنے پر مجبور ہو جائیں۔ثانیاً عرض ہے کہ اگر یہ سوالات زیادہ اہمیت کے حامل نہیں تھے، تو غفرانی ٹیم نے آخرکس برتے ان کے مزعومہ جوابات پر مبنی درجنوں صفحات شائع کر کے اپنے اورقوم کے وسائل کو تنزلی میں جھونک دیا؟ شیعہ وسنی دونوں مذاہب کے مابین ما بہ الاختلاف، یا ما بہ النزاع وافتراق مسائل کا اگر غفرانی ادارہ کو ذرا برابر بھی ادراک ہوتا، تو وہ یقیناً اس قسم کی لاف زنی نہ چھوڑتے''۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف نے اس سلسلہ میں جو کچھ اوپر عرض کیا، اُن کی یہ عرضی بالکل خلافِ واقعہ، اور کذب بیانی پر مشتمل ہے، ہم نے اس طرح کی تحریرات کے جواب کی زیادہ اہمیت نہ ہونے کی وجہ ساتھ ہی ذکر کر دی ہے، موصوف کے ذمہ ضروری تھا کہ دوسرے پر الزامات کی بارش کرتے ہوئے مستند حوالہ جات کو نقل کرتے، اور مستند حوالہ جات پر علم وتحقیق کے تناظر میں کلام کرتے، اُن سے یہ کام تو تا حال ہو نہیں سکا، اور ابھی تک اسی ضد وہٹ دھرمی والی روِش پر قائم ہیں، اوراسی کے مطابق الزامات واتہامات میں مزید اضافہ کیے جا رہے ہیں، اوراسی کو علم وتحقیق کا اصل ہتھیار، بلکہ علمی شاہکار سمجھ رہے ہیں، جس کا ایک جریدہ میں بے دریغ استعمال کر رہے ہیں، اور علمی وتحقیقی امور، ظاہری علم ودانش کے شہسواروں کے ساتھ ساتھ عوامی حلقے کے بڑے طبقے کی نظروں سے بھی اوجھل ہونے کی وجہ سے مذکورہ بالا تحریر پر مستند ومعتبر حوالہ جات وعبارات کی روشنی

www.idaraghufran.org

میں کلام کرنے اور اس تحریر میں مذکورہ امور کا علمی و تحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی۔

پھر مندرجہ بالا عبارت میں، موصوف نے اسی مذکورہ روِش پر چلتے ہوئے غلط بیانی کا ارتکاب کیا کہ اصل مسئلہ تو شیعہ کی علی الاطلاق تکفیر کا ہے، وہ ''تمام شیعہ وروافض کی علی الاطلاق تکفیر'' کے مدعی ہیں، اور ہم ''تمام شیعہ وروافض کی علی الاطلاق تکفیر'' کے منکر ہیں۔

لیکن موصوف ہر پیراگراف میں اپنے اس دعوے سے راہِ فرار اختیار کرتے ہیں، اور اس دعوے کو ہیرا پھیری کے مختلف الفاظ میں چھپا اور دَبا کر ذکر کرتے ہیں۔ موصوف کے ذمہ شروع سے یہ بات لازم تھی کہ وہ اپنے دعویٰ کے مطابق ''تمام شیعہ وروافض کی علی الاطلاق تکفیر'' سے متعلق اسلافِ اہلِ سنت اور فریدانِ عصر ووحیدانِ دہر کے علوم وفیوض کے مستند حوالہ جات وعبارات پیش فرماتے، لیکن تاحال ان سے یہ کام نہ ہوسکا، جس کے انتظار میں انہوں نے اپنے قارئین کا بھی پسینہ نکال دیا۔ ادارہ غفران کے اراکین کو الحمدللہ، موصوف جیسے، علم وتحقیق اور تہذیب وتمدن سے ناآشنا لوگوں سے تہذیب وتمدن سیکھنے کی ہرگز حاجت وخواہش نہیں، اس کے بجائے وہ اپنی خستہ وخام معلومات کو دیکھ کر خود ہی روافض کے ہم دوش سینہ کوبی کرنے پر مجبور ہوں، تو بہتر ہے۔

جہاں تک موصوف کی طرف سے ''ثانیاً عرض ہے'' کے الفاظ میں دوسری عرضی کا تعلق ہے، تو اس کا جواب ہماری عبارت میں ساتھ ہی، ان الفاظ میں مذکور ہے:

> لیکن ایک عرصے سے علم وتحقیق کے میدان میں یہ بات دیکھنے میں آتی رہی ہے کہ جن امور کی علم وتحقیق کے میدان میں کوئی اہمیت نہیں تھی، آج ایک بڑے علمی حلقے کی طرف سے ان ہی امور کو علم وتحقیق کا اصل ہتھیار، بلکہ علمی شاہکار سمجھ لیا گیا ہے، جس کا رات دن، منبر ومحراب اور رسائل وجرائد میں بے دریغ استعمال کیا جاتا ہے، جس کی وجہ سے علمی وتحقیقی امور، محض دَب کر رہ گئے ہیں، اور ظاہری علم ودانش کے شہسواروں کے ساتھ ساتھ عوامی حلقے کے بڑے طبقے کی نظروں سے بھی وہ اوجھل ہوگئے ہیں۔
>
> اس لیے مذکورہ بالا تحریر پر مستند ومعتبر حوالہ جات وعبارات کی روشنی میں کلام کرنے اور اس تحریر میں مذکورہ امور کا علمی وتحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی''

اور اب محسوس ہوا کہ موصوف جیسے لوگ تو اس سے بھی زیادہ اعلیٰ درجہ کے ''شاہکار'' ہیں، جس کے

www.idaraghufran.org

نتیجہ میں وہ اپنی تحریروتقریر کے ذریعے اپنے اورقوم کے وسائل کوتنزلی میں جھونک رہے ہیں،اوراُن کی مذکورہ شاہکاری کی تسکین،صرف درجنوں صفحات سے نہیں ہوتی۔

قرآن وسنت کی نصوص،اوراہلُ السنۃ والجماعۃ کی شروح میں مذکور،اہلُ السنۃ اوراہلِ تشیع کے مابین ''مابہِ الاختلاف، مابہِ النزاع ومابہِ الافتراق ''مسائل کاالحمدللہ،ادارہ غفران کے اصحاب کوبخوبی ادراک وشعورحاصل ہے،اوراس پرسینکڑوں مستندحوالہ جات موجود ہیں،جس کی وجہ سے کسی قسم کی''لاف زنی،اورڈینگ مارنے'' کی ضرورت نہیں،البتہ موصوف کو''لاف زنی'' کی اس لیےضرورت پیش آئے گی کہ وہ جمہورمجتہدین اورفقہائے محققین اورسلفِ صالحین کے موقف کو مِن وعَن قبول کرنے کے بجائے،جب تک کہ اس موقف میں مختلف تاویلات کی''لاف زنی'' شامل نہیں کریں گے،اس وقت تک مذکورہ موقف سے جان چھڑانا مشکل ہوگا۔مثلاً یہ کہ جمہور مجتہدین،فقہائے محققین اورسلفِ صالحین کے دورکے اہلِ تشیع دوسرے تھے،اوران میں مختلف فرقے تھے،جن میں''مفضلہ وزیدیہ''اور''رافضہ غالیہ وغیرغالیہ'' ہرطرح کے فرقے موجود تھے،پھرایک دورایسا آیا کہ یکا یک اس طرح کے جملہ فرقے مفقودومعدوم ہوگئے اورآج کے دور کے جملہ اہلِ تشیع پہلے ادوارکے اہلِ تشیع سے یکسرمختلف ہیں،جوسب کے سب بنیادی کفریہ ناقابلِ تاویل عقائدمیں متحد ہیں۔یایہ کہ امامیہ فرقہ کے لوگ،اپنے پہلے،اوربڑے امام حضرت علی رضی اللہ عنہ،اوران کے بعدآنے والے ائمہ کے گذرنے کے صدیوں بعدتک اپنے ائمہ پرمعصومیت کا عقیدہ رکھے بغیرزندگی گزارتے رہے پھربعدکے زمانہ میں اچانک اپنی غلطی کاانکشاف ہوا،جس کے بعدتمام امامیہ کواپنے ائمہ کے متعلق اصل عقیدہ بنانے کی طرف توجہ ہوئی،اوردنیا جہان کے جملہ امامیہ اپنے اصل امامت کے عقیدہ پرمتحدہوے۔

یایہ کہ جمہورمجتہدین اورفقہائے محققین اورسلفِ صالحین کواہلِ تشیع کے عقیدۂ تقیہ کی وجہ سے اُن کی مکمل حقیقت معلوم نہ ہوسکی،جس کی وجہ سے وہ اُن پرعلی الاطلاق تکفیرکاحکم لگانے سے اجتناب فرماتے رہے،اوراس حقیقتِ حال سے ناواقفیت کی بنیاد پرمختلف اہلِ تشیع واہلِ روافض کی احادیث روایات کوبھی کتبِ حدیث میں روایت ودرج کرتے رہے،اوران سے مسائل کااستنباط

www.idaraghufran.org

واستخراج بھی کرتے رہے، جوتا حال جملہ اکابر کی تالیفات وتصنیفات میں شدومد کے ساتھ موجود ہے، اور جن حضرات کی نظر سے ان کے عقیدۂ تقیہ کا پردہ ہٹا، انہوں نے سب پر علی الاطلاق تکفیر کا حکم لگایا، اوراس کے نتیجہ میں، احادیث وروایات کا وہ ذخیرہ، اوران سے مستنبط شدہ وہ جملہ مسائل ناقابلِ اعتبار ٹھہرے، جو کافروں کی اسناد پر مبنی ہیں، جس کا تزکیہ وتطہیر کرکے اب یہ تمام کام نئے سرے سے مرتب کرنے کی ضرورت لاحق ہوگئی، اورعرصہ دراز سے علی الاطلاق تکفیر کا حکم لگانے کے باوجود تا حال یہ کام نہ ہوسکا، وغیرہ وغیرہ۔ چنانچہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے صدرِ محترم حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم فرماتے ہیں:

''یہ شیعہ فرقے پہلی صدی میں پیدا ہوچکے تھے، پھر رفتہ رفتہ بڑھتے بڑھتے زیادہ ہوگئے، تو ان کا یہ مسئلہ ہر دور میں رہا ہے، اور ہر دور میں علمائے امت کا یہ طریقۂ کار رہا ہے کہ بجائے بحیثیتِ مجموعی، پورے فرقہ پر فتویٰ لگانے کے، عقائد پر فتویٰ لگایا جائے کہ ان میں سے جو یہ عقیدہ رکھے گا، وہ کافر ہوگا، لیکن یہ نہیں کہا کہ سارے شیعہ کافر ہیں۔

اسی بناء پر بخاری شریف میں شیعہ راویوں کی تعداد بیسیوں ہیں، اور وہ بھی کٹر شیعہ ہیں، لیکن ان کے اوپر کفر کا فتویٰ نہیں لگایا، اس واسطے کہ ان سے عقائدِ کفریہ ثابت نہیں ہوئے تھے (انعامُ الباری، ج۱ص۳۳۱، کتاب الایمان، مطبوعہ: مکتبۃُ الحراء، کراچی)

بے چین کرنے کا مزعوم ومتخیل دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''چنانچہ ہمارے ان سوالات نے آپ کو ضرور بے چین کیا ہے، اورآپ اس قدر بے چین ہوئے کہ تشدد وتعنت پر اتر آئے، اوراس قدر بے پروائی برتی کہ بنیادی مروت ولحاظ کے رشتوں کا بھی پاس نہ رکھا، سوآپ کے فرار ہونے کے اب سارے رستے مسدود ہوچکے ہیں، اوراب ان شاء اللہ ایک بار پھر طلابِ دین وعلم اپنے گزرے ہوئے لوگوں کی روشن خدمات کا تازہ نظارہ کریں گے''۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف کے معترضانہ سوالات سے ہمیں الحمدللہ ہرگز کوئی بے چینی، اور ضرر لاحق نہیں ہوا، البتہ ابتداء میں موصوف کی بے اعتدالی، اوراکابر کی غلط ترجمانی سے

www.idaraghufran.org

حفاظت کی فکر ضرور لاحق ہوئی۔اور جب موصوف کی طرف سے اصلاحِ احوال کی امید نظر نہ آئی،اوران کی بے اعتدالیوں کے ضرر کے دوسروں کی طرف متعدی ہونے کا اندیشہ لاحق ہوا،تو اس کے بعدالحمدللہ ہم نے یکسو ہوکراس کے ازالہ کا عزمِ مصمم کیا۔موصوف جیسے بے تکے معترضانہ سوالات سے اگرہمیں بے چینی لاحق ہوتی،تو ہم موصوف سے مودبانہ درخواست کرتے کہ وہ براہِ کرم ہم لاچارو بے بس غریبوں کو بے چین کرنے سے اجتناب فرمائیں،اورہمیں چین وسکون کا سانس لینے دیں۔اورنہ ہی ہم اس سے قبل موصوف کے اعتراضات کے جوابات کی اشاعتِ عام کرتے۔تشددوتعنت پرتو موصوف خود ہی اترے،جس پران کی جو حالت سامنے آرہی ہے،اس کے لئے شعورواحساس درکار ہے،بے حسوں کا علاج تو اللہ ہی نے کرنا ہے،جب زبان کی چرب لسانی وغلط بیانی پرتالے پڑجائیں گے۔

پھرموصوف نے ہماری جھوٹی بے چینی کا رونا رونے کے ایک سطر بعد ہی ہماری لاپروائی برتنے کا شکوہ بھی کرڈالا۔ہم موصوف کے طرزِعمل کی پہلے ہی نشاندہی کرچکے ہیں کہ وہ بنیادی مروت ولحاظ کے رشتوں کے کتنے اہل ہیں۔اورراہِ نجات کے راستے الحمدللہ تعالیٰ ہمارے سامنے ہرگز مسدودنہ ہوے،الحمدللہ تعالیٰ ہم جن مجتہدین وفقہائے محققین،اورسلفِ صالحین کے متبع ہیں،انہوں نے ہر پہلو سے قرآن وسنت،اجماعِ امت،اور قیاسِ شرعی کی روشنی میں قیمتی اور جامع اجتہادفرما کر ہر طرف سے جنت کے راستے کھول رکھے ہیں،اس لئے ان راستوں سے ان شاءاللہ تعالیٰ ایک بار پھر''طلابِ دین وعلم''اپنے گزرے ہوئے مذکورہ سلف کی روشن تحقیقات واجتہادات،اورخدماتِ بابرکات کا تازہ نظارہ کریں گے،بلکہ الحمدللہ کررہے ہیں۔

تحدی وتعدی کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''(5)......غفرانی ادارہ کے میرمجلس کی شانِ تحقیق کوداددیجیے کہ وہ کس قدر تحدی وتعدی کے ساتھ لکھ رہے ہیں کہ:''جن اموروکوعلم وتحقیق کے میدان میں کوئی اہمیت نہیں تھی،آج بڑے علمی حلقے کی طرف سے ان ہی اموروکوعلم وتحقیق کا اصل ہتھیار،بلکہ علمی شاہکار سمجھ لیا گیا ہے''۔

www.idaraghufran.org

جوابِ مغالطہ:...... ہم موصوف کو دوبارہ ''تحدی'' کے ساتھ یہی لکھتے ہیں، اور بار بار لکھتے ہیں، اور الحمدللہ ثابت بھی کر چکے ہیں، مزید ثبوت جہاں جہاں موصوف کو درکار ہوں گے، ان شاءاللہ تعالیٰ پیش کریں گے، خواہ اس کو موصوف ''تحدی'' سے بڑھ کر ''تعدی'' سمجھیں، یا کچھ اور سمجھیں۔

علمی تعاقب اور علمی شاہکار

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''یعنی موصوف یہ دعویٰ فرمارہے ہیں کہ ایک پرانے اور دشمنِ دین فرقہ کا علمی تعاقب وتردید علمائے حق کا کوئی خاص کارنامہ نہ تھا کہ آج ان کو علمی شاہکار کا درجہ دیا جائے''۔

جوابِ مغالطہ:...... ہم نے یہ دعویٰ موصوف کی طرف سے پیش کئے گئے بے وزن معترضانہ سوالات کے متعلق کیا تھا، جن کے جوابات شائع بھی کر دیے گئے۔

جہاں تک موصوف کی طرف سے ''یعنی'' کے ساتھ اس کی تشریح وتوضیح کی جارہی ہے، اس کا ہمارے دعوے سے کوئی مس نہیں، اور موصوف کے ترجمان کی حیثیت پر کلام پہلے گزر چکا ہے۔

ہم پہلے واضح کر آئے ہیں کہ پرانے دشمنِ دین تمام فرقوں کا علمی تعاقب بھی سلف کے قدیم زمانوں سے مبارک طریقوں پر جاری ہے، اور علمائے حق کا وہی طریقہ خاص الخاص کارنامہ تھا، ہم آج بھی اس مبارک طریقہ کو علمی شاہکار کا درجہ دیتے ہیں۔ اور ہم ان سلف کے طریقوں کے برعکس جدید طریقوں سے تعاقب کو ترجیح نہیں دیتے۔ خواہ موصوف اس کو ترجیح دیں، وہ ان کا معاملہ ہے۔

پسندیدہ وبرگزیدہ سمجھنے کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''گویا وہ خود کو پسندیدہ وبرگزیدہ سمجھتے ہوئے مدعی ہیں کہ کسی دشمنِ اسلام طبقے کی تمام تر اسلام دشمنیوں پر پردے ڈال کر افتاء اور تحقیق کے نام سے امتِ مسلمہ کو اعتقادی فناء کے گھاٹ اتارنا، یہ اصل تحقیقی شاہکار ہے، جس کا بیڑا غفرانی ادارہ نے اٹھا رکھا ہے''۔

جوابِ مغالطہ:...... ''گویا کہ'' تو بہت دور کی بات ہے، موصوف کو تو ابھی تک ''گویا کہ'' کے بغیر بھی صحیح ترجمانی کرنا نہیں آتا۔ ہم الحمدللہ اپنے آپ کو ہرگز پسندیدہ وبرگزیدہ سمجھنے کے مدعی

www.idaraghufran.org

نہیں، نہ ہی ہمیں اس کی ضرورت ہے۔ موصوف خود ہی مدعی بن کر جس کو چاہیں، دشمنِ اسلام کی سند دیں، اور جس کو چاہیں نہ دیں، ہماری طرف سے سیدھا سادہ جواب یہ ہے کہ قواعدِ شرعیہ وفقہیہ کی روشنی میں مجتہدین وفقہائے محققین جس کو دشمنِ اسلام، اور دشمنِ دین قرار دیں گے، اور جس کا جو اسلامی درجہ، افتاء وتحقیق کے تناظر میں بیان، اور متعین کریں گے، ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس کی ترجمانی کریں گے، اور اس کو ہی اصل علمی وتحقیقی شاہکار تصور کریں گے، اور اسی کا بیڑا اٹھائیں گے، خواہ اس پر موصوف امتِ مسلمہ کو اعتقادی فناء کے گھاٹ اتارنے کا نام دیں، یا کچھ اور نام دیں، اس سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہرگز متاثر نہیں ہوں گے۔

''ارواحِ ثلاثہ'' کے حوالہ سے انوکھا استدلال

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''یہاں امام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کا وہ تاریخی ملفوظ نقل کرنے کو جی چاہتا ہے، جو ''ارواحِ ثلاثہ'' میں موجود ہے، آپ رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ جو دینی کام عوام سے خواص کی طرف منتقل ہوں، وہ نامقبول اور عند اللہ وعند الناس غیر محبوب ہوتے ہیں، یعنی جن کاموں کا پہلے عوام میں ہلہ گلہ ہو، اور پھر دھیرے دھیرے وہ خواص تک پہنچیں، تو خواص تک جاتے جاتے وہ فضاء میں تحلیل ہو جاتے ہیں، اس کے برعکس جو امور خواص سے اثر ونفوذ کرتے ہوئے عوام تک آئیں، تو وہ مقبولیت اور قبولیت کا نشان ہوتے ہیں''۔

جوابِ مغالطہ:...... امامُ الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے اس ملفوظ کے مکمل الفاظ با حوالہ نقل کیے جاتے، تو ہی اس سے صحیح نتیجہ اخذ کیا جا سکتا تھا، ارواحِ ثلاثہ میں ہمیں یہ ملفوظ دستیاب نہ ہو سکا، صحیح حقیقتِ حال جاننے کے لئے موصوف پر اس کا مکمل حوالہ پیش کرنا ضروری ہے، موصوف کی طرف سے کامل حوالہ نقل کئے بغیر ہمیں اس ملفوظ کے الفاظ اور اس کی تشریح پر شرح صدر ہونا مشکل ہے۔ بہر حال موصوف نے جو کچھ نقل کیا، اس سے زیرِ بحث مسئلہ کا جو تعلق ہے؟ موصوف کے ذمہ اس کی وضاحت ضروری تھی۔ تاہم موصوف کی طرف سے ''ارواحِ ثلاثہ'' کے حوالہ سے نقل کردہ اس ملفوظ سے اتنی بات معلوم ہوتی ہے کہ جو دینی کام عوام سے خواص کی طرف منتقل ہوں، وہ نامقبول اور عند اللہ وعند الناس غیر محبوب ہوتے ہیں، یعنی جن کاموں کا پہلے

عوام میں ہلہ گلہ ہو، اور پھر دھیرے دھیرے وہ خواص تک پہنچیں، تو خواص تک جاتے جاتے وہ فضاء میں تحلیل ہوجاتے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ صورتِ حال عوامی جلسے جلوسوں میں ہوتی ہے۔

اس کے برعکس جوامور خواص سے اثر ونفوذ کرتے ہوئے عوام تک آئیں، تو وہ مقبولیت اورقبولیت کا نشان ہوتے ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ صورتِ حال علمی وتحقیقی، اور تصنیفی وتالیفی، اور افتاء، اور درس وتدریس کے شعبوں میں ہوتی ہے۔اور ہم الحمدللہ اسی طرزِ عمل کو ترجیح دیتے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ محض عوامی دنیا، اور عوامی جلسے جلوسوں، اور اسٹیجی مقرروں، اور غیر محقق لوگوں کے ذریعہ بہت سادینی شکل میں مواد، عوام میں ہلہ گلہ ہوکر، دھیرے دھیرے بعض خواص کی طرف منتقل ہوا، اس میں ہر طرح کی رطب ویابس احادیث، سیرت وتاریخ وغیرہ پر مشتمل روایات، تفسیری روایات، منگھڑت حکایات وواقعات وغیرہ جیسی بہت سی چیزیں، شامل ہیں، اور متعدد چیزیں بعض روافض کی طرف سے گھڑی گئی ہیں، جن کی بہت پہلے سے خواص محققین نے معتبر دلائلِ شرعیہ کے ذریعہ باحوالہ تردید کررکھی ہے، اور خواص محققین کی بیان کردہ بعض تحقیقات کو باحوالہ ہم نے متعدد مضامین میں نقل بھی کیا ہے، جن کے ناقابلِ تردید ہونے کے ثبوت بھی ساتھ ہی نقل کئے ہیں، اور محققین ان کو تسلیم کرتے ہیں، لیکن عوامی ہلہ گلہ سے متاثر بعض متشددین ان کی قدر نہیں کرتے، اور عوامی ہلہ گلہ کے ذریعہ ان کو فضاء میں تحلیل کرنے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن ان کے اس ہلہ گلہ کا اثر خواص میں نفوذ نہیں کرتا۔یہ ہمارا اپنا مشاہدہ ہے۔پس ''ارواحِ ثلاثہ'' کے حوالہ سے نقل کردہ ملفوظ سے بحمداللہ تعالیٰ ہمیں ''علمی وتحقیقی'' کام کی تائید محسوس ہوئی، خواہ موصوف اس پر طعنہ زنی، اور بہتان تراشی کا ارتکاب کریں، اس سے فرق نہیں پڑتا۔اور جب موصوف نے اپنے قلم سے ''ارواحِ ثلاثہ'' کا تذکرہ چھیڑ ہی دیا، اور اس کے ایک گم نام ملفوظ کی خود ہی تشریح بھی فرمادی، تو ہمارا بھی جی چاہا کہ اس ''ارواحِ ثلاثہ'' کتاب کے چند تاریخی ملفوظات کو مکمل حوالہ کے ساتھ نقل کردیا جائے، اور موصوف کی طرح ناقص حوالہ پر اکتفاء نہ کیا جائے۔''ارواحِ ثلاثہ'' میں ہے:

آپ (یعنی سید احمد رائے بریلی) نے عشاء کی اذان کا حکم دیا، اور فرمایا کہ ان تینوں رافضیوں سے کہہ دو کہ عشاء کی نماز پڑھ کر جائیں، اس کے بعد عشاء کی نماز ہوئی، اور

www.idaraghufran.org

اس میں تینوں رافضی شریک ہوئے، اور سنی ہو کر سید صاحب سے بیعت ہو گئے (ارواحِ ثلاثہ،ص۱۲۸، حکایت نمبر۱۱۶، مطبوعہ: کتب خانہ امداد الغرباء، سہارنپور، انڈیا)

مذکورہ، اور ان جیسے اکابر حضرات کی طرف سے اہلِ تشیع وروافض کی تردید واصلاح کی سنہری خدمات اور کارناموں کا باب بہت طویل ہے، جو اپنے قول وفعل دونوں کے ذریعہ شب وروز خلقِ الٰہی کی رشد وہدایت میں مشغول تھے۔ لیکن موصوف علی الاطلاق تکفیر شیعہ وِروافض کے مدعی، ومجبر اور اس کے نتیجہ میں رفض سے توبہ کئے بغیر نماز کے غیر صحیح، بلکہ بوجہ کفر، ان سب سے علی الاطلاق اس فریضہ کے ساقط ہونے، بلکہ ان کو شیعت ورفض سے توبہ کئے بغیر سنیوں کی مساجد میں عبادت کے لئے داخل ہونے تک پر پابندی عائد کرنے کے قائل ہیں، جس کا انہوں نے اپنے اعتراضات میں بھی ذکر کیا ہے۔ ''ارواحِ ثلاثہ'' میں ہی آگے ہے کہ:

خانصاحب نے فرمایا کہ ''الدھن، میرٹھ، ہاپوڑ، گلاوٹھی، بلند شہر'' کا حال تو مجھے معلوم ہے کہ یہاں کے سب لوگ تفضیلی (شیعہ) بلکہ بعض بعض تو رافضی (شیعہ) تھے، اور سنا ہے کہ دیوبند میں بھی سب تفضیلی تھے (ارواحِ ثلاثہ،ص۱۲۹، حکایت نمبر۱۱۷، مطبوعہ: کتب خانہ امداد الغرباء، سہارنپور، انڈیا)

اس سے معلوم ہوا کہ تفضیلی شیعوں، اور رافضیوں میں فرق ہے، اور تفضیلی شیعوں کا ہندوستان وپاکستان میں وجود ہے، جن کی تکفیر نہیں کی گئی۔

یہ بھی ملحوظ رہے کہ ''ارواحِ ثلاثہ'' دراصل حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے مجازِ صحبت، حضرت مولانا ظہور الحسن کسولوی رحمہ اللہ کی مرتب فرمودہ ہے، جس کا ''ارواحِ ثلاثہ'' نام اس لیے تجویز کیا گیا کہ اس میں ''تین قسم کی روایات'' کو جمع کیا گیا ہے، جن میں سے ایک قسم ''امیرُ الروایات'' ہے، دوسری قسم ''راویاتُ الطیب'' ہے، اور تیسری قسم ''اشرفُ التنبیہ'' ہے۔

اور حضرت مولانا ظہور الحسن کسولوی رحمہ اللہ دراصل ''کتب خانہ امدادُ الغرباء، سہارنپور، انڈیا'' کے ناظم تھے، جنہوں نے ابتداء میں اس کتاب ''ارواحِ ثلاثہ'' کو اپنے مکتبہ سے شائع فرمایا۔

اور مولانا موصوف رحمہ اللہ حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے وصال، اور قیامِ پاکستان کے بعد، جب حضرت مولانا سید حامد حسین صاحب رحمہ اللہ کی ''مدرسہ امداد العلوم،

www.idaraghufran.org

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، تھانہ بھون، انڈیا'' کے اہتمام سے علیٰحدگی عمل میں آئی، اس کے بعد حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے متعدد خلفاء کے حکم سے ''مدرسہ امداد العلوم، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، تھانہ بھون، انڈیا'' کے مہتمم مقرر ہوئے، اور تادمِ حیات اس عہدہ پر فائز رہے، جن کے فرزندِ کبیر اور ہمارے دیرینہ کرم فرما حضرت مولانا نجم الحسن تھانوی زید مجدہم اس وقت بھی ''مدرسہ امداد العلوم، خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، تھانہ بھون، انڈیا'' کے مہتمم اور بقیدِ حیات ہیں، اور ان کے فرزندِ صغیر، اور ہمارے محسن، مولانا مفتی مظفر حسن صاحب زید مجدہٗ، اس وقت ''مکتبہ امدادُ الغرباء، سہارنپور'' کے ناظم اور ''مدرسہ مظاہرُ العلوم، سہارنپور'' میں تدریس وافتاء کی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔

بندہ کے والد صاحب رحمہ اللہ کا حضرت مولانا ظہور الحسن کسولوی رحمہ اللہ سے خصوصی تعلق تھا، بندہ کی ولادت ماہِ رمضان المبارک میں ہونے کے باعث، پہلے نام ''محمد رمضان'' تجویز کیا گیا، جس کی خبر حضرت مولانا ظہور الحسن کسولوی رحمہ اللہ کو ہوئی، تو انہوں نے بندہ کا نام ''محمد رضوان'' تجویز فرمادیا۔

''فجزاھم اللہ تعالٰی خیر الجزاء، ویغفر اللّٰہ تعالٰی لھم ولنا''

علامہ ابنِ تیمیہ کے ''الفتاویٰ الکبریٰ'' میں شیعوں کی اقسام بیان کرتے ہوئے تین درجات کا اس طرح ذکر کیا گیا ہے:

''اور ''شیعہ'' کے تین درجات ہیں، جن میں شریرترین درجہ اُن غالی لوگوں کا ہے، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لیے کچھ ''الوہیت'' کو مقرر کرتے ہیں، یا اُن کو نبوت کے ساتھ متصف کرتے ہیں، اور اِن لوگوں کا کفر، ہر مسلمان کے لیے جو اسلام کو پہچانتا ہو، واضح ہے، اور ان کا کفر اس جہت سے، نصاریٰ کے کفر کی جنس سے تعلق رکھتا ہے، اور یہ لوگ دوسری جہات سے یہود کے مشابہ ہیں۔ اور ''شیعہ'' کا دوسرا درجہ معروف ومشہور روافض کا ہے، جیسا کہ ''امامیہ'' اور دوسرے شیعہ، جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ ہی، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد برحق امام ہیں، نصِ جلی، یا خفی کی رو سے، اور ان پر ظلم کیا گیا، اور ان کے حق کو روکا گیا، اور یہ لوگ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بغض رکھتے ہیں، اور ان کو سب وشتم کرتے ہیں، اور ائمہ کے نزدیک یہی ''رافضہ'' کی نشانی

www.idaraghufran.org

ہے، یعنی ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما سے بغض اوران پر سب وشتم کرنا۔اور''شیعہ'' کا تیسرا درجہ''زیدیہ وغیرزیدیہ مفضلہ'' کا ہے، جوحضرت علی رضی اللہ عنہ کوابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما پرفضیلت دیتے ہیں،لیکن اس کے باوجودوہ ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما کی امامت وعدالت اوران سے محبت کا اعتقادرکھتے ہیں۔پس یہ درجہ،اگرچہ باطل ہے،لیکن اس کی طرف اہلِ فقہ وعبادت کی کچھ جماعتیں منسوب ہیں،اوراس درجہ کے حضرات اپنے سے پہلے درجہ والوں کے قریب نہیں ہیں، بلکہ یہ حضرات''رافضہ'' کے مقابلہ میں''اہلُ السنۃ'' کے زیادہ قریب ہیں، کیونکہ یہ شیخین کی امامت اوران کے عدل،اوران سے محبت کے مسئلہ میں''رافضہ'' سے نزاع کرتے ہیں،لیکن اسی کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ پر، شیخین کی فضیلت میں''اہلُ السنۃ'' سے نزاع کرتے ہیں''

(الفتاویٰ الکبریٰ لابنِ تیمیۃ، ج٦ص ٣٦٩، ٣٧٠،کتاب فی الرد علی الطوائف الملحدۃ والزنادقۃ،أوجہ الرد علی المعارضین)

''ارواحِ ثلاثہ'' میں ہی ہے:

''جس قدر نظر وسیع ہوجاتی ہے،اسی قدر اعتراض کم ہوتا جاتا ہے،عبدالوہاب شعرانی نے زمخشری کی بابت لکھا ہے کہ کیا تم یہ گمان کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ زمخشری کو عذاب کریں گے،اور یہ جو اس کا خلقِ افعال کا عقیدہ ہے،اس کا منشاءصرف صرف تنزیہِ باری تعالیٰ ہے، گوغلطی ہوگئی (ارواحِ ثلاثہ،ص١٨٧،حکایت نمبر١٧٧،مطبوعہ: کتب خانہ امدادالغرباء سہارن پور،انڈیا)

مذکورہ عبارت میں تکفیر کے باب میں کس قدر احتیاط کوملحوظ رکھا گیا ہے،اگر تکفیر کا یہ باب موصوف جیسے محققین کے ہاتھ میں ہوتا،تو وہ علامہ زمخشری،اوران کا دفاع وتاویل کرنے والوں کا بھی وہی حال کرتے، جووہ دوسروں کا کرنے کے درپے ہیں،لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے یہ کام موصوف کے بجائے،اپنے دین کے سچے اور کامل وارثوں کوسپرد کیا۔

ناجی وغیرناجی فرقوں کا تقابل

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''سنی مذہب ناجیہ اور فلاحیہ مذہب ہے، جبکہ امامیہ غیر ناجیہ اوراپنے مخصوص خلافِ اسلام

www.idaraghufran.org

عقائد کی وجہ سے بالکل متصادم اسلام ہے، آج جبکہ لوگ مرورِ زمانہ کی تلخیوں، حالات کی سختیوں اور اہلِ زیغ وضلال کی کم بختیوں کی وجہ سے مایوس اور پریشان ہیں، اور وہ مداہنت آشنا قسم کے مذہب کے متلاشی ہیں، ایسے میں غفرانی ٹیم ان عوامی جذبوں کی تسکین کے لیے اپنی خدمات پیش کرنے لنگوٹ کس کے اتر آئی ہے، مگر انہیں علم رہنا چاہیے کہ عوامی سطح کی ناوک افگنیاں خواصِ امت کے آگے پانی کے بلبلوں سے زیادہ وقعت نہیں رکھتیں، اور خواص امت کے ارشادات اب آگے آیا ہی چاہتے ہیں، جو روشن ضمیروں اور پاکیزہ خمیروں کے لیے جامِ شفا ثابت ہوں گے، ہماری تمنا وتڑپ ہے کہ وہ عبارتیں غفرانی ادارہ کے کارپردازان کے لیے بھی ابرِ رحمت ثابت ہوں، تاکہ وہ پھسپھسے دعوؤں سے باہر نکل کر دوسروں کا تمسخر اڑانے کی بجائے اپنی فطرت وسرشت کی اصلاح کرسکیں''۔

جوابِ مغالطہ:...... ہم اس مسئلہ کی تعبیر جمہور کے مطابق اس طرح کرتے ہیں کہ احادیث کی رو سے تمام تہتر فرقوں میں اہلُ السنۃ والجماعۃ بے شک ناجی وفلاحی فرقہ ہے، اور باقی تمام فرقے غیر ناجی وغیر فلاحی ہیں، لیکن تمام فرقے اس طرح علی الاطلاق فلاح سے محروم نہیں کہ ان پر علی الاطلاق کفر کا حکم جاری کیا جائے، خواہ وہ خوارج ہوں، یا شیعہ وروافض ہوں، یا معتزلہ ومرجئہ وغیرہ۔

علامہ ابنِ عابدین شامی ''ردُّ المحتار ''میں فرماتے ہیں کہ:

''اہلِ ھواء، وہ اہلِ قبلہ ہیں، جن کے عقائد اہلُ السنۃ والے عقائد نہ ہوں، اور وہ جبریہ اور قدریہ اور روافض اور خوارج اور معطلہ اور مشبہۃ ہیں، اور ان میں سے ہر ایک کے بارہ فرقے ہیں، اور اس طرح سے بہتّر فرقے بن جاتے ہیں''

(ردالمحتار ، ج٦، ص٦٩٨ ، کتاب الوصایا، فصل فی وصایا الذمی وغیرہ)

یہی بات شیخی زادہ حنفی نے ''مجمعُ الانہر ''میں، اور ملا خسرو حنفی نے ''درزُ الحکام ''میں ذکر فرمائی ہے۔

اور بعض نے اس قول کے جمہور فقہاء ومتکلمین کا ہونے اور اس کے حق ہونے کی تصریح بھی کی ہے۔

(ملاحظہ ہو: مجمع الأنھر فی شرح ملتقی الأبحر، ج٢، ص٢٠٠، کتاب الشھادات، باب من تقبل شھادتہ ومن لا تقبل، ودرر الحکام شرح غرر الأحکام، ج٢، ص٣٧٦، کتاب الشھادات، باب القبول وعدمہ فی الشھادات، وفواتح الرحموت بشرح مسلم الثبوت، ج٤، ص٢٧٩، ومجموع الفتاوی، لابنِ تیمیۃ ج٧، ص١٢٠، و، ج٧، ص٥٠١، وج٢٧، ص٤٧٨، ومنھاج السنۃ النبویۃ، ج٥، ص٢٩٥، فصل اللہ أمر

www.idaraghufran.org

بالاستغفار لأصحاب محمد فسبهم الرافضة)

اور علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''کسی کو صرف اس کے گناہ کرنے، یا اس کے بدعت کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے، اگرچہ وہ شخص، اس (گناہ یا بدعت) کی طرف دعوت دے، باطن میں کافر قرار نہیں دیا جائے گا، مگر اسی صورت میں، جب کہ وہ منافق ہو (جس کا حال، یقینی بہرحال، اللہ ہی بہتر جانتا ہے، ہم تو ظاہر کے مکلّف ہیں) لیکن جس کے دل میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اور آپ کی لائی ہوئی باتوں پر ایمان ہو، مگر اس نے بدعت کی بعض تاویلات میں غلطی کی ہو، تو وہ بالکل بھی کافر نہیں۔ اور خوارج، بدعت کے اظہار کرنے میں اور امت کو قتل کرنے میں، اور امت کی تکفیر کرنے میں (دوسرے فرقوں کی بہ نسبت) بہت زیادہ ظاہر ہیں، لیکن صحابۂ کرام میں سے کسی نے ان کی تکفیر نہیں کی، نہ تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے، اور نہ ہی آپ کے علاوہ کسی اور نے، بلکہ ان کے متعلق وہی حکم لگایا، جو ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والے مسلمانوں پر حکم لگاتے تھے، جیسا کہ ان کے متعلق دوسرے مقام پر آثار، ذکر کیے جاچکے ہیں۔ اور اسی طریقے سے تمام بہتّر (72) فرقوں کا بھی حال ہے، ان میں جو منافق ہو، وہ باطن میں کافر ہوگا (ظاہر میں اگرچہ مسلم شمار ہو) اور جو منافق نہیں ہوگا، بلکہ باطن میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والا ہوگا، تو وہ باطن میں بھی کافر نہیں ہوگا، اگرچہ وہ تاویل کرنے میں خطا کرے، اس کی خطاء جس طرح کی بھی ہو (جب تک تاویل ممکن ہو، اگرچہ دور دراز کی ہی ہو) اور ان فرقوں میں سے بعض میں نفاق کے شعبوں میں سے کوئی شعبہ ہوتا ہے، لیکن وہ ایسا نفاق نہیں ہوتا، جس کا مرتکب، جہنم کے نچلے طبقے میں جاتا ہے۔

اور جس نے یہ بات کہی کہ بہتّر (72) فرقوں میں سے ہر ایک کو ایسا کافر قرار دیا جائے گا، جو مذہبِ اسلام سے منتقل ہو جاتا ہے، تو اس نے کتابُ اللہ اور سنتِ رسول اللہ اور صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے اجماع کی مخالفت کی، بلکہ ائمۂ اربعہ اور غیر ائمۂ اربعہ کے اجماع کی مخالفت کی، کیونکہ ان میں کوئی بھی ایسا نہیں، جس نے ان

بہتّر (72) فرقوں کی تکفیر کی ہو، البتہ ان بہتّر (72) فرقوں میں سے بعض نے، بعض کی کچھ باتوں کی وجہ سے تکفیر کی، جیسا کہ ان کے متعلق دوسری جگہ تفصیل سے کلام کر دیا گیا ہے (مجموع الفتاویٰ، ج۷، ص۲۱۰)

متضاد و متلون طبیعت کا الزام

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''(6)......غفرانی ادارہ کے میرِ مجلس کی زیرِ بحث عبارت کی آخری بات ان کی متضاد و متلون طبیعت کی پوری عکاسی کر رہی ہے، یعنی: ''مذکورہ بالا تحریر (ہمارے پیش کردہ سوالات، سلفی) پر مستند و معتبر حوالہ جات وعبارات کی روشنی میں کلام کرنے اور اس تحریر میں مذکور امور کا علمی وتحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی، اس تحریر کا جواب بھی ایک مستقل رسالہ کی حیثیت اختیار کر گیا، اور اس کو اب ''تکفیرِ شیعہ اور چند شبہات پر کلام'' کے عنوان سے شائع کیا جا رہا ہے، جس کے شروع میں بندہ کا وہ مختصر فتویٰ درج کیا گیا ہے، جس پر ایک مولوی صاحب کی تحریر موصول ہوئی''

جوابِ مغالطہ: ...... الحمدللہ ہماری زیرِ بحث عبارت کی آخری بات ''جمہور مجتہدین وفقہائے محققین **الجامعين بين الاضداد المختلفة**'' کی اتباع میں ''**جامع بين الاضداد المختلفة** '' کی پوری عکاسی کر رہی ہے، اور موصوف کو منعکس ہو کر ''یہ صفت اپنی اضداد کی وجہ سے ''متلون'' نظر آ رہی ہے۔

''وهذا من أعظم الفرية، والتسوية بين الأضداد المختلفة، وهذا هو ذو الوجهين المتلون بلونين''

چنانچہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ نے ''الافاضات الیومیہ'' میں دارالعلوم دیوبند کے پہلے صدر مدرس، حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی رحمہ اللہ کا ہندوؤں، اور شیعوں کے جھگڑے سے متعلق ایک واقعہ بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ:

''ہمارے بزرگ، بحمداللہ جامع بین الاضداد تھے، جو محقق کی شان ہوتی ہے (الافاضات الیومیہ، ج۳، مشمولہ: ملفوظاتِ حکیم الامت ج۴، ص۱۶۵، ملفوظ نمبر۲۰۲، مطبوعہ: ادارہ تالیفاتِ اشرفیہ ملتان، تاریخِ اشاعت شوال ۱۴۲۳ھ)

www.idaraghufran.org

درجنوں صفحات کام میں لانے کا الزام

مغالطہ:......اس کے بعد موصوف نے لکھا:

ایک طرف تو آپ فرماتے ہیں کہ یہ سوالات کوئی ایسی اہمیت کے حامل نہ تھے کہ قابلِ جواب ہوتے، جبکہ دوسری جانب آپ کو اپنے مزعومہ علم وتحقیق کے اُبال نے اس کے جواب میں درجنوں صفحات کام میں لانے پہ مجبور کردیا، تواب ان سوالات کی اہمیت تو خود بخود متعین ہوگئی ہے“

جوابِ مغالطہ:......”ایک طرف“ اور ”دوسری طرف“ پر ہم پہلے ہی اپنے درجنوں صفحات کے شروع میں ان الفاظ میں کلام کرچکے ہیں:

”اس لیے مذکورہ بالا تحریر پر مستند ومعتبر حوالہ جات وعبارات کی روشنی میں کلام کرنے اور اس تحریر میں مذکورامور کا علمی وتحقیقی جائزہ لینے کی ضرورت محسوس ہوئی“۔

اور یہی درجنوں صفحات کام میں لانے کی شکایت موصوف پہلے بھی ایک سے زیادہ مرتبہ کرچکے ہیں، اور ہم پہلی قسط میں اس پر کلام کرچکے ہیں کہ اس کام میں آنے نہ آنے کے راز سے اگر موصوف کے ذہن سے تاحال پوری طرح پردہ نہیں اٹھا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ جلد ہی اٹھ جائے گا۔ لیکن موصوف کی فہم ہی کچھ ایسی ہے۔”كَمَثَلِ الَّذِى يَنۡعِقُ بِمَا لَا يَسۡمَعُ اِلَّا دُعَآءً وَّنِدَآءً“

سفاہت وغباوت کا الزام

مغالطہ:......اس کے بعد موصوف نے لکھا:

”کجا دعویٰ فقاہت اور کجا یہ آپ سفاہت وغباوت!“۔

جوابِ مغالطہ:...... جن لوگوں کے متبوعین بڑے بڑے مجتہدین وفقہاء ہوں، اور وہ ان کے متبع ہوں، انہیں خود سے فقاہت کا دعویٰ کرنے کی کیا ضرورت! البتہ ان کی اتباع کو سفاہت، وغباوت کہنا خود سفاہت وغباوت، بلکہ شقاوت ہے، جو لاعلمی سے ناشی ہے، جس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا سورہ بقرہ میں یہ ارشاد ہے کہ:

”اَلَاۤ اِنَّهُمۡ هُمُ السُّفَهَآءُ وَلٰـكِنۡ لَّا يَعۡلَمُوۡنَ“

اور ایسے ”اصحابِ غباوت“ کی زبان درازی پر امام نووی رحمہ اللہ نے ”صحیح مسلم“ کی شرح کے شروع ”کتاب الایمان“ میں جو عالی شان تنبیہ فرمائی ہے، الحمدللہ تعالیٰ وہ ہمارے سامنے ہے۔

www.idaraghufran.org

ہم ان شاء اللہ تعالیٰ اس زیر بحثِ ''مطلق تکفیر کے مسئلہ'' پر آگے چل کر امام نووی کی تصریحات بھی پیش کریں گے۔

(ملاحظہ ہو: المنهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، ج ۱، ص ۱۵۳، كتاب الايمان، باب بيان الإيمان والإسلام والإحسان ووجوب الإيمان بإثبات قدر الله سبحانه وتعالى)

موصوف کی ایک چاہت کی تکمیل

مغالطہ:......اس کے بعد موصوف نے لکھا:

''اور آپ کے ان جوابات کی ہمیں تو اس لیے خوشی ہوئی کہ ہم چاہتے بھی یہی تھے، اور اسی مقصد کے لیے سوالات ارسال کیے تھے''۔

جوابِ مغالطہ:...... پھر اتنی پریشانی کس چیز کی، جب چاہت پوری ہو چکی، اور مقصد کی تکمیل ہو گئی، تو اب کس چیز کا رونا رویا جارہا ہے۔

موصوف کی دوسری چاہت کی عدمِ تکمیل

مغالطہ:......اس کے بعد موصوف نے لکھا:

''تاہم اتنا ضرور تھا کہ ہم اسے فی الحال ذاتی حدود کی مکاتبت تک مقید رکھنا چاہتے تھے''۔

جوابِ مغالطہ:......اللہ اور بندہ میں یہی فرق تو ہے کہ اللہ جو چاہتا ہے، وہ ہوتا ہے۔

اور بندہ کی ہر چاہت پوری نہیں ہوتی، اللہ جس چاہت کو پورا فرمانا چاہے، وہ پوری ہو جاتی ہے، اور جس کو پورا نہ فرمانا چاہے، وہ پوری نہیں ہوتی۔

اسی وجہ سے بعض عارفین نے فرمایا کہ:

''عرفت الله بفسخ العزائم''

''یعنی میں نے اللہ کو اپنے ارادے فسخ ہونے کی وجہ سے پہچانا''

اور اللہ کی طرف سے ایک صورت میں ''شکر'' اور دوسری صورت میں ''صبر'' کی تعلیم ہے۔

ہوش گم ہونے کا الزام

مغالطہ:......اس کے بعد موصوف نے لکھا:

مگر چونکہ غفرانی ادارہ میں علم و تحقیق کے سیلابی ریلے نے اہلِ ادارہ کے ہوش گم کر دیے ہیں،

www.idaraghufran.org

اس لیے انہوں نے کامل دو سال کی پُراسرار خاموشی کے بعد ''ایک مولوی صاحب'' کی حقیرانہ اصطلاح اوراپنے ''مفتی ہونے کی مفخرانہ اشتہار بازی کے ساتھ اسے عوام میں نشر کر دیا (اوراس کے حاشیہ میں موصوف نے لکھا) ''مولوی'' شرف وتعظیم کا منصب ہے، مگر غفرانی ٹیم کے مخصوص اندازِ تحریر نے اسے جو رنگ دیا ہے، زیرِنظر سطر میں اسے ''حقیرانہ اصطلاح'' لکھا گیا ہے۔

جوابِ مغالطہ:...... ہوش گم ہونے، جس کے معنیٰ ''عقل جاتی رہنے، اورحواس قابو میں نہ رہنے کے آتے ہیں'' ظاہر ہے کہ اس حالت میں وہ کام نہیں ہوا کرتے، جن کی وجہ سے موصوف ہم سے مخاطب وشاکی ہیں۔ البتہ موصوف تاحال دو سال کی پُر اسرار خاموشی اوراپنے آپ کو مولوی صاحب کی اصطلاح سے خطاب کرنے کو حقیر سمجھنے اور دوسرے کے مفتی ہونے کی تشہیر کے غم میں ڈوبے ہوئے ہیں، جس کی وجہ سے وہ آئندہ کے لیے ہماری طرف سے جواب میں تاخیر، اوراس اصطلاح کے ذریعہ مخاطب ہونے کے بھی مستحق نہیں رہے، بلکہ ہمیں موصوف کے طرزِعمل کی بناء پر اب اس عظیم اصطلاح کی ان کی طرف نسبت کرنا، اس اصطلاح کی اہانت محسوس ہوا۔

موصوف کے میدان میں اترنے کا دعویٰ

مغالطہ:...... اس کے بعد موصوف نے لکھا:

تو اب ہمیں بھی میدان میں اتر کر اپنے بزرگوں کے دفاع کرنے کا شرعی واخلاقی جواز مل گیا

جوابِ مغالطہ:...... موصوف کے میدان میں اترنے کو جس نے ناجائز قرار دیا، اس کی شکایت کا حق بھی اسی سے ہونا چاہیے۔

ہم نے تو موصوف کے لئے اس کو ناجائز قرار نہیں دیا، اور موصوف اس کام کو ایک عرصہ سے اپنے طور پر شرعی واخلاقی تناظر سمجھ کر انجام دے بھی رہے ہیں، جس سے معلوم ہوا کہ اگر کسی نے ناجائز قرار دیا بھی ہو، تو بھی اس فتوے کا موصوف پر شرعی واخلاقی اثر نہیں پڑا، ایسی صورت میں کسی دوسرے سے بھی شکایت کی ضرورت باقی نہیں رہی۔

بس اب جلد از جلد اس جائز کام میں تیزی لانے، بلکہ اس مباح وجائز کام کو وجوب کے درجہ میں پہنچانے کی ضرورت ہے، تاکہ اس میدان پر جمہور فقہاء کا کوئی دوسرا متبع قابض نہ ہوجائے۔

موصوف کا تردید اور تکفیر میں التباس

مغالطہ: ......اس کے بعد موصوف نے لکھا:

’’ہم سمجھتے ہیں کہ شیعیت کی تردید کر کے اہلِ سنت کا نظریاتی اثاثہ محفوظ کرنے کی جُہدِ مسلسل کرنے والے یہ اکابرینِ امت کی جیتی جاگتی کرامت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے ان نیک اور باوفا بندوں کے متعلق در پردہ سوءِ ظنی پھیلانے والوں کو چوراہے میں لاکر ان کی اصلیت سے لوگوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں‘‘۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف کی سمجھ قابلِ داد ہے، جس کے حجرہ میں نہ تو تردید، اور تکفیر میں فرق کی گنجائش ہے، نہ ہی، اطلاق، اور عدمِ اطلاق کے فرق کی گنجائش ہے۔

اور نہ ہی علی الاطلاق، عدمِ اطلاق کے قائلین کے ’’اہلِ سنت کے نظریہ میں سمانے کی گنجائش ہے، موصوف کے نظریاتی اثاثہ میں صرف علی الاطلاق تکفیر کا ہی ذخیرہ اور پونجی محفوظ ہے، اور اسی کے لیے وہ جیتی اور جاگتی حالت میں جہدِ مسلسل کی کرامت کے متمنی ہیں، تاکہ اس بابرکت کرامت کی برکت سے وہ چوراہے میں کھڑے ہوکر اللہ تعالیٰ کے اُن نیک اور باوفا بندوں کے متعلق درِ پردہ، سوءِ ظنی پھیلانے کا شوق پورا کرسکیں، جو علی الاطلاق تکفیر کے قائل نہیں۔

اور ہم بحمد اللہ تعالیٰ موصوف کے اس طرزِ عمل کی اصلیت وحقیقت سے لوگوں کو خبردار کرنا چاہتے ہیں۔

موصوف کا اختلاف اور لب کشائی میں التباس

مغالطہ: ......اس کے بعد موصوف نے لکھا:

’’اور اربابِ نظر بخوبی جانتے ہیں کہ ایسے محدود المعلومات اور مفقود الخیالات دوستوں کا ان کے برخلاف لب کشائی کرنا ہی ان کی عظمت کی بین دلیل ہے، کیونکہ آمدہ سطور میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضل خاص سے ہمارے قارئین پڑھیں گے کہ غفرانی ادارہ کے ان علمی مسکینوں کو بنیادی اصطلاحات، زمانے کے احوال، فرقوں کے قدیم وجدید نظریات کا اتار چڑھاؤ اور اسلاف امت کی بصیرت افروز شیعیت کی تردیدی خدمات کا اندازہ تک نہیں ہے، وگرنہ انہیں اس قدر قابلِ افسوس مسامحہ نہ ہوا ہوتا‘‘۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف کی سمجھدانی میں ابھی تک یہ بنیادی بات بھی نہیں کہ آئی کہ کسی

www.idaraghufran.org

اجتہادی واختلافی مسئلہ میں بعض اکابر وفقہاء سے اختلاف اور بعض سے اتفاق کرنا، اکابر کی شان میں کس طرح کی لب کشائی کو مستلزم ہے، اور اوپر سے اس کو موصوف ''بیّن دلیل'' بھی قرار دے بیٹھے، نہ ہی موصوف کی طرف سے اس کا کوئی ثبوت پیش کیا گیا، البتہ موصوف کے الزامات و اتہامات کا باب بڑا طویل ہے، جو کسی مرحلہ پر ختم ہونے کا نام نہیں لیتا۔

موصوف نے خود ہی اکابر کی بحث کو درمیان میں لاکر اس موضوع پر لب کشائی کا باب کھولا۔

اسی لیے آمدہ سطور میں اللہ تعالیٰ کی نصرت اور فضلِ خاص سے ہمارے قارئین ملاحظہ فرمائیں گے کہ جمہور مجتہدین وفقہائے محققین کی طرف سے بیان کردہ، شیعہ وروافض اور زیدیہ ومفضلہ، اور غالیہ وغیر غالیہ، نیز لزومِ کفر والتزامِ کفر، اور کسی قول پر کفر اور قائل پر کفر کے اطلاق واحتیاط کی، بنیادی اصطلاحات میں کیا فرق ہے؟ اور موصوف کو یہ اندازہ تک نہیں کہ مذکورہ امور میں زمانے کے احوال، فرقوں کے قدیم وجدید نظریات کے اتار چڑھاؤ اور اسلافِ امت کی بصیرت افروز شیعیت کی تردیدی خدمات کی بنیاد پر یکسر اور علی الاطلاق تبدیلی پیدا کرنا، اور پھر اس پر تشدد واصرار کرنا، کس قدر قابلِ افسوس مسامحات ونتائج کا باعث ہوسکتا ہے۔

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب کے حوالہ کی حقیقت

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ''فقیہِ ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''فتویٰ دینے والے کے لیے لازم ہے کہ وہ عالم، صاحبِ بصیرت، کثیر المطالعہ، وسیع النظر اور احوالِ زمانہ سے واقف ہو، جس شخص میں یہ اوصاف نہ ہوں، وہ افتاء کا اہل نہیں ہے، اور اس کے فتوے پر بدون تحقیق وتصدیق عمل جائز نہیں ہے'' (کفایت المفتی صفحہ نمبر ۲۳۶، جلد دوم، مطبوعہ ملتان)

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف کی حالت یہ ہے کہ اپنی پسند کی بات جہاں سے، اور جس طرح کی بھی دستیاب ہو، خواہ وہ موضوع سے متعلق ہو، یا نہ ہو، لیکن اس سے موصوف کو دوسرے پر طعن وتشنیع کے نفسانی تقاضہ کی تسکین ہوتی ہو، اس کو لکھ مارتے ہیں۔

اگر موصوف کو مندرجہ بالا تحریر کے مطابق، فقیہِ ہند کا صاحبِ بصیرت، کثیر المطالعہ، وسیع النظر اور احوالِ زمانہ سے واقف ہونا مسلّم ہے، اور مبحوث فیہ اس عدمِ اطلاق کے مسئلہ میں فقیہِ ہند حضرت

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ (المتوفیٰ:1372ھ) کے حوالہ سے اطمینان حاصل ہوتا ہو،تو ہم ان کے سامنے فقیہِ ہند کے چند حوالہ جات پیش کردیتے ہیں۔

’’کفایتُ المفتی‘‘ میں ایک سوال کے جواب میں ہے کہ:

’’رافضیوں کا وہ فرقہ، جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کو (عیاذ باللہ) خدا، یا اور کچھ اسی طرح، جو شرعاً کفر ہو، مانتا ہو،ان کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا درست نہیں‘‘ (کفایت المفتی،ج۱،ص۲۸۷، کتاب العقائد، تیرہواں باب: مختلف فرقے ،فصلِ اول: فرقہ شیعہ، بعنوان:شیعوں کا ذبیحہ،ان سے رشتہ داری اور دیگر تعلقات استوار کرنے کا حکم،مطبوعہ: دارالاشاعت کراچی،سنِ طباعت: جولائی 2001ء)

مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمہ اللہ کے مذکورہ فتوے میں رافضیوں کے اس فرقہ کو کافر قرار دیا گیا ہے،جس کا عقیدہ کفریہ ہو،اس فتوے میں علی الاطلاق تمام روافض کو کافر قرار نہیں دیا گیا۔

’’کفایتُ المفتی‘‘ میں ایک سوال کے جواب میں ہے کہ:

’’شیعوں کے بہت فرقے ہیں،بعض فرقے کافر ہیں،مثلاً جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت،یا حلول کا اعتقاد رکھتے ہیں،یا غلط فی الوحی،یا افکِ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا، یا قرآن مجید میں کمی زیادتی کے قائل ہیں،ایسے شیعوں کے ساتھ رشتہ کرنا،ناجائز ہے۔ اور جو لوگ کہ حدِّ کفر تک نہیں پہنچتے،ان کے ساتھ مناکحت جائز ہے‘‘(ایضاً،ج۱،ص۲۹۰)

مولانا مفتی کفایتُ اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ،شیعوں کے یہاں تقیہ کے مسئلہ سے واقف ہونے کے باوجود شیعوں کے بہت فرقے ہونے اور بعض فرقوں کے کافر ہونے اور بعض کے کافر نہ ہونے کے قائل ہیں،اور نکاح کا رشتہ ان سے منعقد ہونے میں تقسیم واحتیاط کے پہلو پر بھی عمل پیرا ہیں،جس طرح تکفیر میں احتیاط پر عمل پیرا ہیں،جس کا ہم نے شروع میں ذکر کیا۔

اور اسی کو تکفیر میں عدمِ اطلاق کہا جاتا ہے،اگرچہ کسی نے اس مقصود کی تعبیر کسی انداز میں کی ہو،اور کسی نے کسی دوسرے انداز میں کی ہو،اس سے اہلِ علم وفقہ کے نزدیک اصل مقصود میں فرق نہیں پڑتا۔

’’کفایتُ المفتی‘‘ میں ہی ایک سوال کے جواب میں ہے کہ:

’’عرف میں شیعہ اس گروہ کو کہتے ہیں،جن کا مذہب اہلِ سنت والجماعت کے مذہب کے بالمقابل ہے،جو حضرت علی مرتضیٰ کو خلیفہ بلافصل اور تمام صحابہ سے افضل مانتے ہیں۔

www.idaraghufran.org

اس گروہ میں بھی مختلف فرقے ہیں'' (ایضاً کفایت المفتی، ج۱،ص۲۹۳)

مذکورہ فتوے میں بھی شیعہ کے مختلف فرقوں کا ذکر ہے، پھر اس کے بعد کفریہ عقائد ہونے نہ ہونے کی تفصیل ہے، تمام اہلِ تشیّع کے کافر، یا ان سب کے عقائد، کفریہ ہونے کا حکم نہیں۔

''کفایتُ المفتی'' میں ہی ایک سوال کے جواب میں ہے کہ:

''شیعہ اسلامی فرقوں میں سے ایک فرقہ ہے، لیکن اہلِ سنت والجماعت فرقۂ ناجیہ ہے، اور باقی تمام فرقے ناجیہ نہیں ہیں۔

اہلِ سنت والجماعت کے عقیدے کے موافق شیعوں کے کئی فرقے اسلام سے خارج ہیں، یہ فرقے فرقہ شیعہ کی ضمنی شاخیں ہیں'' (ایضاً، ج۱،ص۲۹۴)

مذکورہ فتوے میں پہلے تو ''شیعہ'' کو اسلامی فرقہ قرار دیا گیا، پھر کئی فرقوں کو اسلام سے خارج قرار دیا گیا۔

''کفایتُ المفتی'' میں ہی ایک سوال کے جواب میں ہے کہ:

''اگر ان روافض میں سے کوئی شخص مر جائے، اور لوگ ان میں موجود ہوں، تو وہی اپنی میت کی تجہیز وتکفین کرلیں، لیکن اگر ان میں کوئی موجود نہ ہو، تو دوسرے مسلمانوں کو لازم ہے کہ ان کی میت کی تجہیز وتکفین کریں۔ پھر اگر وہ رافضی ایسے عقیدے کا تھا کہ اس پر حکمِ کفر جاری نہیں ہوتا تھا، تو اس کی تجہیز وتکفین مثل مسلمین کے کریں، اور نمازِ جنازہ بھی پڑھ کر دفن کریں۔ لیکن اگر اس پر حکمِ کفر جاری ہوسکتا تھا، تو اس کی تجہیز وتکفین میں رعایتِ سنت نہ کریں، اور نہ نمازِ جنازہ پڑھیں، ویسے ہی دفن کردیں'' (ایضاً، ج۱،ص۲۹۹)

مذکورہ فتوے میں بھی شیعہ کے مسلمان ہونے، نہ ہونے کی صورت میں الگ الگ حکم بیان کیا گیا ہے، اور علی الاطلاق تکفیر کا حکم نہیں لگایا گیا۔

یہ حوالہ جات قریبی دو صدیوں کے زمانہ سے تعلق رکھنے والے صاحبِ بصیرت، کثیر المطالعہ، وسیع النظر اور احوالِ زمانہ سے واقف صاحبِ افتاء کے ہیں۔

جس کے متعلق آگے موصوف نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ:

''دو صدیوں سے شیعیت اپنے پردہ تقیہ کو ایسے ہی پھاڑ کر باہر آ گئی ہے، جیسے بچھو کے بچے، ماں کا پیٹ چاک کر کے امنڈ آتے ہیں''

www.idaraghufran.org

اور اگر موصوف کو اس تکفیر کے مسئلہ میں فقیہِ ہند کی ذات میں بھی ان کے حوالہ سے خود ہی نقل کردہ مذکورہ بالا اوصاف مسلم نہ ہوں، جس کی وجہ سے وہ فقیہِ ہند کو افتاء کا اہل نہ سمجھتے ہوں، اور ان کے فتوے پر بدون تحقیق وتصدیق عمل جائز نہ ہونے کے قائل ہوں، تو پھر اب موصوف کو ''آدھے تیتر اور آدھے بٹیر'' کی روایت کو ترک کردینا چاہیے، اور بار بار ایک شاخ سے دوسری شاخ پر چھال مارنے کا تماشا بند کرکے اپنی ہٹ دھرمی کا سلسلہ موقوف فرمادینا چاہیے۔

علم وتحقیق کی زنبیل میں تمسخراور تعلّی وتکبر کا الزام

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''غفرانی ادارہ کے کارپردازان کی زنبیل علم وتحقیق میں دوسروں سے تمسخراور تعلّی وتکبر تو ہے ہی، جبکہ بصیرت کا حال یہ ہے کہ انہیں اس قدر احساس بھی نہیں ہوا کہ بھلے امت کے کسی طبقہ نے اپنے اپنے دور میں مطلقاً شیعیت کی تکفیر کا فتویٰ نہیں دیا، تو آخر اس کی وجہ کیا تھی؟ اور ان کے مقابلہ میں سوادِ اعظم نے اگر تکفیر کے جواز کا فتویٰ دیا، تو ان کا علمی قد کاٹھ کیا ہے؟ اور تردیدِ رفض پر ان کے شاہکار جواہر پاروں میں سطر بہ سطر جو رافضیت کی بیخ کنی کی گئی ہے، اس سے کیا کچھ عیاں ہوتا ہے، جنہوں نے فتویٰ تکفیر نہیں دیا، ان کے پیشِ نظر زمینی حقائق میں سے کیا کچھ مانع رہا؟ اور جنہوں نے دیا، انہوں نے رافضیت کو کتنے قریب سے اور کتنا آگے جا کر دیکھا، ان کی کتابوں کی چھان بین کی، عقائد کو ترازوئے انصاف پہ تولا، ان کے مذہب کے بڑے بڑے ذمہ دار علماء سے مباحثے کیے، اور نامی گرامی جغادریوں کو زیر کیا، تقابل میں کتابیں تصنیف کیں، اس کے بعد انہوں نے اپنی رائے پیش کی، ان ساری حقیقتوں سے بے پرواہ ہوکر جو لوگ محض ادھوری اور نامعتبر اخبار کی بنیاد پر تُک بندیاں کررہے ہیں، وہ کس درجہ کے اربابِ بصیرت ہوں گے؟ اس کی قلعی تو فقط ان کی زیرِ بحث عبارت ہی سے کھل چکی ہے''۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف نے ابھی ادارہ غفران کے اصحاب کی زنبیل دیکھی ہی کہاں ہے، جس میں بحمد اللہ تعالیٰ قرآن وسنت کی نصوص، ائمہ مجتہدین، فقہائے محققین، جلیل القدر محدثین، قابلِ قدر مفسرین، سلفِ صالحین، صوفیائے کاملین، اور وسیع تر اکابرین کے اجتہادات وتحقیقات، وسعتِ ظرفی، اور معتدل توازن کے ساتھ موجود ہیں۔ اگر موصوف کو ان کا نظارہ کرنے

کی توفیق حاصل ہوجاتی،تو انہیں علم وتحقیق کی حقیقت بھی سمجھ آجاتی،اور تمسخر وتعلّی اور تکبر وعجب کی تعریف وتحقیق بھی ہوجاتی،اوراتنی بصیرت بھی حاصل ہوجاتی،جس سے ان کو یہ تشخیص کرنا آسان ہوجاتا کہ ان بداخلاقیوں کا حامل کون ہے،اورکون نہیں؟اوراپنے جرم کودوسروں کے سرتھوپنے کا وبال کتنا سنگین ہے۔خیر اگر اب سمجھ نہیں آیا،تو ان شاءاللہ جلد سمجھ آجائے گا۔

ادارہ غفران کے علم وتحقیق کے تناظر میں الحمدللہ اس قدر احساس موجود ہے کہ امت کے کس طبقہ نے اپنے اپنے دور میں مطلقاً شیعیت کی تکفیر کا فتویٰ نہیں دیا،اورآخر اس کی وجہ کیا تھی؟

اوران کے مقابلہ میں جن کوسوادِ اعظم سمجھا جارہا ہے،اس کی وجہ کیا ہے؟اورجن اصحابِ علم نے مطلقاً شیعیت کی تکفیر کا فتویٰ دیا،ان کا گذشتہ عدمِ اطلاق کے مطابق فتویٰ دینے والوں کے مقابلہ میں علمی قد کاٹھ کیا ہے؟اگر موصوف اس کی صاف صاف توضیح وتشریح چاہتے ہوں،تو ہم ادب واحترام کے ساتھ مکمل ومصرح کلام کریں گے،اوراس کا سبب موصوف ہی شمار ہوں گے۔

علامہ خطابی کے حوالہ کی حقیقت

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

’’صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق دوعدد حساس آوازیں سننے کے بعد آگے بڑھیے۔

علامہ ابوسلیمان الخطابی (متوفیٰ:۳۸۸ہجری) جن کا سلسلہ نسب خلیفۃ المسلمین سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے بھائی حضرت زید رضی اللہ عنہ سے جاکر ملتا ہے،اوراسی نسبت سے انہیں ’’الخطابی‘‘ کہا جاتا ہے،کابل اور ہرات کے مابین قدیم بستی ’’بست‘‘ آپ کی جائے ولادت ہے،اپنے زمانہ کے کبار اہلِ علم میں سے تھے،خراسان،ماوراءالنہر،عراق اورمصر وحجاز تک پیدل سفر کرکے حصولِ علم کے لیے دردر کی خاک چھانی،مکۃ المکرّمۃ میں امام علامہ ابو سعید ابن الاعرابی رحمہ اللہ،ان کا استاذ ہونے پر فخر کیا کرتے تھے،علامہ سبکی رحمہ اللہ نے اپنی مشہورِ زمانہ کتاب ’’طبقات الشافعیۃ‘‘ میں انہیں امامُ الحدیث کے لقب سے ملقب فرمایا ہے۔

درجنوں کتابوں کے مصنف،حددرجہ کے کامل متقی وزاہد اور بڑے ہی دانا وزیرک فقیہہ تھے، ان کا ارشاد ہے،اہلِ تشیع پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”ھؤلاء قوم لا خلاق لھم فی الدین وانما راس مالھم البھت والتکذیب

www.idaraghufran.org

والوقیعة فی السلف" (معالم السنن ، صفحه نمبر : ٦ ، صفحه نمبر : ٢ ، مطبوعه بیروت)

ترجمہ:''ان (رافضیوں کا) دینِ اسلام میں کوئی حصہ نہیں ہے، کیونکہ ان کا رأس المال صرف اورصرف بہتان بازیاں کرنا، جھوٹوں کے طومار باندھنا اور اسلامِ امت یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں تنقیص کرنا ہے''۔

علامہ خطابی رحمہ اللہ نے یہاں ''رأس المال'' کا جملہ استعمال فرما کر رفض وبدعت کے مکروہ عقائد سے امت کوخبردار کرنے کے لیے گویا الہامی جملہ ارشادفرمایا ہے، کیونکہ رأس المال کا اطلاق کسی بھی قوم یا شخص کے اس مال پر کیا جاتا ہے، جو ذرائع آمدی کی بڑھوتری یا کاروبار کی ابتداء کرنے والی رقم یا پھر جمع شدہ دولت کے اضافی اثاثوں پر مبنی ہو۔

امام خطابی رحمہ اللہ کا ارشاد ہے کہ اس فرقہ رافضیہ کی نظریاتی جمع پونجی، ان کا کل رأس المال اور کل کا کل اعتقادی خزانہ صرف اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر طعنہ زنی کرنا ہے''۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف جملہ شیعوں کی علی الاطلاق تکفیر کے موقف کی اعلیٰ نسبتوں کا دعویٰ اور چرچا تو بڑی شدومد کے ساتھ کرتے ہیں، جس میں امام ابوحنیفہ، وغیرہ کا بھی ذکر کرتے ہیں، لیکن جب ثبوت کا نمبر آتا ہے، تو اس نسبت کے مصنوعی وجعلی ہونے کا پردہ چاک ہوجاتا ہے۔

موصوف نے حوالہ جات کا آغاز علامہ خطابی کے حوالہ سے کیا ہے، اور ان کی عظیم نسبتوں کا بھی ساتھ ساتھ ذکر کیا ہے، جو کہ مسلکاً شافعی تھے۔

اور پھر ان کی عبارت سے راس المال برآمد کرنے کا عالی شان اجتہاد فرمایا ہے۔

موصوف نے علامہ خطابی کی عبارت نقل کرنے سے پہلے ان کے متعلق یہ فرمایا کہ ''اہلِ تشیع پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں'' حالانکہ علامہ خطابی نے اس موقع پر نہ تو ''اہلِ تشیع'' کا لفظ استعمال فرمایا، اور نہ ہی جملہ اہلِ تشیع کی علی الاطلاق تکفیر بیان فرمائی۔ [1]

---

[1] علامہ خطابی کی مکمل عبارت مندرجہ ذیل ہے:

وقد زعم قوم من الروافض أن عمر رضی الله عنه إنما أراد بهذا القول تقلید أبی بکر رضی الله عنه وأنه کان یعتقد له العصمة والبراء ة من الخطأ.

ولیس ذلک کما زعموه وإنما وجهه ما أوضحته لک وبینته.

﴿بقیہ حاشیہ اگلے صفحے پر ملاحظہ فرمائیں﴾

www.idaraghufran.org

علامہ خطابی نے پہلے ''وقد زعم قوم من الروافض '' کے الفاظ ذکر کیے ہیں، جس کے تحت حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے، ابوبکر رضی اللہ عنہ کے متعلق عصمت کا عقیدہ رکھنے کا ذکر ہے۔

پھر ''وزعم زاعمون منھم '' کے الفاظ ذکر کیے ہیں، جس کے تحت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مسلمانوں کا کفار نام رکھنے وغیرہ کا ذکر ہے۔

پھر ''وزعم بعض ھؤلاء '' کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں، جس کے تحت ایک اور فاسد زعم کا ذکر ہے۔

اور پھر آخر میں اس عبارت کا ذکر ہے، جس کو موصوف نے نقل کیا ہے، جس میں ''وھولاء قوم لا خلاق لھم فی الدین '' کے الفاظ ہیں۔ اور ظاہر ہے کہ اس طرح کی عبارت سے جملہ اہلِ تشیع پر علی الاطلاق کفر کی دلالت نہیں ہوتی۔ اور جن اہلِ تشیع پر دلالت ہوتی ہے، اُن پر بھی لزومِ کفر کی حد تک ہوتی ہے۔ اور یہ بات پہلے گزر چکی ہے کہ تردید ودلائل کے مواقع پر اس طرح کے کلام سے تکفیر کا حکم ثابت نہیں ہوتا۔ اس عبارت سے علامہ خطابی کا مقصود مذکورہ مزعومات کے حامل روافض کی تردید وتہدید ہے، نہ کہ تکفیر۔ اگر تکفیر ہی مقصود ہوتی، تو اس کے لیے تکفیر کے الفاظ ترک کر کے، دوسرے الفاظ استعمال کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

یہی وجہ ہے کہ احادیث میں بعض مبتدعہ ''مرجئہ، قدریہ'' وغیرہ فرقوں کے بارے میں یہ الفاظ وکلمات وارد ہوے ہیں '' لیس لھم فی الاسلام نصیب '' یعنی ''ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں''، لیکن اس کے باوجود محققین نے ان کی تکفیر نہیں کی، اور اس طرح کے الفاظ کو ان کا اسلام میں

﴿ گزشتہ صفحے کا بقیہ حاشیہ ﴾

وزعم زاعمون منهم أن أبا بكر رضى الله عنه أول من سمى المسلمين كفارا وأن القوم كانوا متأولين فى منع الصدقة وكانوا يزعمون أن الخطاب فى قوله تعالى (خذ من أموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بها وصل عليهم إن صلاتك سكن لهم) (التوبة) خطاب خاص فى مواجهة النبى صلى الله عليه وسلم دون غيره وأنه مقيد بشرائط لا توجد فيمن سواه وذلك أنه ليس لأحد من التطهير والتزكية والصلاة على المتصدق ما للنبى صلى الله عليه وسلم ومثل هذه الشبهة إذا وجد كان مما يعذر فيه أمثالهم ويرفع به السيف عنهم فكان ما جرى من أبى بكر عليهم عسفا وسوء سيرة۔

وزعم بعض هؤلاء أن القوم كانوا قد اتهموه ولم يأمنوه على أموالهم إلى ما يشبه هذا الكلام الذى لا حاصل له ولا طائل فيه۔

قلت :وهؤلاء قوم لا خلاق لهم فى الدين وإنما رأس مالهم البهت والتكذب والوقيعة فى السلف(معالم السنن، وهو شرح سنن أبى داود، ج۲،ص ٦، كتاب الزكاة)

www.idaraghufran.org

برا،اور قلیل حصہ ہونے ،اور تمثیل ،تغلیظ وتشدیدوغیرہ پر محمول کیا ہے۔

جیسا کہ علامہ ابوالحسن سندھی نے سنن ابنِ ماجہ کے حاشیہ میں اہلِ ہویٰ فرقوں کے بارے میں اس طرح کے الفاظ وکلمات کا یہی مطلب بیان کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:حاشية السندی علی سنن ابن ماجه، ج ۱ ،ص ۳۱،باب فی الإيمان)

اورشہاب الدین توربشتی،حنفی (المتوفیٰ:661ھ)نے''شرح مصابيح السنة ''میں اس طرح کی حدیث کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ:

''اس طرح کے الفاظ سے بعض لوگوں نے ان فرقوں کے کافر ہونے پر استدلال کیا ہے،لیکن ہمیں اہلِ اہواء متاولین فرقوں کی تکفیر میں مسارعت نہیں کرنی چاہیے،یہی علمائے امت کے محققین کا قول ہے،جوغور وفکر اور احتیاط کی بنیاد پر وجود میں آیا ہے،اور یہ ان کے ظاہر کے اعتبار سے فتویٰ ہے،باقی باطن کے معاملہ کو آخرت میں اللہ کے سپرد کرنا چاہیے،اور ہم ان الفاظ کو کہ''ان کا اسلام میں کوئی حصہ نہیں''ان کے اسلام میں برا،اور قلیل حصہ ہونے پر محمول کرتے ہیں،اور اس کی مثال ایسی ہے،جیسا کہ آپ مالدار بخیل آدمی کو کہیں کہ اس کو مال میں سے کوئی حصہ حاصل نہیں ہوا،جبکہ اس کے پاس مال موجود ہوتا ہے،اور وہ اپنے مال میں سے کھانے پینے،اور پہننے کا حصہ حاصل کرتا ہے،اور بعض اوقات اس طرح کا کلمہ تمثیل کے طور پر بولا جاتا ہے،جس سے حقیقت مراد نہیں ہوا کرتی''۔

(الميسر فی شرح مصابيح السنة، ج ۱ ،ص ٦٧ ،كتاب الايمان،باب الكبائر وعلامات النفاق ،فصلفی الوسوسة)

امام طیبی نے بھی مشکاۃ کی شرح میں اسی طرح کی تفصیل بیان فرمائی ہے،اورانہوں نے اس طرح کے الفاظ وکلمات کو تغلیظ وتشدید پر محمول کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:شرح الطيبی علی مشكاة المصابيح، ج ۲ ،ص ۵۷۰ ،كتاب الايمان،باب الكبائر وعلامات النفاق ،فصلفی الوسوسة)

اوراگر پھر بھی موصوف کی طرف سے تکفیر مراد ہونے پر اصرار کیا جائے،تو ممکن ہے کہ تکفیر کا قول اہلُ السنۃ والجماعۃ کے علاوہ،دیگر اہلِ ھواء واہلُ البدعۃ فرقوں کے دینِ اسلام سے خارج ہونے کے

www.idaraghufran.org

قول پر مبنی ہو، جو کہ بعض محدثین کا قول ہے۔علامہ خطابی نے اہلِ اہواء، روافض وخوارج کی تکفیر کے اس قول کو مذکورہ تالیف میں ہی نقل کیا ہے۔چنانچہ فرمایا کہ:

’’نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ’’میری امت تہتر فرقوں میں منقسم ہوجائے گی‘‘ اس میں اس بات پر دلالت پائی جاتی ہے کہ یہ تمام فرقے دین سے خارج ہیں، کیونکہ ان سب کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت میں قرار دیا ہے۔

لیکن اس میں یہ بات محلِ نظر ہے کہ متأول، ملت سے خارج نہیں ہوتا، اگرچہ اس نے تاویل میں خطاء کی ہو‘‘

(معالم السنن، شرح سنن أبی داود، ج۴،ص ۲۹۵،کتاب شرح السنۃ)

اورعلامہ خطابی نے صحیح بخاری کی شرح میں فرمایا:

’’اور بس یہ اختلاف صانع کے اثبات اوراس کی وحدانیت میں ہے، جوکہ کفر ہے،اور اس کی صفات اور مشیت میں اختلاف بدعت ہے،اوراسی طرح سے خوارج اورروافض کا بعض صحابۂ کرام کے اسلام میں اختلاف جیسا مسئلہ بھی ہے‘‘

(أعلام الحدیث ،شرح صحیح البخاری، ج ا ،ص ۲۲۱،کتاب الاستیذان،باب کتابۃ العلم)

اور یہ بات معلوم ہے کہ جمہور نے خوارج کی تکفیر نہیں کی۔

علاوہ ازیں علامہ خطابی چونکہ شافعی ہیں،اورانہوں نے مذکورہ عبارت میں تمام اہلِ تشیع، یا ان کے کسی خاص فرقہ کے نام کی تصریح کے ساتھ تکفیرِ التزامی کا حکم بیان نہیں کیا،اس لئے ہم اس موقع پر موصوف کے سامنے شیعوں،وروافضیوں کے فرقِ مختلفہ،اور’’امامیہ‘‘ کے نام کی تعیین،اور’’کافر ومسلم‘‘ کی تصریح وتقیید کے ساتھ ایک جلیلُ القدر شافعی ’’شمس الدین، محمد بن احمد بن علی اسیوطی قاہری (المتوفیٰ:880ھ)‘‘ کا حوالہ پیش کرنے پر اکتفاء کرتے ہیں،جس سے اہلِ تشیع وروافض کے ایمان، یا کفر کا اصل راس المال ہونا اپنی جنس ونوع کے ساتھ پوری طرح واضح ہوجائے گا،اور موصوف کی طرح راس المال کی ’’تعیین وتشریح اوراجتہاد‘‘ کرنے کی ضرورت بھی لاحق نہ ہوگی۔

شمس الدین،محمد بن احمد بن علی سیوطی شافعی اپنی تالیف ’’جواھر العقود ومعین القضاۃ ‘‘ میں

www.idaraghufran.org

شیعہ وروافض'' کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''رافضہ کے اہلُ البدعۃ ،اورانواعِ شیعہ کی بہت زیادہ جماعتیں ہیں،جن کو حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کی محبت جمع کرتی ہے،اوراس محبت کے علاوہ دوسری چیزوں میں ان کے فرقے مختلف ہیں۔پس ان کے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی محبت پر جمع ہونے کے باوجود، یہ لوگ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق اعتقاد میں مختلف ہیں''

(جواهر العقود ومعين القضاة والموقعين والشهود، ج۲،ص ۲۷۱،كتاب الا يمان،فصل وإذا كان له مال غائب)

پھراس کے بعد شمس الدین،محمد بن احمد بن علی سیوطی شافعی نے امامیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

وأما الإمامية فهم القائلون إن الأئمة اثنا عشر إماما أولهم علي وآخرهم المنتظر في آخر الزمان،وهم الذين خالفتهم الإسماعيليةفقالوا بإمامة إسماعيل بن جعفر،وقال هؤلاء بإمامة موسى الكاظم بن جعفر.

وهم مسلمون إلا أنهم أهل بدع كبيرةوهم سبابون (جواهر العقود ومعين القضاة والموقعين والشهود، ج۲،ص۲۷۵،كتاب الا يمان،فصل وإذا كان له مال غائب)

ترجمہ:اور جہاں تک ''امامیہ'' کا تعلق ہے،تو وہ بارہ اماموں کی امامت کے قائل ہیں،جن کے اول امام حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں،اور آخری امام آخرِ زمان میں ''منتظر'' ہیں۔اور یہ امامیہ،اسماعیلیہ سے اسماعیل بن جعفر کی امامت میں اختلاف کرتے ہیں،اور یہ امامیہ موسیٰ کاظم بن جعفر کی امامت کے قائل ہیں۔

اور یہ ''امامیہ'' مسلمان'' ہیں،لیکن کبیرہ بدعت والے ہیں،جو کہ سب وشتم کرتے ہیں(**وسباب المسلم فسوق**)(جواہرالعقود)

اور جب امامیہ،دراصل سبابیہ ہیں،تو دوسرے فرقوں کے مقابلہ میں ان کا امتیازی اصل رأس المال سب وشتم وغیرہ ہی ہوا۔

پھراس کے بعد زیدیہ کا تذکرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''اور جہاں تک ''زیدیہ'' کا معاملہ ہے،تو وہ دوسری قوموں کے مقابلہ میں اہلِ سنت کے زیادہ قریب ہیں'' (ایضاً،ص۲۷۶)

www.idaraghufran.org

شمس الدین ابوالخیر محمد بن عبدالرحمٰن سخاوی (المتوفیٰ:902ہجری) نے صاحبِ ''جــواهــرُ العـقـود ''(المتوفیٰ:880ہجری) کا تذکرہ کرتے ہوئے،ان کے علم وفقہ میں مقامِ عالی کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ،ان سے اپنی ملاقات کا ذکر کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:الضوء اللامع لأهل القرن التاسع، لشمس الدين السخاوى، ج٧، ص ١٣)

امام نووی،علامہ ابنِ حجر عسقلانی اور بعض دیگر شافعی حضرات کے حوالہ سے مزید عبارات،ان شاء اللہ تعالیٰ آگے ذکر کی جائیں گی۔

اور اگر پھر بھی موصوف کو یہ بات مسلم نہ ہو،تو علامہ خطابی کی کتب میں جن روافض راویوں کی سندوں سے احادیث موجود ہیں،ان کا بھی غیر معتبر ہونا،اوران راویوں کا غیر مسلم ہونا لازم آتا ہے۔کیونکہ علامہ خطابی نے اگر اپنے دور کے تمام روافض کی علی الاطلاق تکفیر کی ہو،تو اس اطلاق کی وجہ سے اس دور کے شیعہ وروافض راویوں پر بھی یہی حکم عائد کرنا،لازم آئے گا۔

ابنِ شاہین کے حوالہ کی حقیقت

مغالطه:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''اسی طرح علامہ خطابی رحمہ اللہ کے ایک اور معاصر فقیہ علامہ ابن شاہین (متوفی ٣٨٥ھ) کا فرمان ہے۔

وأن أصــحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كلهم اخيار ابرار و أني أدين الـلّـه بـمـحبتهـم كـلهم وابرء ممن سبهم أو لعنهم، أو ضلّلهم أو خوّنهم أو كفّرهم (الاعتقاد لابن شاهين، صفحه ٣٢٠، مطبوعة، بيروت)

ترجمہ:''نبی علیہ السلام کے کل کے کل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بہترین اور نیکیوں کے پیکر تھے، اور میں ان سے محبت کو اپنا دین سمجھتا ہوں،اور ہر اس شخص سے اظہارِ برائت کرتا ہوں، جو اس مقدس جماعت کو گالیاں دے، یا لعن طعن کرے، یا ان کی تضلیل کرے، یا ان کو خائن کہے، یا ان کی تکفیر کرے''۔

جوابِ مغالطه:...... مذکورہ حوالہ پر بھی موصوف شاباش کے مستحق ہیں،اس عبارت میں کہیں بھی شیعہ وروافض کی علی الاطلاق تکفیر کا ذکر نہیں، بلکہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جملہ

www.idaraghufran.org

اصحاب کو اخیار وابرار، اوران کی محبت کو اپنا دین قرار دیا ہے، اوراسی کے ساتھ ان پر سب ولعنت کرنے، یاان کی تضلیل، یاتخوین، یاتکفیر کرنے والے سے برائت کا اظہار کیا ہے۔

اوراس میں شک نہیں کہ خواہ مطلق تکفیر کے قائل اکابر ہوں، یا غیر مطلق تکفیر کے قائل اکابر ہوں، ان سب کا یہی موقف ہے۔اوراس طرح کی عبارات سے مطلق تکفیر پر دلالت کی فہم فاسد ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جوحضرات ''عدمِ اطلاق'' کے قائل ہیں، وہ بھی صحابۂ کرام کی ان جیسی صفات پر متفق ہیں۔

چنانچہ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ ''جوعدمِ طلاق'' کے قائل ہیں، اور ہمارے زیرِ بحث فتوے کا اصل مدار بھی ان کے فتوے پر ہے، انہوں نے صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق اس سے بھی عظیم احکام بیان فرمائے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنی تالیف ''مقامِ صحابہ'' میں فرماتے ہیں:

''امت کے گمراہ فرقوں میں ایک فرقہ، جوعہدِ صحابہ ہی میں پیدا ہوگیا تھا، صحابۂ کرام کی شان میں گستاخی سے پیش آتا ہے، اوراسی بناء پر عام امتِ محمد یہ اس سے منقطع ہے، مگر امت کے عام فرقے، خصوصاً جمہورامت، جن کو اہل السنہ والجماعہ کے لقب سے ذکر کیا جاتا ہے، وہ سب کے سب صحابۂ کرام کے خاص مقام، اورادب واحترام پر متفق اوران کی عظیم شخصیتوں کو اپنی تنقیدات کا نشانہ بنانے سے گریز کرتے رہے، اوراس کو بڑی بے ادبی سمجھتے رہے (مقامِ صحابہ، ص۷، ناشر: مکتبہ معارف القرآن کراچی، تاریخِ طبع: ۲۰۰۹ء)

اس طرح کی بے شمار تصریحات مذکورہ تالیف میں موجود ہیں۔

اورابنِ شاہین کی کتب میں بھی متعدد شیعہ ورافضی راوی موجود ہیں، علی الاطلاق تکفیر کی صورت میں ان راویوں کا کافر ہونا بھی لازم آتا ہے۔چنانچہ جابر جعفی کے بارے میں محدثین نے فرمایا کہ یہ شخص غالی شیعہ اوررافضی تھا، اورحضرت علی رضی اللہ عنہ کی رجعت کا قائل تھا، صحابہ پر سب وشتم بھی کیا کرتا تھا، بعض محدثین نے اِن کی تکذیب بھی کی ہے، اوربعض نے ان کو سبائی، یعنی عبداللہ بن سباء کے اصحاب میں سے قرار دیا ہے، اوران پر محدثین کی بکثرت جروحِ مفسرہ موجود ہیں۔

''صحیح مسلم'' کے ''مقدمہ'' میں ہے:

www.idaraghufran.org

''ہم سے ابوغسان محمد بن عمرو رازی نے بیان کیا، وہ کہتے ہیں میں نے جریر سے سنا، انہوں نے فرمایا کہ میں نے جابر بن یزید جعفی سے ملاقات کی، لیکن میں نے ان سے حدیث کونہیں لکھا، وہ ''رجعت'' پرایمان کے قائل تھے''

(صحیح مسلم،مقدمۃ ،باب الکشف عن معایب رواۃ الحدیث ونقلۃ الأخبار)

اورابنِ شاہین نے بھی جابر جعفی کے بارے میں ''رجعت پرایمان رکھنے کاذکر کیا ہے، جس کے بعد ابنِ شاہین نے فرمایا:

''اورزیادہ سے زیادہ اس شخص کے بارے میں یہ کہاجاسکتا ہے کہ اس کی حدیث سے حجت نہیں پکڑی جائے گی، الا یہ کہ اس کے ساتھ ثقات شریک ہوں''

(ذکر من اختلف العلماء ونقاد الحدیث فیہ،ص ۴۴،جابر الجعفی والخلاف فیہ)

''جابر جعفی'' کی سند سے مروی احادیث امام ترمذی، ابنِ ماجہ، ابوداؤ دوغیرہ میں موجود ہیں۔

ابنِ شاہین نے بھی ان کی حدیث کوروایت کیا ہے۔

(ملاحظہ ہو:ناسخ الحدیث ومنسوخہ،رقم الحدیث ٦٧)

مذکورہ راوی کے بارے میں مزید تفصیل ہم نے ''اہلِ تشیع کی تحقیق وتکفیر'' میں بیان کردی ہے۔

رفض کے پچاس فیصد پردہ تقیہ سے باہر آنے کی حقیقت

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''یہ اس زمانے کے اہلِ علم ہیں کہ کہ جب رفض ابھی پچاس فیصد بھی پردہ تقیہ سے باہر نہیں آیا تھا۔اب تو دوصدیوں سے شیعیت اپنے پردہ تقیہ کو ایسے ہی پھاڑ کر باہر آ گئی ہے، جیسے بچھو کے بچے ماں کا پیٹ چاک کر کے امنڈ آتے ہیں، اس زمانہ سے لے کر اب تک کی وہ عبارات جن میں صراحتاً رفض کی تکفیر کی گئی ہے، اور اسبابِ تکفیر درج کیے گئے ہیں، وہ اپنے اپنے مقامات پر حسبِ ضرورت ہم پیش کرتے جائیں گے''۔

جواب مغالطہ:...... موصوف کے مذکورہ دعوے کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ اب دوصدیوں سے شیعیت اپنے پردہ تقیہ کو پھاڑ کر باہر آ گئی ہے، اوراس سے پہلے پچاس فیصد پردہ تقیہ سے باہر نہیں آئی تھی، اس بناء پر گویا کہ شیعیت ورافضیت کی پوری حقیقت دوصدیوں پہلے منکشف ہوئی، لہٰذا موصوف گذشتہ دوصدیوں کے اس عرصہ سے متعلق روافض کی علی الاطلاق تکفیر کی صریح

www.idaraghufran.org

عبارات پیش کریں گے، جن میں شیعیت پوری طرح واضح ہوگئی، اور دو صدیوں سے قبل کی عبارات اگر پچاس فیصد سے کم بھی تکفیر کی پیش کردی جائیں، تب بھی وہ کافی وافی ہوں گی، بقیہ فی صد کی کمی ''ماضی قریب کی دو صدیوں میں منکشف ہونے والے'' تقیہ کو ساتھ شامل کرکے پوری کرلی جائے گی۔ سبحان اللہ! موصوف کا یہ اتنا نرالہ اجتہاد ہے کہ جس پر دو صدیوں سے قبل کے مجتہدین بھی حیرت واستعجاب کئے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

اور قرآن وسنت کی ان سب نصوص میں بھی تاویل کرنے کی ضرورت پیش آئے گی، جن میں ظاہر پر حکم لگانے، اور دل کو پھاڑ کر نہ دیکھنے وغیرہ کا ذکر آیا ہے۔

(ملاحظہ ہو: أحكام القرآن، لابی بكر الجصاص، ج۳، ص ۲۲۴، سورة النساء، رقم الآية ۹۴)

اسی کے ساتھ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں پائے جانے والے ان منافقین کے پڑھے جانے والے جنازوں، اور نکاح وتوارث کے جملہ مسائل کو بھی غیر معتبر قرار دینا پڑے گا، جن کے تقیہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کی آیات نازل فرما کر آگاہ فرمادیا تھا۔ اور اس طرح موصوف اس کام کو انجام دینے اور دلانے کی کوشش کریں گے، جو کام اللہ اور اس کے رسول نے انجام نہیں دیا۔

علامہ ابنِ تیمیہ رحمہ اللہ ''مجموعُ الفتاویٰ'' میں فرماتے ہیں کہ:

''ایمانِ ظاہری، جس پر دنیا کے اندر احکام جاری ہوتے ہیں، وہ اس ایمانِ باطنی کو مستلزم نہیں، جس کا حامل آخرت میں اہلِ سعادت میں سے ہوتا ہے۔

کیونکہ وہ منافقین، جنھوں نے یہ کہا کہ'' **آمنا باللّٰہِ وباليوم الآخر وما هم بمؤمنين** ''وہ ظاہر میں مومن تھے، لوگوں کے ساتھ نماز پڑھتے تھے، اور روزے رکھتے تھے، اور حج کرتے تھے، اور جہاد کرتے تھے، اور مسلمان، ان سے نکاح کرتے تھے، اور ان کو میراث فراہم کرتے تھے، جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں منافقین تھے، اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان منافقین پر، ان کفار کا حکم نہیں لگایا، جو کفار، کفر کو ظاہر کرنے والے تھے، نہ تو ان سے نکاح کرنے کے متعلق، اور نہ ان کی وراثت کے متعلق، اور نہ ہی اس جیسی کسی اور چیز کے متعلق، بلکہ جب عبداللہ بن ابی ابن سلول مرگیا، جو کہ نفاق میں سب لوگوں سے زیادہ مشہور تھا، تو اس کے بیٹے عبداللہ، اس کے

www.idaraghufran.org

وارث ہوئے، جو کہ نیک مومنوں میں سے تھے، اور اسی طریقے سے منافقین میں سے وہ تمام لوگ جو فوت ہوتے تھے، ان کے مومن رشتہ دار، وارث ہوا کرتے تھے، اور جب ان منافقین کا کوئی (مومن) رشتہ دار فوت ہوجاتا تھا، تو وہ منافقین، مسلمانوں کے ساتھ میراث میں شریک ہوا کرتے تھے۔ اور فقہاء کا اس منافق زندیق کے بارے میں اختلاف ہے، جو اپنے ''زندقہ'' کو چھپائے کہ کیا وہ میراث پائے گا، یا اس کی میراث جاری ہوگی؟ اس میں دونوں قول ہیں، اور صحیح یہ ہے کہ وہ میراث بھی پائے گا، اور اس کی میراث بھی جاری ہوگی، اگرچہ اس کا باطن میں منافق ہونا، معلوم ہو، جیسا کہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں معاملہ تھا، کیونکہ میراث کا دارومدار، ظاہری تعلق و رشتہ داری پر ہے، قلبی محبت و تعلق پر نہیں ہے، اگر اس کا دارومدار قلبی محبت و تعلق پر ہوتا، تو اس کی پہچان ممکن نہیں تھی، اور حکمت، جب خفیہ، یا منتشر ہوتی ہے، تو حکم کو اس کے مظنہ پر متعلق کیا جاتا ہے، اور وہ مظنہ مسلمانوں سے تعلق کا اظہار ہے (اور وہ تعلق ظاہر میں مومن ہونے سے حاصل ہوجاتا ہے) پس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ''**لا یرث المسلم الکافر ولا الکافر المسلم** '' اس میں منافقین داخل نہیں ہیں، اگرچہ وہ آخرت میں جہنم کے نچلے طبقے میں ہوں گے، بلکہ (نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کے زمانے میں) منافقین کی میراث بھی جاری ہوتی تھی، اور وہ میراث بھی پاتے تھے، اور اسی طریقے سے حقوق اور حدود میں بھی وہ تمام مسلمانوں کی طرح سمجھے جاتے تھے، حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے متعلق اس بات سے خبردار کردیا تھا کہ وہ بے شک نماز بھی پڑھتے ہیں، اور زکاۃ بھی دیتے ہیں، لیکن اس کے باوجود اُن کے یہ اعمال (اللہ کی بارگاہ میں) قبول نہیں کیے جاتے (مجموع الفتاوی، ج۷، ص۲۱۰)

اس کی مزید تفصیل ان شاء اللہ تعالیٰ آگے ''شیعہ وروافض کی تحقیق وتکفیر'' میں آئے گی۔

دعوے اور دلیل میں عدمِ مطابقت کی حقیقت

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

www.idaraghufran.org

''اور غفرانی ٹیم کے دیئے ہوئے دلائل کو پوری دیانت کے ساتھ درج کرکے اپنے جوابات پیش کرتے جائیں گئے (ان شاء اللہ تعالیٰ) غفرانی ادارہ کے کارپردازان کا المیہ یہ ہے کہ ان کے دعویٰ اور دلیل میں مطابقت نام کی کوئی چیز نہیں ہے، مذکورہ کتاب ''علمی وتحقیقی مسائل'' کا تکفیرِ شیعیت والا باب سامنے رکھ کر دیکھ لیجیے ان کا دعویٰ کچھ ہوتا ہے، اس پر دلیل کچھ اور ہوتی ہے، اور بے ربط و بے محل عبارات پر جو وہ اپنا اوٹ پٹانگ تبصرہ پیش کرتے ہیں، وہ بالکل ہی لطیفہ نما ہوتا ہے''۔

جوابِ مغالطہ:...... ابھی تک تو موصوف صرف دعویٰ کرتے رہے ہیں، اور دلائل کی طرف آئے ہی نہیں، موصوف کے اعتراضات بھی دلائل سے عاری وخالی تھے، جبکہ موصوف ہمارے طبع شدہ جواب پر دو سال کی خاموشی پر چیں بجبیں ہیں۔

ادارہ کے کارکنان کی دلیل اور دعوے کی مطابقت کا جب واضح ثبوت عوامی دنیا میں پیش ہوگا، اور اس شعبہ میں حجت تمام ہوگی، تو ہی ان شاء اللہ، موصوف کے گرد وغبار کی صفائی ہوسکے گی، جس کے بعد، دعوے اور دلیل میں ربط بھی، اور ضبط بھی واضح ہوگا، اور محل و بے محل ہونے کی حقیقت بھی سمجھ آئے گی، اور موصوف کے اونٹ پٹانگ تبصرہ کی رونمائی سے قارئین کو لطف اندوز ہونے کا موقع بھی میسر آئے گا، جیسا کہ اب تک کے کلام سے کافی حد تک یہ کام تمام ہو بھی چکا ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے فتویٰ پر موصوف کا موقف

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد ''مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے فتویٰ پر غفرانی ٹیم کی بحث اور ہمارا موقف'' کا عنوان قائم کرکے لکھا:

''اربابِ بصیرت جانتے ہیں کہ سوال ہمیشہ چھوٹا ہوتا ہے، مگر اس کا جواب طویل ہوتا ہے، اور خصوصاً جب کوئی بات جوابُ الجواب کے طور پر ہو، تو اس کا طول طویل ہونا ظاہر وواضح ہے، اس لیے پیشگی معذرت کے ساتھ گزارش ہے کہ ہماری کسی بحث کی طوالت پر طبیعت میں تکدّر ہو، تو اس تکدّر کی وجوہات بھی غفرانی ادارہ کی زعفرانی چالیں ہیں، کیونکہ انہوں نے لاف و گزاف اور اپنی کور چشمی سے صافی قلوب اور پاکیزہ صدور پر کچھ ایسی گرد اُڑائی ہے کہ اس صاف کرنے میں جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنا ہوگا''۔

www.idaraghufran.org

جوابِ مغالطہ:...... اب معاملہ چونکہ عوامی مجلّات میں آچکا ہے، اس لیے اب ان شاء اللہ تعالیٰ لاف وگزاف اور کورچشمی وغیرہ کی تعیین وتشہیر بھی اسی شعبہ میں ساتھ ہی ہوتی رہے گی، اور واقعتاً صافی قلوب اور پاکیزہ صدور پر اڑائی جانے والی گرد کو صاف کرنے میں جملہ پہلوؤں کا احاطہ کرنا ضروری ہوگا۔لیکن اپنے اس عوے پر موصوف تاحال پورے نہیں اتر سکے، کیونکہ انہوں نے ہمارے مکمل مضمون کا بالتفصیل وبالترتیب احاطہ کر کے کلام نہیں کیا، جس کی انہیں پہلے دعوتِ کاملہ وعاجلہ دی جا چکی ہے، اس کے باوجود الحمدللہ ہم موصوف کے کلام کا احاطہ کرنے کے لیے برضاء ورغبت آمادہ ہیں، اور اربابِ بصیرت، موصوف جیسی بدکلامی سے محفوظ ہونے کی بناء پر موصوف جیسی بصیرت سے بھی محفوظ ہیں، موصوف ان کی بصیرت میں کیا خاک اضافہ کریں گے۔

مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے فتویٰ پر مدار کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ”چنانچہ غفرانی ادارہ کے میرمجلس نے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کا ایک فتویٰ پیش کر کے اس پر اپنے فتوے کا مدار رکھا ہے“۔

جوابِ مغالطہ:...... اگر موصوف ہمارے فتوے کا مدار، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتوے پر ہونے کا اعتراف کرتے ہیں، تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب کی شاباش کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ”اور ہم نے تو اپنے سوالات میں پہلے ہی یہ پیش گوئی کردی تھی کہ مذکورہ ٹیم حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے شاباش لینے کی بے تابی کے پیشِ نظر، تکفیرِ رافضیت کو مشکوک بنانے کی سعی لاحاصل کررہی ہے“۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف کی طرف سے وفاق المدارس العربیہ، پاکستان کے ”سرپرستِ اعلیٰ“ حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم سے شاباش لینے کی بے تابی کی تہمت، وبدظنی کا معقول جواب ہم نے اپنے مطبوعہ مضمون میں تحریر کردیا تھا۔

www.idaraghufran.org

لیکن موصوف کے اگر کان پر جوں تک بھی نہیں رینگتی، تو پھر موصوف کے نزدیک حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کا موقف بھی وہی ہوا، جو موقف ہمارا ہے۔

ایسی صورت میں موصوف کے الزامات واتہامات کی نسبت حضرت مفتی صاحب موصوف دامت برکاتہم پر بھی عائد ہوتی ہے۔اور موصوف جیسے بعض حضرات اس سے قبل، حضرت مفتی صاحب موصوف پراس طرح کے الزامات قائم کر چکے ہیں۔

اس کے بعد ہماری اور مفتی صاحب موصوف کی طرف تکفیرِ رافضیت کو مشکوک بنانے کی سعی لاحاصل کی نسبت کر کے بھی موصوف نے پردہ کی آڑ میں، اپنی غلط بیانی کی عادتِ بد کا ارتکاب کیا''علی الاطلاق تکفیرِ رافضیت'' اور''علی الاطلاق تکفیرِ شیعہ'' کے بجائے''تکفیرِ رافضیت'' کا دعویٰ کیا، اور اوپر سے مشکوک بنانے کا بھی الزام عائد کیا، جیسا کہ پہلے سے یہ مسئلہ قطعی اور حتمی واجماعی ہو، جس کی خلاف ورزی کر کے اس کو مشکوک بنانے کی کوشش کی گئی ہو، اور پھر اوپر سے جمہور کا موقف نقل واختیار کرنے کو''سعی لا حاصل'' سے متہم کیا۔اور اگر مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم کے موقف سے موصوف کو اختلاف ہے، تو ان کا اس سلسلہ میں موقف تو وہی ہے، جو ان کے والد ماجد حضرت مفتیِ اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا ہے، جس کی تفصیل آگے آتی ہے۔اور وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے''سرپرستِ اعلیٰ'' مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب دامت برکاتہم اپنے والد ماجد رحمہ اللہ تعالیٰ کے موقف سے بخوبی واقف ہیں۔

اس ضمن میں حضرت مفتیِ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی طرف ایک خلافِ واقعہ فتوے کی نسبت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> ایک روز والد (یعنی مولانا مفتی محمد شفیع) صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی (سرکاری تحقیقاتی کمیشن نے) بلالیا، اور ان سے بھی یہی سوال کیا کہ مسلمان کسے کہتے ہیں؟ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اس سوال کا جواب دینا اصولی طور پر میرے ذمّے نہیں، کیوں کہ مسلمان ہونا بدیہی چیز ہے، دنیا جانتی ہے کہ کون مسلمان ہے اور کون مسلمان نہیں، اور بدیہی چیزوں کا جواب نہیں دیا جاتا۔

www.idaraghufran.org

مزید فرمایا کہ اگر چہ اصولی طور پر میرے ذمّے آپ کے سوال کا جواب نہیں، لیکن تبرعاً (بطورِ احسان) آپ کے سوال کا جواب دے دیتا ہوں، پھر وہ جواب دیا، جو مستند کتابوں میں موجود ہے کہ:

’’جو شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُن تعلیمات پر ایمان رکھتا ہو، جو ضروریاتِ دین میں سے ہیں، وہ مسلمان ہے، اور جو شخص ان ضروریاتِ دین میں سے کسی کا انکار کرے گا، وہ کافر ہے‘‘۔

ضروریاتِ دین کا مطلب یہ ہے کہ وہ چیز جس کا دین میں سے ہونا قطعی طور پر معلوم ہو، اور شہرتِ عام تک پہنچ چکا ہو، حتیٰ کہ عوام کو بھی معلوم ہو کہ یہ چیز، دینِ اسلام کا حصہ ہے۔ ختمِ نبوت کا عقیدہ ضروریاتِ دین میں سے ہے، لہٰذا اس کا منکر دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔

اس پر انہوں نے سوال کیا کہ آپ نے تو شیعہ کے کافر ہونے کا فتویٰ دے رکھا ہے؟ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہم نے شیعہ کی علی الاطلاق تکفیر کا فتویٰ نہیں دے رکھا، اس پر انہوں نے اپنی فائل سے ایک فتویٰ نکال کر والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دکھایا کہ فلاں سن میں جب آپ دارُ العلوم دیوبند میں مفتی تھے، وہاں ایک جگہ سے شیعوں کے کفر کا فتویٰ آیا تھا، آپ نے اس کی تصدیق کی تھی، یہ ہے وہ فتویٰ۔

والد صاحب نے فرمایا کہ میرا نام تو جعلی طور پر ذکر کیا گیا ہے، اور جن دوسرے علماء کے نام درج ہیں، میری معلومات کی حد تک ان کا یہ مؤقف نہیں۔

وہاں سے واپس آ کر والد صاحب نے فوراً دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد طیب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خط لکھا کہ صحیح صورتِ حال واضح فرمائیں، کچھ روز بعد ان کا خط آیا کہ میں سفر پر تھا، واپسی پر مجھے یہ خط ملا، میں سیدھا دارالافتاء چلا گیا، اور پوری تحقیق کے بعد یہ لکھ رہا ہوں کہ دارالعلوم دیوبند سے اثنا عشری شیعہ کی علی الاطلاق تکفیر کا فتویٰ کبھی جاری نہیں ہوا (تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو، پاکستان کے قیام، دستور سازی اور اسلامی نظام کی ترویج میں ہمارے اکابر کا کردار اور طریقۂ کار، ج۱ص۸۸تا۹۶، بنیادی اصولوں کی کمیٹی، مطبوعہ: مکتبہ

www.idaraghufran.org

دارالعلوم کراچی، تاریخِ طبع: دسمبر 2019ء)

اب اگر موصوف حضرت مفتیِ اعظم مفتی محمد شفیع صاحب اوران کے مذکورہ خلف الرشید سے اختلاف کرتے ہوں، اوراُن کے فتوے پرعمل کو جائز نہ سمجھتے ہوں، تو وہ موصوف کا معاملہ ہے۔ [1]

بہرکیف پوری دیانت داری پر مبنی ہونے کا دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''بہرکیف ہم پوری دیانت کے ساتھ اس پر اپنی رائے دیں گے، اور ہماری رائے اپنے پیش کردہ سوالات کی تفصیل پر بھی مبنی ہوگی''۔

جوابِ مغالطہ: ...... ''بہرکیف'' ہو، یا''بہرحال'' ہو، موصوف کی پوری دیانت کے ساتھ اپنی رائے دینے کا قضیہ تو پہلے ہی صاف ہو چکا ہے کہ وہ جس طرح کی متعصّبانہ ومتشددانہ اورمنفردانہ رائے قائم کررہے ہیں، وہ واقعتاً ان کی''اپنی رائے'' ہے، جس طرح وہ معترضانہ سوالات، بلکہ اعتراضات بھی موصوف کی طرف سے ہیں۔ اورکسی کے موقف وتحریر کو بالترتیب وبالتفصیل ذکر کیے بغیر، اس کے متعلق پیش کردہ رائے کی کیا اہمیت اور حیثیت ہے؟ یہ سب کو معلوم ہے۔

اوہام ووساوس کے ازالہ کا دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''غفرانی ادارہ کے اوہام ووساوس کا ازالہ بھی کرے گی، اوراکابرین امت کے خیالات کی روشنی میں شیعیت کے جائزہ کے طور پر بھی پیش ہوگی، سو ہمارے ساتھ رہیے، تاکہ علم و انصاف کے زینوں کے ذریعے ہم روشنی کی مہیب طاقتوں اورکرنوں تک رسائی حاصل کرنے

---

[1] مذکورہ مضمون تحریر کیا جاچکا تھا، اسی دوران آج مورخہ 22ربیع الآخر1444ھ، بمطابق18نومبر2022ء بروز جمعۃ المبارک کو یہ افسوس ناک خبر ملی کہ وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ''سرپرستِ اعلیٰ'' اور جامعہ دارالعلوم کراچی کے صدر محترم، حضرت مولانا مفتی محمد رفیع عثمانی صاحب، اس دارِفانی سے دارِباقی کی طرف رحلت فرماگئے، اورعالَمِ برزخ میں اپنے اکابر کے ساتھ اعلیٰ منازل میں شریک ہوگئے، جہاں تعصب وتحزب کے بغیر جملہ اکابر باہم مجتمع ہیں''انا للّٰہ وانا الیہ راجعون'' اللہ تعالیٰ موصوف کی کامل مغفرت اوران کے درجات کو بلند فرمائے، اوران کے فیوض وبرکات سے مستفید ہونے کی توفیق عطاء فرمائے، اور معترضین، زبان دراز جیسے متعصبین سے امت کی حفاظت فرمائے۔

امید ہے کہ موصوف نے جو حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ سے شاباش لینے کا الزام عائد کیا تھا، اب اس کی کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہوگی۔ محمد رضوان۔

میں اپنا کردار ادا کرسکیں‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... ہمارے فتوے پر تجزیہ میں مذکور عبارات وحوالہ جات کو اگر موصوف اوہام ووساوس سے تعبیر کرتے ہوں، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ان کے اوہام ووساوس کے ازالہ کے اکثیر نسخے بھی ساتھ ساتھ پیش ہوں گے، اور موصوف کے خیالات کے مقابلہ میں، متبوعینِ امت وفقہائے امت، واکابرینِ امت کی تحقیقات کی روشنی میں شیعیت کا تاریخی وتحقیقی جائزہ بھی نقل کیا جائے گا، جس کو الحمد للہ تعالیٰ ہم جمع کر چکے ہیں، خواہ کوئی ہمارے ساتھ رہے، یا موصوف کے ساتھ رہے، اس سے ہمیں فرق نہیں پڑتا، اور نہ ہی مذکورہ تحقیقات کے مقابلہ میں کسی کے انصاف ونا انصافی کے زینوں پر چڑھنے سے اس کی عمارت کی چھت، ان اسلاف سے اونچی ہوسکتی، اور نہ ہی ان کے مقابلہ میں روشنی کا حصول ممکن ہوسکتا، اور نہ ہی کوئی ان کی طاقت کے مقابلہ میں اپنی طاقتوں سے ان کو ہیبت زدہ کرسکتا، چہ جائیکہ اپنی ماند روشنی کی کرنوں سے ان پر اثر انداز ہوسکے۔

’’مودتِ قلبی‘‘ کا دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

’’اللہ گواہ ہے کہ غفرانی ادارہ والوں کے ساتھ ہمیں قلبی موَدّت ہے، کیونکہ وہ غیر نہیں، ہمارے اپنے ہی ہیں‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... موصوف کے قول وفعل کی مطابقت واقعی، ان کی قلبی مودت، اور اپنے ہونے کی خوب عکاسی کرتی ہے، جس پر موصوف کے اپنے قارئین کو بھی ہنسی آئے گی، یا پھر کم از کم تعجب ضرور ہوگا، جس کے بعد امید ہے کہ وہ موصوف کی طرف ایک مرتبہ اس عکاسی کو حقیقت کے جامہ میں ملبوس دیکھنے کے لئے رجوع ضرور کریں گے۔

جوابُ الجواب کے سلسلہ کے متعلق دعویٰ

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

’’اور ہمارا یہ جوابُ الجواب کا سلسلہ بھی انہیں کے پیدا کردہ جواز کی بناء پر ہے‘‘۔

جوابِ مغالطہ:...... بالکل سچ فرمایا، موصوف بھلا دین کے اس باب میں غلط بیانی کیوں

کرنے لگے، جس سے ان کی عاقبت خراب ہو، وہ تو سب کچھ رضائے الٰہی کی خاطر کررہے ہیں۔

اب تو یہ سلسلہ اتنا واضح ہو چکا کہ کسی کو کچھ بتانے کی بھی ضرورت نہیں رہی۔

تقابلی بحث کی ابتداء، اور اس سے اٹھنے والا دھواں

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

’’اہم تقابلی بحثوں میں جیسے ان کی تحریروں میں شدت واقع ہوئی ہے، اگر ہماری تحریر سے بھی کوئی دھواں اٹھتا دکھائی دے، تو اسے فطری مجبوری پر محمول فرما کر درگزر کیجیے، کیونکہ ترکی بہ ترکی جوابات میں اس اندازِ گفتگو کا پتہ بھی کسی قدر قرآن مجید ہی سے ملتا ہے۔ جب فرعون نے کہا تھا ’’إنی لأظنک یموسیٰ مسحورا ‘‘(اے موسیٰ میرے گمان کے مطابق تو جادوزدہ ہو چکا ہے)اس کے جواب میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے یہ الفاظ وارد ہوئے ہیں:’’ وإنی لأظنک یفرعون مثبورا‘‘(اے فرعون میرے گمان میں تو برباد و غارت ہوا چاہتا ہے)‘‘

جوابِ مغالطہ: ...... ہماری طرف سے شروع میں جو فتویٰ جاری کیا گیا تھا، اس میں کسی کا تقابل نہیں کیا گیا تھا، بلکہ ایک موقف کو محتاط انداز میں ذکر کیا گیا تھا، جس کے بعد موصوف نے اس پر اعتراضات کی بھرمار کر کے تقابلی بحث کا آغاز کیا، اور اس کا سلسلہ اب تک جاری ہے، اس میں جو بھی دھواں ہے، وہ موصوف کی طرف سے تقابلی بحث کا ہی اثر ہے۔

شاید موصوف کے نزدیک یہ بحث فرعون اور موسیٰ کے درمیان ہو، کیونکہ مثل مشہور ہے:

”لکل فرعون موسی، أی لکل جبّار قهّار، فیصرف موسی وفرعون لتنکیرهما بالمعنی المذکور“

اب یہ معلوم نہیں کہ موصوف کے نزدیک کون ’’مسحور‘‘ ہے، اور کون ’’مثبور‘‘ ہے۔

خود سے استفتاء اور افتاء تیار کرنے کا دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

’’غفرانی ٹیم خود ہی استفتاء تیار کرتی ہے، جو میر مجلس کو پیش کر دیے جاتے ہیں، اور پھر خود ہی صدر مفتی کی حیثیت سے اپنی لااُبالی طبیعت میں امنڈتے مضامین کو شائع کر کے انہیں فتویٰ، یا علمی ومسائل کا نام دے دیا جاتا ہے‘‘۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف کا ادارہ غفران کے کارکن، یا عہدہ داران کی حیثیت سے کوئی تعلق ہی نہیں، نہ ہی ہمارے یہاں کے دارالافتاء کے مفتی، یا نائب مفتی وغیرہ کے کسی عہدہ سے تعلق ہے، بلکہ ان کا تعلق تو کسی دوسری جنس کی ٹیم سے ہے، اوران کو دوسرے اہلِ علم بھی اپنی طرح کی کوئی ٹیم دکھائی دیتے ہیں۔ اس لئے موصوف کے کھیل کود کی لا اُبالی طبیعت پر یہ مضمون اُمڈ آیا کہ ادارہ غفران میں شاید کوئی مستفتی قدم نہیں رکھتا، نہ ہی کسی دوسرے طریقہ سے استفتاء کرتا، بلکہ وہاں خود بیٹھے بیٹھے خوامخواہ کا استفتاء تیار کر کے اس پر فتوے صادر، اور شائع کر دئے جاتے اور ان کو علمی مسائل کا نام دے دیا جاتا ہے۔ اور اشاعت کے بعد ان کتب کے قارئین کو بے وقوف بنا دیا جاتا ہے۔ موصوف اپنے اس مزعومہ ومتخیلہ، بلکہ مخترعہ تماشہ پر اپنے جیسے لوگوں کی دنیا میں ہی شاباش حاصل کرنے کے مستحق قرار پا سکتے ہیں۔

موصوف کا مفتیِ اعظم مفتی شفیع صاحب کے فتوے پر کلام

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد ہماری عبارت کے ایک حصہ کو نقل کرتے ہوئے لکھا:

''چنانچہ تکفیرِ شیعہ کے حوالہ سے لکھتے ہیں:

''صورتِ مسئولہ میں ہمارے نزدیک، وہی موقف راجح ہے، جو مندرجہ ذیل عبارت میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ اپنے فتاویٰ میں ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں (حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ) شیعوں میں اس قدر مختلف فرقے ہوئے ہیں اور ہیں کہ ہر ایک کے عقائد وخیالات کا احاطہ دشوار ہے، پھر ہر فرقے کی کتابیں مختلف خیالات و استدلالات سے پُر ہیں، اس لیے ہمارے اکابر نے بنظرِ احتیاط موجودہ شیعوں پر کوئی مستقل حکم کرنے سے اس وقت تک احتراز کیا ہے، جب تک اس کا خاص عقیدہ معلوم نہ ہو جاوے، خواہ تفصیلاً، یا یہ کہ ''میں ان تمام عقائد کا پابند ہوں، جو فلاں فرقے کی فلاں کتاب میں مذکور ہیں''۔ بغیر اس کے ہر شیعہ پر پچھلے شیعوں کی خرافات کو لازم کر دینا، احتیاط کے خلاف ہے۔

شیعوں کی کتابوں میں تحریفِ قرآن کا عقیدہ بے شک مذکور ہے، مگر موجودہ ہر شیعہ پر بر بناءِ مذکور، یہ از خود لازم نہیں کیا جا سکتا، جب تک وہ اس کی تصریح نہ کرے۔

اور اگر وہ انکار کرتا ہے، خواہ تقیہ ہی سے سہی، تو ہمارے لیے چارہ نہیں کہ ہم اس کے قول وفعل

کا اعتبار کریں، تقیہ ونفاق کا تعلق قلب سے ہے، اس کے ہم ذمہ دار نہیں۔

بناءً علیہ ہم تمام شیعوں پر حکم، کفر کا نہیں کر سکتے، ہاں جس کے متعلق تحقیق ہو جاوے کہ وہ تحریفِ قرآن کا قائل ہے، یا اور کسی امر کا ضروریاتِ دین اور قطعیات میں سے منکر ہے، تو اس کو کافر کہنے میں تامل نہیں۔ اب جو فرقہ ضروریاتِ دین کا منکر ہونے کی وجہ سے کافر ہے، وہ فرقِ اسلامیہ سے خارج ہے، اور جو ایسا نہیں، وہ ان بہتّر (72) فرقوں میں داخل ہے، جس کا ذکر حدیث میں ہے۔ واللّٰہ اعلم ۔ بندہ محمد شفیع عفی عنہ۔ دارالعلوم دیوبند۔ ۱۶/۲/۱۳۶۱ھ۔ (فتوی نمبر ۷۰/۳)

(امداد المفتیین، جلد۱، صفحہ نمبر ۵۶۳، کتاب الایمان)

جوابِ مغالطہ:...... ہم الحمدللہ دوبارہ اور سہ بارہ ببانگِ دہل اعلان کرتے ہیں کہ تکفیرِ شیعہ کے حوالہ سے ہمارے نزدیک مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی وترجمان ہونے کی حیثیت سے مندرجہ بالا موقف وفتویٰ ہی بحمد اللہ تعالیٰ ''راجح'' بھی ہے ''جامع'' بھی ہے، اور ''مانع'' بھی ہے، اور جمہور محققین کے اصولِ فتویٰ اور بابِ تکفیر کے ''موافق ومطابق'' بھی ہے۔

مفتیِ اعظم کے فتوے پر ملمع سازی کا الزام

مغالطہ:...... موصوف نے اس کے بعد ''جوابی تبصرہ'' کا عنوان قائم کرکے لکھا:

''حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مفتی اعظم پاکستان کے متذکرہ فتویٰ پر غفرانی ٹیم نے جو اپنے فتوے کی ملمع سازی کی ہے، اس پر تبصرہ ہم اس کے بعد مستقل عنوان کے تحت کریں گے، حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فتویٰ کے حوالہ سے مندرجہ ذیل چند باتیں توجہ طلب ہیں''۔

جوابِ مغالطہ:...... مفتیِ اعظم پاکستان کے متذکرہ فتویٰ پر ہمارے فتویٰ کی ملمع سازی کا الزام، موصوف کی طرف سے سراسر بہتان ہے، اور موصوف تا قیامت اس بہتان کو ثابت نہیں کر سکتے، اور موصوف نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کے فتویٰ کے حوالہ سے جو آگے چند باتیں توجہ طلب قرار دی ہیں، اُن کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں۔

www.idaraghufran.org

واقعہ یہ ہے کہ موصوف، شروع سے پردہ کی آڑ میں چھپ کر اکابر کو طعن و تشنیع کا ہدف بنانا چاہتے ہیں، لیکن اس کی اپنے اندر جرأت و ہمت نہیں پاتے، اس لیے اُن اکابر کا نام تو بڑے ادب واحترام سے ذکر کرتے ہیں، اور طعن و تشنیع کا رخ ان کے موقف کی اتباع کرنے والے ہم جیسے اصاغرین ومعاصرین کی طرف پھیر دیتے ہیں۔

مفتیِ اعظم کے فتوے میں تسامح وغیرہ کی تاویل کا بطلان

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''اولاً: ہر فقیہ اور عالمِ دین کی ہر کتاب کا ہر فتویٰ قابلِ عمل نہیں ہوتا، مثال کے طور پر مفتی اعظم ہند حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ نے فتویٰ دیا تھا کہ اگر کوئی شخص مرزائی عقیدہ اختیار کرلے، مگر اس کے ماں باپ مرزائی نہ ہوں، تو یہ مرتد ہے، اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ درست نہیں، اور اگر والدین یا دونوں میں سے کوئی ایک (والد یا والدہ) مرزائی ہے، تو اب یہ اہلِ کتاب کے حکم میں ہے، اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال ہے (کفایت المفتی، جلد اول، کتاب العقائد، صفحہ نمبر ۳۱۳)

جب کہ برصغیر بھر کے اہلِ علم وافتاء نے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا مذکورہ فتویٰ ان کا تسامح قرار دیا تھا، حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمہ اللہ نے اس کی وضاحت میں مستقل مضمون لکھا تھا، جو ان کی کتاب ''تحفہ قادیانیت'' جلد اول میں بعنوان ''قادیانی ذبیحہ'' شامل ہے، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی قادیانی کا ذبیحہ کسی حال میں بھی حلال نہیں ہے، اور حال ہی میں انڈیا میں حضرت مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کے تردیدِ قادیانیت پر جو کتابچے اور مضامین وفتاویٰ الگ سے کتابی صورت میں شائع ہورہے ہیں، وہاں بھی مذکورہ فتوے کی وضاحت کردی گئی ہے۔

مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ زمانی اور مرتبی دونوں اعتبار سے حضرت مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سے فائق تھے۔

اگر انہیں برصغیر کے ایک نسبتاً جدید فرقے پر فتوی دیتے ہوئے تسامح ہوسکتا ہے، تو شیعیت جیسے پرانے اور تقیہ باز فرقہ پر رائے دیتے ہوئے حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کا حسنِ ظن، یا تسامح علمی تسلیم کرلینا کوئی خلافِ ادب نہیں ہے، خصوصاً جہاں مقابل فتاویٰ اسلافِ امت

کے ہوں نہ کہ ماوشما کے......“

جوابِ مغالطہ:...... موصوف نے اوپر کی عبارت میں ”اولاً“ لکھ کر جو کچھ تحریر کیا ہے، وہ موضوع سے ہٹ کر اِدھر اُدھر کی باتیں ہیں، جن کو طول دینے سے کوئی فائدہ نہیں۔

جہاں تک موصوف کی طرف سے یہ کہنے کا تعلق ہے کہ ”ہر فقیہ اور عالمِ دین کی ہر کتاب کا ہر فتویٰ قابلِ عمل نہیں ہوتا“ اس سے ان کا اشارہ حضرت مفتیِ اعظم پاکستان، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے مبحوث فیہ فتوے کی طرف ہے، جیسا کہ آگے موصوف کے تبصرہ سے ظاہر ہے۔

اب اگر موصوف کا یہ نظریہ ہو کہ حضرت مفتی صاحب موصوف کا یہ فتویٰ قابلِ عمل نہیں۔

اور کسی دوسرے کا یہ نظریہ ہو کہ حضرت مفتی صاحب موصوف کا دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی وترجمان ہونے کی حیثیت سے یہ فتویٰ قابلِ عمل ہے، تو موصوف کو اس سے اتنا سنگین اختلاف کس وجہ سے ہے، جس پر وہ طعن وتشنیع پر اتر آئے؟ اور جہاں تک موصوف کی طرف سے مولانا مفتی محمد کفایت اللہ دہلوی رحمہ اللہ کو زمانی اور مرتبی دونوں اعتبار سے حضرت مفتیِ اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ سے فائق قرار دینے کا تعلق ہے، تو اگرچہ موصوف کو اس طرح اکابر میں فائق قرار دینے، اور ناپ تول کرنے کا اختیار حاصل نہیں، لیکن بہرحال وہ اگر اس درجہ پر فائق ہو کر ناپ تول کا زیادہ ہی شوق رکھتے ہوں، اور اس کے نتیجہ میں مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے عدمِ اطلاق کے فتوے کو مفتی کفایت اللہ صاحب کے مقابلہ میں مرجوح سمجھتے ہوں، تو ہم نے پہلے ہی ان کے پیش کردہ پیمانہ کے مطابق، فقیہِ ہند کی ”کفایت المفتی“ کے حوالہ سے اس سلسلہ میں چند فتاویٰ عدمِ اطلاق سے متعلق پیش کردئے ہیں، جو حضرت مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ کے مطابق ہیں۔

اس کے علاوہ بہت سے اہلِ افتاء کے فتاویٰ بھی اسی کے مطابق ہیں۔

اس کے بعد مندرجہ بالا عبارت میں موصوف کی طرف سے شیعہ وروافض کو برصغیر کا ایک نسبتاً جدید، اور تقیہ باز فرقہ کہنا بھی خلافِ واقعہ ہے، کیونکہ شیعہ میں غالی اور غیر غالی فرقوں کا آغاز اسلام کی ابتدائی صدیوں میں ہو چکا تھا، اور تقیہ کا آغاز بھی اسی وقت سے ہو چکا تھا۔

سابق مجتہدین ومحققین کے ساتھ ساتھ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ

www.idaraghufran.org

بھی بحمد اللہ تعالیٰ اصولِ تکفیر کی گہرائی،اور شیعوں کے قدیم وجدیداور برصغیر کے مختلف فرقوں،اوران کے مسئلہ تقیہ،اور تقیہ کے حکمِ شرعی سب ہی امور سے بخوبی واقف تھے،اور وہ عمر بھر بابِ افتاء سے منسلک رہے،دارالعلوم دیوبند کے مرکزی دارالافتاء سے بھی منسلک رہے،،اور سالہاسال،پاکستان ہجرت کرنے کے زمانہ۱۹۶۲ء تک دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی کے منصب پر قائم رہے،اور تکفیرِ شیعہ سے متعلق وہ فتویٰ بھی اسی زمانہ وعرصہ میں جاری کیا،جس کی وجہ سے موصوف ہم پر سخت برہم ہیں اورانہوں نے تکفیر کے موضوع پر مستقل رسائل ومسائل تحریر فرمائے۔

بلکہ قادیانی فتنہ پر حضرت مفتی صاحب موصوف کو اکابر ومشائخِ دیوبند میں تخصص کا مقام حاصل تھا،جس پر آپ نے محققانہ ومفصلانہ بحث وگفتگو فرمائی ہے۔

جن اکابر وبزرگوں کی طرف علی الاطلاق تکفیر کا قول منسوب کیا جاتا ہے،وہ بھی حضرت مفتی صاحب موصوف کی ان صفات کے معترف ہیں،جس کی وجہ وہی،اخلاص وللٰہیت،اور تزکیہ نفوس ہے،جس کا ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔بلکہ ان میں سے بعض حضراتِ علماء تو حضرت مفتی صاحب کے شاگرد بھی ہیں۔مولانا شمس الحق صاحب افغانی،حضرت مفتی صاحب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں:

’’افتاء،خدمتِ دین کا ایک اہم ترین شعبہ ہے،یہ خدمت آپ نے دارالعلوم دیوبند میں طویل مدت تک اکابرِ دیوبند کی نگرانی میں اس خوبی سے انجام دی،جن کی مقبولیت پر آپ کے مطبوعہ فتاویٰ اور فقہی تصانیف سے تصدیق کی جاسکتی ہے‘‘(البلاغ،مفتی اعظم خصوصی نمبر،۶۰،بعنوان:’’پاکستان کے مفتیِ اعظم‘‘مطبوعہ:دارالعلوم کراچی)

اور حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

’’(علامہ کشمیری)چاہتے تھے کہ آپ کے باصلاحیت تلامذہ قادیانی فتنہ پر اُردو میں لکھیں،اوران کے مافی الضمیر کی ترجمانی کریں،اس کام کے لیے حضرت استاذ نے جن چند حضرات کو خصوصیت سے منتخب کیا تھا،ان میں حضرت مولانا محمد شفیع صاحب کا خاص مقام تھا،ختمِ نبوت کے موضوع پر اردو زبان میں’’ختم النبوۃ‘‘کے تینوں حصے،اور عربی میں’’ھدیۃ المھدیین‘‘اس زمانے میں لکھی گئی تھیں،کہا جاسکتا ہے کہ مفتی

www.idaraghufran.org

صاحب کواس خاص موضوع میں تخصص کا مقام حاصل تھا'' (البلاغ،مفتی اعظم خصوصی نمبر، ۵۳،بعنوان:چندیادیں،مطبوعہ:دارالعلوم کراچی)

حضرت مولانا منظور احمد نعمانی صاحب رحمہ اللہ مزید تحریر فرماتے ہیں:

''مفتی صاحب اپنی خداداد صلاحیتوں کی بناپر تیزی سے ترقی کے درجات طے فرماتے رہے،اور دارالعلوم کے اکابر اساتذہ کی صف میں آ گئے، پھر جلد ہی وہ وقت آ گیا کہ دارالعلوم کے دارالافتاء کی صدارت کے عظیم منصب پر فائز ہو گئے،اس کے بعد ہی سے ''مفتی'' گویاان کے نام کا جز بن گیا،اس سے پہلے ان کوصرف ''مولانا محمد شفیع صاحب دیوبندی'' کہا اور لکھا جاتا تھا'' (البلاغ،مفتی اعظم خصوصی نمبر،۵۶،بعنوان:چندیادیں،مطبوعہ: دارالعلوم کراچی)

اورحضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''ہمارے استادِ محترم مفتی اعظم اور سابق مفتی دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا مفتی محمد شفیع رحمہ اللہ (المتوفی:1396ھ) دورِ حاضر کی ان بلند شخصیتوں میں سے ایک تھے،جن کی ساری زندگی علمِ دین اور فقہِ اسلامی کی نشر واشاعت میں گزری ہے، جنہوں نے تدریس وتالیف اور تقریر وتزکیۂ نفوس کے ذریعہ اُس صحیح دین کوعوام الناس کیا، بلکہ خواص تک پہنچایا، جوامانت کے طور پر حضرات سلفِ صالحین نے آنے والی نسلوں تک پہنچانے کی ان تھک سعی فرمائی،اور بحمداللہ تعالیٰ ان کی نیک سعی بارآور بھی ہوئی (البلاغ، مفتی اعظم خصوصی نمبر،۷۰۴،بعنوان:فقیہِ دوراں،مطبوعہ:دارالعلوم کراچی)

اسی ضمن میں حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''اور سب سے بڑی خوبی حضرت کی یہ ہے کہ بالکل جدید اور مادی دور کی پیداوار کی وہ سنگین اُلجھنیں جن کوحل کرنے کے لیے صریح جزئیات کی شکل میں مدون کتبِ فقہ و فتاویٰ بالکل عاری ہیں،ایسے ہی صنائعِ جدیدہ کے سلسلہ میں قرآن وسنت اور کتبِ فقہ کی روشنی میں اپنی دینی بصیرت سے ایسے معلومات افزاءاور تسلی بخش بدائعِ مفیدہ مرتب

فرما کر، امتِ مرحومہ پر احسانِ عظیم فرمایا ہے۔

اور اسی طرح اسلام وکفر کی جامع تعریف، جس سے کوئی مسلمان فرقہ خارج نہ ہو، اور باطل فرقہ داخل نہ ہو، ٹھوس حوالوں سے مدون فرما کر علماء کے ہاتھ میں ایک ایسا عروہ وثقیٰ پکڑایا ہے، جس کے پڑھنے سے وہ تمام علمی اشکالات بفضل اللہ تعالیٰ بالکل کافی ہو جاتے ہیں، جو کسی وسیع النظر اور ذہین سے ذہین آدمی کو اپنی علمی خامی کی وجہ سے پیش آتے اور آسکتے ہیں (چند سطور کے بعد تحریر فرماتے ہیں)

حضرت مرحوم کے سب فرزند، جو اپنی جگہ جید علمائے کرام میں شمار ہوتے ہیں، علی الخصوص حضرت مولانا محمد تقی صاحب عثمانی دام مجدہم، ان کی باقیات صالحات میں ہیں، اللہ تعالیٰ حضرت مرحوم کے جنتُ الفردوس میں درجے بلند کرے، اور ان کی دینی خدمات کو قبول فرمائے، اور ہمیں ان کے نقشِ قدم پر چلنے کی توفیق بخشے۔ آمین، ثم آمین'' (البلاغ، مفتی اعظم خصوصی نمبر، ۷۰۴ و۷۰۵، بعنوان: فقیہِ دوراں، مطبوعہ: دارالعلوم کراچی)

اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''آپ (یعنی علامہ کشمیری) کے زیرِ اشراف جو جماعت قادیانیت کے استیصال کے لیے تیار ہوئی، ان میں حضرت اقدس مفتی اعظم مولانا محمد شفیع دیوبندی قدس سرہٗ کی شخصیت بالآخر اپنے دور کی نمایاں ترین شخصیت بن گئی'' (البلاغ، مفتی اعظم خصوصی نمبر، ۷۹۴، بعنوان: مفتی اعظم اور تردیدِ قادیانیت، مطبوعہ: دارالعلوم کراچی)

اور حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمہ اللہ مزید تحریر فرماتے ہیں:

''کسی مسلمان کو کافر کہنا بھی بڑا سخت گناہ ہے، اور کسی کافر کو مسلمان ثابت کرنا بھی فسادِ عظیم کا موجب ہے، کیونکہ اس سے اسلام اور کفر کی حدود مٹ جاتی ہیں، اس لیے ضرورت تھی کہ اسلام اور کفر کے مسئلہ کو منقح کیا جائے۔ حضرت امام العصر مولانا محمد انور کشمیری نے اپنے مخصوص انداز میں اس موضوع پر ''**إکفارُ الملحدین**'' تالیف فرمائی، جسے حرفِ آخر کہا جاسکتا ہے، مگر وہ عام فہم نہیں تھی، اس لیے حضرت مفتی

www.idaraghufran.org

صاحب نے خالص فقہی انداز میں اس پر قلم اٹھایا، اور اسلام اور کفر کے معیار کو بالکل منقح کر کے رکھ دیا، حضرت حکیم الامت تھانوی قدس سرہٗ نے اپنے ایک گرامی نامہ میں، جو عبدالماجد دریا آبادی کے نام ۷ شعبان ۱۳۵۱ کو تحریر فرمایا، اور ماہنامہ ''النور'' تھانہ بھون ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ میں شائع ہوا، اس رسالے کے بارے میں تحریر فرمایا:

''مولوی محمد شفیع صاحب نے اصولِ تکفیر میں ایک مختصر اور جامع مانع اور نافع رسالہ لکھا ہے، بعض اجزاء میں میں بھی الجھا تھا، مگر ان کی تحریر وتقریر سے قریب قریب مسئلہ صاف ہوگیا، وہ عنقریب چھپ جاوے گا، میں نے اس کا نام رکھا ہے''**وصولُ الافکار الیٰ اصول الکفار**'' (البلاغ، مفتی اعظم خصوصی نمبر، ۸۰۹و۸۱۰، بعنوان: مفتی اعظم اور تردیدِ قادیانیت، مطبوعہ: دارالعلوم کراچی)

اور حضرت علامہ خالد محمود صاحب رحمہ اللہ، مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

''براعتِ فنون کے ساتھ آپ کو تمام علومِ اسلامی میں وسعتِ نظر حاصل تھی، لیکن ممتاز ذکاوت اور ذہانت نے آپ کو فقہ کا شیدائی بنادیا تھا، جزئیات کے ساتھ کلیات پر پوری دسترس تھی، اور اصولِ فقہ آپ کا مزاجِ علمی بن چکے تھے'' (البلاغ، مفتی اعظم خصوصی نمبر، ۸۳۵، بعنوان: ایک خاموش مجاہد، مطبوعہ: دارالعلوم کراچی)

ظاہر ہے کہ اگر کوئی اتنی عظیم شخصیت کے فتوے پر عمل پیرا ہو، تو اس پر نکیر اور طعن وتشنیع کی گنجائش نہیں پائی جاتی۔ البتہ ان میں سے کسی کے موقف سے اختلاف وترجیح ایک الگ معاملہ ہے۔

پس جس طرح ان حضرات نے بعض مسائل میں باہم اختلاف کے باوجود ایک دوسرے کے شخصی احترام، اور ایک دوسرے کی آراء کا ادب واحترام ملحوظ رکھا، اسی طرح ان کی اتباع کرنے والوں کی بھی ذمہ داری ہے، لیکن موصوف شروع سے بعض اکابر کی اتباع کرنے پر ہی سارے گل کھلا رہے ہیں، اس کے علاوہ اور کوئی معقول وجہ ان کے پاس نہیں ہے، باقی سب باتیں بے سروپا، اور ادھر اُدھر کی ہیں، اور وہ سب موصوف کی شرارت کی وجہ سے زیرِ بحث آرہی ہیں۔

حضرت مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے اس طرح مجتہدین، اور

www.idaraghufran.org

سلف کے مابین اجتہادی واختلافی مسائل کے متعلق علامہ انور شاہ کشمیری رحمہ اللہ کے ارشاد کونقل کرتے ہوئے، جو کچھ فرمایا، وہ اہلِ علم کے لئے قابلِ مطالعہ ہے (ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ، جلد اول، ص۴۰۳،۴۰۴، مضمون ''وحدتِ امت'' مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم کراچی)

جہاں تک اس سلسلہ میں حضرت مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے زیرِ بحث فتوے کا تعلق ہے، تو شیعوں کے تحریفِ قرآن اور تقیہ کے بارے میں تو مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ مندرجہ بالا فتوے میں خود ہی فرما چکے ہیں کہ:

''شیعوں کی کتابوں میں تحریفِ قرآن کا عقیدہ بے شک مذکور ہے، مگر موجودہ ہر شیعہ پر بربناءِ مذکور، یہ از خود لازم نہیں کیا جا سکتا، جب تک وہ اس کی تصریح نہ کرے۔

اور اگر وہ انکار کرتا ہے، خواہ تقیہ ہی سے سہی، تو ہمارے لیے چارہ نہیں کہ ہم اس کے قول وفعل کا اعتبار کریں، تقیہ ونفاق کا تعلق قلب سے ہے، اس کے ہم ذمہ دار نہیں''

اور حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ کی طرف سے تقیہ سے متعلق بیان کردہ اس اصول کے قرآن وسنت اور اہل السنۃ والجماعۃ کے مطابق ہونے کے دلائل ہم دوسری تالیف میں ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے دیگر مقامات پر بھی اس مسئلہ پر کلام کیا ہے۔

چنانچہ اپنی معرکۃ الآراء تفسیر معارفُ القرآن میں ایک مقام پر ''اہلِ قبلہ'' کی تکفیر کا مسئلہ تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے بعد فرمایا:

''خلاصہ مسئلہ کا یہ ہوگیا کہ ہر کلمہ گو اہلِ قبلہ کو مسلمان سمجھو، اس کے باطن میں کیا ہے؟ اس کی تفتیش انسان کا کام نہیں، اس کو اللہ تعالیٰ کے حوالہ کرو (معارف القرآن، ج۲، ص ۵۲۲، سورہ نساء، درذیل ''اہلِ قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مطلب'' مکتبہ: معارف القرآن، کراچی)

اور حضرت مفتی صاحب نے اپنے رسالہ ''وصولُ الأفکار الی اصول الکفار'' میں فرمایا:

روافض واہلِ تشیع میں بہت سے مختلفُ العقائد فرقے ہیں، اور ہر فرقہ کے عقائد کو جدا جدا منضبط کرنا بھی دشوار ہے۔ ایک دوسری مشکل یہ ہے کہ کسی فرقہ کی کتابوں میں ان کے بعض عقائد معلوم ہوتے ہیں، مگر جب وہ عقیدہ ان کی طرف منسوب کیا جاتا ہے، تو

وہ اس کا انکار کرتے ہیں، مثلاً کتبِ شیعہ میں جا بجا اس قسم کی عبارتیں ملتی ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ موجودہ قرآن کو محرّف و نا قابلِ اعتبار سمجھتے ہیں، مگر جب کہا جاتا ہے کہ تم موجودہ قرآن پر ایمان نہیں رکھتے، تو وہ شدت کے ساتھ تبری کرتے ہیں۔ [1]

ایک مشکل یہ ہے کہ ہندوستان میں عوام روافض کے متعلق یہ فیصلہ بھی دشوار ہے کہ وہ کس فرقہ میں درج ہیں۔ اب دریافت طلب یہ ہے کہ ایسی حالت میں ہم روافض کے ساتھ کیا معاملہ کریں، ان کو مسلمان سمجھیں، یا کافر؟

ان کے فرقوں کے جس قدر عقائد معلوم ہو سکے، وہ لکھے جاتے ہیں۔

(1)...... بعض شیعہ مسلمانوں سے صرف اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ وہ خلافت کے مستحق، اول حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو قرار دیتے ہیں، مگر باقی صحابۂ کرام پر بھی تبریٰ نہیں کرتے؟

(2)...... بعض روافض وہ ہیں، جو حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو خلیفۂ اول قرار دیتے ہیں، اور باقی حضراتِ صحابہ پر تبرا بھی کرتے ہیں؟

(3)...... بعض وہ ہیں، جو (معاذ اللہ) حضرت علی مرتضی رضی اللہ عنہ کو خود معبود سمجھتے ہیں۔

(4)...... بعض وہ ہیں، جو یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام نے وحی لانے میں غلطی کی، اصل میں وحی، حضرت علی رضی اللہ عنہ پر آئی تھی، وہ غلطی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آئے (نعوذ باللہ منہ) گو حقیقتاً نبی ورسول حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو مانتے ہیں؟

(5)...... بعض حضرات وہ ہیں، جو حضرت صدیقہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھتے ہیں، یا تمام حضرات صحابۂ کرام کو معاذ اللہ کافر، مرتد کہتے ہیں؟

---

[1] اوراس کے متعلق مفتی صاحب موصوف کے سابق فتوے میں گذر چکا ہے کہ شیعوں کی کتابوں میں تحریفِ قرآن کا عقیدہ بے شک مذکور ہے، مگر موجودہ ہر شیعہ پر بر بناءِ مذکور، یہ از خود لازم نہیں کیا جا سکتا، جب تک وہ اس کی تصریح نہ کرے۔

اوراگر وہ انکار کرتا ہے، خواہ تقیہ ہی سے سہی، تو ہمارے لیے چارہ نہیں کہ ہم اس کے قول و فعل کا اعتبار کریں، تقیہ و نفاق کا تعلق قلب سے ہے، اس کے ہم ذمہ دار نہیں‘‘

www.idaraghufran.org

مختصر اور محقق و جامع کلام، روافض کے بارے میں یہ ہے کہ بلحاظِ احکام، روافض کی تین صورتیں ہیں:

اول: یہ کہ ان میں سے کسی شخص، یا فرقہ کے متعلق یقینی طور سے یہ بات ثابت ہو جاوے کہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے، اگر چہ انکار میں تاویل بھی کرتا ہو، اور صاف انکار کرنے سے تبری بھی کرتا ہو، مثلاً قرآن مجید کے محرف و نا قابلِ اعتبار ہونے پر، اگر کسی شخص کی ایسی صاف عبارت ہے کہ اس سے یقینی طور پر یہی مفہوم نکلتا ہے، پھر باوجود اس کے وہ اپنی عبارت کو غلط مان کر اس سے رجوع ظاہر نہیں کرتا، مگر عقیدۂ تحریفِ قرآن سے تبری کرتا ہے، تو اس تبری کا کوئی اعتبار نہیں، بلکہ وہ باتفاق و باجماع کافر مرتد ہے، اس کے ساتھ کسی قسم کا اسلامی معاملہ رکھنا جائز نہیں، نہ اس سے کسی مسلمان کا نکاح جائز، اور اگر نکاح کے بعد اس کا عقیدہ ایسا ہو گیا، تو نکاح فسخ ہو جاوے گا، نہ اس کے ہاتھ کا ذبیحہ حلال، نہ اس پر نمازِ جنازہ جائز'' وغیرہٖ ذالک من الاحکام''۔

اور دلیل اس کی وہ تمام عباراتِ فقہاء ہیں، جو سوالِ اول کے جواب میں ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کے منکر کے متعلق لکھی گئی ہیں، نیز علامہ شامی کی عبارتِ ذیل بھی اس کے لیے کافی ہے:

نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علی او ان جبریل غلط فی الوحی، الخ

(شامی استنبولی، ج۳ص ۴۰۶)

دوم: صورت یہ ہے کہ کسی شخص، یا فرقہ کے متعلق یقینی طور پر معلوم ہو جاوے کہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر نہیں، مگر صرف اس میں اختلاف رکھتا ہے کہ جمہور امت کے خلاف حضرت علی کرم اللہ وجہہٗ کو افضلُ الصحابۃ اور خلیفۂ اول سمجھتا ہے، تو وہ شخص فاسق و گمراہ ہے، مگر کافر و مرتد نہیں، اس کے ساتھ وہ اسلامی معاملات جائز ہیں، جو کسی فاسق و گمراہ کے ساتھ کیے جا سکتے ہیں، مثلاً ذبیحہ اس کا حلال ہے، اس کے

www.idaraghufran.org

جنازہ پر نماز جائز ہے۔نکاح کے معاملے میں اس سے بھی اجتناب کرنا بہتر ہے، کیونکہ فاسق کی معاشرت کے اثرات ونتائج خطرناک ہیں، لیکن اگر کسی مسلمان سنی لڑکی کا نکاح اس سے کردیا گیا، تو اگر چہ بلاضرورتِ شدیدہ ایسا کرنا اچھا نہیں، لیکن یہ نکاح اس شرط سے جائز ومنعقد ہوجائے گا کہ لڑکی بالغہ اوراس کے اولیاء، دونوں کونکاح کے وقت اس کا عقیدہ معلوم ہو، اور وہ دونوں اس عقیدے کے باوجود، نکاح کی اجازت دے دیں، اوراگر دونوں میں سے کسی ایک نے بھی نکاح کی اجازت دینے سے انکار کیا، تو یہ نکاح (مذہبِ مفتیٰ بہٖ کے مطابق) منعقد وصحیح نہیں ہوگا، لڑکی کوشرعاً اختیار ہوگا کہ اپنا نکاح دوسری جگہ سنی مسلمان سے کرے۔اوراگر بوقتِ نکاح اس شخص نے دھوکہ دے کراپنے آپ کوسنی مسلمان ظاہر کیا، اس بناء پرلڑکی اوراس کے اولیاء نے نکاح کردیا، بعد نکاح، حقیقتِ حال معلوم ہوئی، تو لڑکی اور اس کے اولیاء کوحق ہوگا کہ مسلمان حاکم کی عدالت میں دعویٰ دائر کرکے نکاح فسخ کرالیں، اوراگر مسلمان حاکم کی عدالت میں مقدمہ لے جانا، اختیار میں نہ ہو، تو اہلِ محلّہ، یا اہلِ شہر میں سے دیندار مسلمانوں کی ایک جماعت کے سامنے معاملہ پیش کرکے، ان سے فسخِ نکاح کرالیا جائے (لیکن اس صورت میں قانونی گرفت سے بچنے کے لیے) بہتر یہ ہے کہ پہلے موجودہ حکومت میں درخواست دے کرنکاح فسخ کرائیں، خواہ حاکم مسلم ہو، یا غیر مسلم، پھر اگر حاکم مسلم ہو، تو یہی فسخ شرعاً بھی معتبر ہوگا، اوراگر حاکم غیر مسلم تھا، تو دوبارہ مسلمانوں کی پنچائیت، میں معاملہ پیش کرکے، نکاح فسخ کرایا جاوے، مسلمانوں کی پنچائیت جس کا فیصلہ شرعاً معتبر ہوسکتا ہے، اس کے لیے چند شرائط ہیں، جورسالہ''حیلۂ ناجزۃ''میں مدلل ومفصل اوررسالہ''المرقومات للمظلومات ''میں مختصر، مگرکافی طور سے لکھ دیئے گئے ہیں، اگرضرورت پیش آوے، تو بغیر اس کے دیکھے عمل نہ کیا جاوے، اس قسمِ دوم کے احکام کے دلائل بھی رسالہ''حیلۂ ناجزۃ''کے تتمہ میں خیارِ کفائت کے ذیل میں مفصل مذکور ہیں، وہاں دیکھ لینا چاہیے، اوراجمالی طور پرعباراتِ

www.idaraghufran.org

ذیل بھی ثبوت کے لیے کافی ہیں۔

فی الدرالمختار فی الباب الخامس من نکاح العالمکیریة:تعتبر الکفاء ة فی الدیانة ، وھذا قول ابی حنیفة، وابی یوسف، وھو الصحیح، کذا فی الھدایة، فلا یکون الفاسق کفواً للصالحة، کذا فی المجمع، سواء کان معلن الفسق ، او لم یکن ، کذا فی المحیط(عالمکیری، ص ۱۳ ، ج: ۲، مطبوعة: کانپور)

نفذ نکاح حرة مکلفة بلا ولی، وله إذا کان عصبة ،ولو غیر محرم (الیٰ قوله) الاعتراض فی غیر الکفوء ، مالم تلد ، ویفتی بعدم جوازه اصلاً،الخ.

وفی ردالمحتار: ھذه روایة الحسن عن ابی حنیفه.

وایده صاحب الدر بقوله :وھو المختار للفتویٰ، والعلامة الشامی وغیره بقول شمس الائمة ، وھذا اقرب الی الاحتیاط، انتھٰی.

وکذالک فی کفاء ة الدرالمختار: ولو زوجھا برضاھا ولم یعلموا بعدم الکفاء ة ، ثم علموا ، لاخیار لاحد الا اذا شرطوا الکفاء ة او اخبرھم بھا وقت العقد، فزوجوھا علی ذالک، ثم ظھر انه غیر کفوء ،کان لھم الخیار ، والوالوجیة .

تیسری:صورت یہ ہے کہ یقینی طور پر کسی امر کا ثبوت نہ ملے،یعنی نہ اس کا یقین ہے کہ وہ ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا منکر ہے،اور نہ اس کا کہ منکر نہیں ہے، بلکہ ایک مشتبہ حالت ہے،خواہ اشتباہ اس وجہ سے ہو کہ اس فرقے کے اقوال وعقائد ہی مشتبہ ہیں،یا اس وجہ سے کہ اس شخص کے متعلق یہ یقین نہیں کہ اس کا تعلق باعتبارِ مذہب وعقائد کے کس فرقہ سے ہے،ایسے لوگوں کے متعلق شرعی فیصلہ بھی دشوار ہے،اس میں سب سے زیادہ احوط واسلم وہ حکم ہے، جو فقیہ العصر امامِ وقت، مجددُ الملت، حکیم الامت سیدنا وسندنا حضرت مولانا اشرف علی صاحب دامت برکاتہم نے ''امدادُ الفتاویٰ'' میں تحریر فرمایا ہے، جو رسالہ ہٰذا کے صفحہ:۲۱ میں بعینہا مذکور ہے،اور اس جگہ مکرر نقل کیا جاتا ہے۔

عبارات امدادُ الفتاویٰ جلد سادس:

اگر کسی خاص شخص کے متعلق،یا کسی خاص جماعت کے متعلق حکم بالکفر میں تردد ہو،خواہ تردد کے اسباب،علماء کا اختلاف ہو،خواہ قرائن کا تعارض ہو،یا اصول کا غموض ہو،تو اسلم

www.idaraghufran.org

یہ ہے کہ نہ کفر کا حکم کیا جاوے، نہ اسلام کا۔

حکمِ اول میں تو خود اس کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے، اور حکمِ ثانی میں دوسرے مسلمانوں کے معاملات کے اعتبار سے بے احتیاطی ہے، پس احکام میں دونوں احتیاطوں کو جمع کیا جائے گا، یعنی اس سے نہ عقدِ مناکحت کی اجازت دیں گے، نہ اس کی اقتداء کریں گے، نہ اس کا ذبیحہ کھائیں گے، اور نہ اس پر سیاستِ کافرانہ جاری کریں گے، اگر تحقیق کی قدرت ہو، اس کے عقائد کی تفتیش کریں گے، اور اس تفتیش کے بعد جو ثابت ہو، ویسے احکام جاری کریں گے، اور اگر تحقیق کی قدرت نہ ہو، تو سکوت کریں گے، اور اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کریں گے۔

اس کی نظیر وہ حکم ہے، جو اہلِ کتاب کی مشتبہ روایات کے متعلق حدیث میں وارد ہے۔

لا تصدقوا اهل الكتاب ولاتكذبوهم وقولوا :اٰمنّا باللّٰه وما انزل إلينا. الآية رواه البخاری.

نہ اہلِ کتاب کی تصدیق کرو، نہ تکذیب، بلکہ یوں کہو کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اور اس وحی پر جو ہم پر نازل ہوئی۔الخ .

دوسری فقہی نظیر، احکامِ خنثیٰ کے ہیں:

يوخذ فيه بالاحوط والاوثق فی امور الدين وان لا يحكم بثبوت حكم وقع الشک فی ثبوته، وإذا وقف خلف الإمام قام بين صف الرجال والنساء ويصلی بقناع ويجلس فی صلاته جلوس المراة ويكره له فی حياته لبس الحلی، والحرير. وان يخلو به غير محرم من رجل اوامراة اويسافر مع غير محرم من الرجال والاناث، ولا يغسله رجل ولا امراة ويتيمّم بالصعيد ويكفن كما تكفن الجارية. وامثالها مما فصله الفقهاء (ترجمہ اس عبارت کا پہلے گزر چکا ہے) **وآخر دعوانا ان الحمد للّٰه رب العالمين**

العبد الضعیف محمد شفیع عفا عنہ، دارالعلوم دیو بند، رمضان المبارک/۱۳۵۱ھ

(جواہر الفقہ، ج۱ص۱۷۷تا۱۸۳، رسالہ"**وصول الأفكار الی اصول الاكفار**"مطبوعہ: مکتبہ

www.idaraghufran.org

دارالعلوم کراچی، طبع جدید: ذی الحجہ۱۴۳۱، نومبر 2010ء)

مذکورہ فتوے میں تصریح ہے کہ روافض واہلِ تشیع میں بہت سے مختلفُ العقائد فرقے ہیں، اور ہر فرقہ کے عقائد کو جدا جدا منضبط کرنا بھی دشوار ہے۔ اور مذکورہ فتوے میں اصولی طور پر تفضیلی وزیدی شیعوں کے عقیدہ کا بھی ذکر ہے، اور غالی وغیر غالی رافضیوں کے مختلف عقائد کا بھی ذکر ہے۔

اور مذکورہ فتوے میں یہ بھی تصریح ہے کہ ہندوستان میں عوام روافض کے متعلق یہ فیصلہ بھی دشوار ہے کہ وہ کس فرقہ میں درج ہیں۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ ہندوستان، پاکستان وغیرہ میں تفضیلی اور زیدیہ شیعہ بھی موجود ہیں۔ اس سلسلہ میں ''ارواحِ ثلاثہ'' کا حوالہ پہلے نقل کیا جاچکا ہے۔

اور زیدی شیعہ مذہب سے تعلق رکھنے والے کئی خاندان اب بھی ہندوستان و پاکستان میں آباد ہیں۔

پھر مذکورہ فتوے میں روافض کے بارے میں بلحاظِ احکام مختصر اور محقق وجامع کلام بھی مذکور ہے، جس میں مشتبہ صورت تک کا حکم مذکور ہے، اور اس کی تائید میں حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی کی آخری جامع تحقیق بھی نقل کی گئی ہے۔ اس سے زیادہ جامع فتویٰ اور کیا ہوسکتا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب نے دارالعلوم دیوبند کے صدر مفتی ہونے کی حیثیت سے درجِ ذیل فتویٰ بھی جاری فرمایا:

سوال نمبر ۱:...... جب قرآنِ کریم کی آیت سے ''**یدخلون فی دین اللّٰہ أفواجاً**'' سے ثابت ہے کہ صحابہ بکثرت تھے، لیکن چھ سات کے علاوہ (شیعہ) کسی کو مسلمان نہیں کہتے، قرآن شریف میں مہاجرین وانصار کی مدح صاف موجود ہے، اور خلافتِ صدیقی وفاروقی کے حق میں صادق آنے والی آیات موجود ہیں، جن پر ایمان لانا اس وقت تک ممکن نہیں ہے، جب تک شیخین کو برحق نہ سمجھا جائے، درآں حالیکہ شیعوں میں ہر واقف وناواقف یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ یہ شیخین ایسے ویسے تھے، تو کیا اس قسم کے عقیدے کو انکارِ قرآن کا مترادف نہ سمجھا جائے گا؟

سوال نمبر ۲:...... قطع نظر اس سے کہ کوئی ناواقف بالتصریح قرآن کو محرف نہ کہے، اور وہ تشریح وتفصیل کی استعداد بوجہ کم علمی رکھتا ہی نہ ہو، لیکن جب تمام صحابہ پر تبرّا

www.idaraghufran.org

کرے،تو کیا اس کو انکارِ قرآن نہ کہا جائے گا؟

جواب سوال نمبر ۱:...... مترادف بھی سمجھ لیں،تب بھی کفر کا حکم نہیں کرسکتے کہ دربارۂ تکفیر''لزوم والتزام'' میں فرق ہے،جس پر کفر لازم آجاتا ہو،اس کو کافر نہیں کہا جاسکتا(جب تک) کہ وہ اس''کفر'' کا خود''التزام'' نہ کرے۔

جواب سوال نمبر ۲:...... ہرگز نہیں،فرق وہی ہے کہ اس سے انکارِ قرآن لازم آجاتا ہے،مگر وہ بلاواسطہ انکارِ قرآن کو تسلیم نہیں کرتا،اور حکمِ کفر سے بچنے کے لیے اتنا بھی کافی ہے''۔ واللہ اعلم

بندہ محمد شفیع عفی عنہ۔دارالعلوم دیوبند۔۱۳۶۱/۲/۱۶ھ۔(فتویٰ نمبر ۷۰/۳)

(امداد المفتیین جامع،جلد ا،صفحہ نمبر ۴۵۳ و ۴۵۴،بعنوان:تکفیر میں لزومِ کفر کا اعتبار نہیں،التزامِ کفر کا اعتبار ہے،کتاب الایمان و العقائد، باب احکام الکفر، فصل فیمایتعلق بالاحتیاط فی التکفیر، مطبوعۃ: ادارۃ المعارف کراچی، تاریخِ طبع: 2018ء)

نیز اس سے قبل دارالعلوم دیوبند میں صدر مفتی ہونے کے زمانہ میں حضرت مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ کی خدمت میں ایک استفتاء پہنچا،جس میں کسی عورت نے اپنے شوہر کے شیعہ ہونے کی وجہ سے نکاح کے غیر معتبر ہونے کا حکم حاصل کرنا چاہا،جس میں شوہر کے ہر سال ماتم کرنے،اور سبی شیعوں کو اپنا مرشد بنانے وغیرہ جیسی چیزوں کا ذکر کیا،جس کے جواب میں حضرت مفتی صاحب موصوف نے مورخہ ۱۳۶۰/۶/۵ھ کو دارالعلوم دیوبند سے فتویٰ جاری کرتے ہوئے تحریر فرمایا:

ان سب اقوال وافعال کی تاویلِ حسن ہوسکتی ہے،اس شخص کو کافر کہنا،اور کفر کی بناء پر نکاح کو فسخ قرار دینا،اس وقت تک جائز نہیں،جب تک کہ اس کا''منکرِ ضروریاتِ دین''ہونا''قطعی طور پر اس کے اقرار''یا''شہادتِ شرعیہ''سے ثابت نہ ہوجائے۔(فتویٰ نمبر ۱/۳۹۳)(ایضاً،جلد ا،صفحہ نمبر ۴۴۷،بعنوان:ماتم،تعزیہ کے مرتکب پر کفر کا حکم لگا کر نکاح فسخ کرنا)

''لزومِ کفر والتزامِ کفر'' کا فرق،باحوالہ پیچھے گزر چکا ہے،اور اسی اصول کی بناء پر جمہور محققین کی طرف سے''اہل الاھواء اور خوارج وغیرہ'' کی تکفیر نہیں کی گئی،جنہوں نے صحابۂ کرام کی تکفیر کی تھی،

جس کے متعلق بے شمار تصریحات موجود ہیں۔

اس کے علاوہ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے ایک اور سوال کیا گیا، جس میں شیعانِ امامیہ کے کافر ہونے اور سنیوں کی مساجد میں زبردستی داخل ہونے اور شہر کی تمام مساجد پر اپنا قبضہ کرنے کی خواہش رکھنے کی صورت میں، سنیوں کی مساجد میں داخل ہونے کے بارے میں استفسار کیا گیا تھا، جس کے جواب میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ نے ''شیعانِ امامیہ'' وغیرہ کی تعیین کیے بغیر، درجِ ذیل فتویٰ جاری فرمایا:

''روافض کے مختلف فرقوں میں سے، جو فرقے ضروریاتِ دین میں سے کسی چیز کا انکار کرتے ہیں، مثلاً صحبتِ صدیق کا انکار کریں، یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت رکھتے ہیں، یا قرآن مجید کو محرّف اور غیر معتبر کہتے ہیں، یہ لوگ تو قطعاً باجماعِ امت کافر ہیں۔

اور جو لوگ ایسا نہیں کرتے، مگر خلفائے ثلاثہ پر تبرا کرتے ہیں، ان کے کفر میں اختلاف ہے، مگر احتیاط اس میں ہے، جس کو شامی نے اختیار کیا ہے کہ تکفیر نہ کی جائے، لیکن اس میں شبہ نہیں کہ فاسق ہیں۔ بہرصورت سنی مسلمانوں کی مساجد میں ان لوگوں کا عمل دخل جائز نہیں رکھا جاسکتا، کیونکہ اگر قسمِ اول کا عقیدہ رکھتے ہیں، تو کافر ہیں، ان کو مساجد کے معاملات میں حق دار بنانا کیسے جائز ہوسکتا ہے؟ اور اگر قسمِ ثانی میں داخل ہیں، تب بھی سنی اہلِ محلّہ کو حق ہے کہ ان کو اپنی مساجد میں آنے سے منع کر دیں، کیونکہ ان سے عام مسلمانوں کو ایذاء پہنچتی ہے، اور اس سے بڑھ کر کیا ایذاء ہوگی کہ ان کے پیشواؤں کو برا کہنا، ان کے مذہب کا جزو ہے، اس لیے دوسری قسم کے روافض کے لیے اگرچہ فتویٰ ان کے کفر کا نہ دیا جائے گا، مگر مساجد اہلِ سنت میں آنے سے روکنا جائز ہے۔

البتہ جو روافض تبرا نہ کرتے ہوں، بلکہ صرف حضرت علی رضی اللہ عنہ کو باقی خلفاء سے افضل کہتے ہیں، اور مسجد میں کوئی فساد و تعصب نہیں کرتے، ان کو مسجد میں آنے سے نہ روکا جائے، تو بہتر ہے، کیونکہ ان سے کوئی ایذاء نہیں ہے (ایضاً، جلد ا، صفحہ نمبر ۵۶۵ و ۵۶۶، بعنوان: ''شیعوں کی تکفیر اور ان کو مساجد سے روکنے کے بارے میں؟'')

www.idaraghufran.org

مذکورہ فتوے میں بھی حضرت مفتی صاحب رحمہ اللہ نے،شیعہ کی مختلف اقسام کے اعتبار سے حکم بیان فرمایا ہے،جس میں''غالی روافض''اور''عام روافض''اور''تفضیلی روافض'' کا الگ الگ حکم بیان کیا ہے۔

شیعہ وروافض کے متعلق علامہ ابنِ تیمیہ وغیرہ جیسے محققین نے بھی یہی تقسیم بیان فرمائی ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ،ایک اورسوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

قادیانی مطلقاً کافر،مرتد ہیں،ان کی مجالسِ وعظ ،اور مجالسِ طعام میں شرکت قطعاً ناجائز ہے۔اور شیعہ اگر چہ مطلقاً کافر نہیں،لیکن شرکتِ مجالس میں ان کا بھی یہی حکم ہے۔غیر مقلدوں کی مجالسِ طعام میں شرکت جائز ہے،اور مجالسِ وعظ میں اگر وہ ائمہ سلف اور علمائے مقلدین پر لعن طعن نہ کرتے ہوں،تو شرکت جائز ہے،ورنہ نہیں۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔دارالعلوم دیوبند۔۲۳/۱/۱۳۵۱ھ۔(فتوی نمبر۱۷/۱۱)(امداد المفتیین جامع،جلد۲،صفحہ نمبر۳۹۱،و۳۹۲ بعنوان:شیعہ اور قادیانی وغیرہ کی مجالسِ وعظ اورطعام میں شرکت،کتاب حقوق المعاشرة وآدابها ، باب الهجران، فصل فی هجران المسلم بسبب المعاصی، مطبوعة: ادارة المعارف کراچی، تاریخِ طبع: 2019ء)

اس میں قادیانی کے مطلقاً کافر،مرتد ہونے،اور شیعہ کے مطلقاً کافر نہ ہونے کا ذکر ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ،ایک اورسوال کے جواب میں فرماتے ہیں:

''جب کہ یہ مسجد قدیم سے اہلِ سنت والجماعت کی ہے،تو روافض کو اس میں اپنے طریق پر اذان کہنے کا کوئی حق نہیں،اہلِ سنت ان کو اس سے روکیں،لیکن جھگڑا فساد نہ کریں،اور اگر وہ باز نہ آئیں،تو اپنی اذان جدا کہا کریں،کیونکہ روافض کی اذان خلافِ سنت ہے،وہ کافی نہیں ہے''۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم ۔بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔دارالعلوم دیوبند۔۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۰ھ۔(فتوی نمبر۲۸۷/۱)(امداد المفتیین جامع،جلد۳،صفحہ نمبر۸۳،و۸۴ بعنوان:اہلِ سنت کی مساجد میں رافضی کا اذان دینا درست نہیں،کتاب الصلاة ، باب الاذان والاقامة، فصل فی صفة الاذان واحکامه، مطبوعة: ادارة المعارف کراچی، تاریخِ طبع: 2020ء)

اس میں روافض کو اپنے طریق پر اذان کہنے کو خلافِ سنت ہونے کی وجہ سے ناکافی قرار دیا گیا ہے۔

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے کیا گیا ایک استفتاء اور اس کا جواب درجِ ذیل ہے:

سوال :...... روافض اور شیعہ اگر مرجائیں، تو کیا سنی حضرات، ان کے جنازے میں شریک ہوسکتے ہیں؟

جواب:...... اس معاملے میں تفصیل ہے، کیونکہ شیعوں کے فرقے بہت مختلف ہیں، بعض تو اپنے خلافِ اسلام عقائد کی بناء پر باجماع کافر ہیں، اور بعض کافر نہیں، فاسق ہیں۔ پہلی قسم کا حکم یہ ہے کہ اس کے جنازے کی شرکت حرام ہے، اور دوسری میں جائز ہے۔ اور جب یہ نہ معلوم ہو کہ مرنے والے کے عقائد کس طرح کے تھے؟ تو اس میں شرکت کی گنجائش، مگر عدمِ شرکت میں احتیاط ہے۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ۔ دارالعلوم کراچی (غالبًا) ۲۶/۹/۱۳۸۸ھ۔ (فتوی نمبر ۱۰۶۶/۱۹ب) (امداد المفتیین جامع، جلد ۵، صفحہ نمبر ۱۱۱۳ بعنوان: روافض کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونا، کتاب الجنائز، ، فصل فی الصلاۃ علیٰ غیر المسلمین)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کا مذکورہ فتویٰ دارالعلوم کراچی کا تحریر کردہ، اور قیامِ پاکستان کے بعد کا ہے، جس میں شیعوں کے فرقے بہت مختلف ہونے، اور بعض کے کافر ہونے، اور بعض کے کافر نہ ہونے کی تصریح ہے۔

اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ سے کیا گیا ایک استفتاء اور اس کا جواب درجِ ذیل ہے:

سوال :...... روافضی کی نمازِ جنازہ میں شریک ہونا کیسا ہے؟ یہ لوگ مسلمان ہیں، یا نہیں؟

جوب :...... رافضی جو بعض قطعیاتِ اسلام کے خلاف کا عقیدہ رکھے، مثلاً حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائے، یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو معبود سمجھے، وہ قطعاً کافر ہیں، اور جو ایسے نہیں، اس کے متعلق فتویٰ یہی ہے کہ کافر نہیں، پس جو لوگ ان میں سے بلاشبہ کافر ہیں، ان کی نماز (جنازہ) میں شرکت ہرگز جائز نہیں، اور جو لوگ قطعاً کافر نہیں، ان کے جنازے میں شرکت جائز ہوگی۔

واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔ بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ ۴، جمادی الثانیہ ۱۳۵۰ھ۔ (فتوی نمبر ۹۱۶/۵) (امداد المفتیین جامع، جلد ۵، صفحہ نمبر ۱۱۱۴ بعنوان: رافضی پر نمازِ جنازہ پڑھنا، کتاب الجنائز،

www.idaraghufran.org

فصل فی الصلاۃ علیٰ غیر المسلمین، مطبوعۃ: ادارۃ المعارف کراچی)

مذکورہ فتوے میں بعض روافض کے قطعاً کافر، اور بعض کے قطعاً کافر نہ ہونے کی تصریح ہے۔

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ، ایک اور سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں:

شیعوں کے مختلف فرقے ہیں، بعض کافر ہیں، بعض جو اِن میں فاسق ہیں، ان کے جنازے کی نماز جائز ہے، اور جو کافر ہیں، ان کی نمازِ جنازہ جائز نہیں، لیکن چونکہ امتیاز دشوار ہے، اس لیے سنیوں کو مطلق شیعہ کے جنازے کی نماز میں شرکت نہ کرنا بہتر ہے، کسی جگہ کوئی شیعہ نماز پڑھنے والا نہ ہو، تو مسلمان احتیاطاً اس پر نماز پڑھ لیں، اور بدون نماز دفن نہ کریں۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم۔

بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ، دارالعلوم دیوبند۔ (غالبًا) ۱۲/۱۱/۱۳۶۰ھ۔ (فتوی نمبر ۹/۷/۷)

(امداد المفتیین جامع، جلد ۵، صفحہ نمبر ۱۱۵، بعنوان: کفریہ عقیدہ رکھنے والے شیعہ پر نمازِ جنازہ پڑھنا، کتاب الجنائز، ، فصل فی الصلاۃ علیٰ غیر المسلمین، مطبوعۃ: ادارۃ المعارف کراچی)

مذکورہ فتوے میں بھی بعض شیعوں کے کافر ہونے، اور بعض کے کافر نہ ہونے کی تصریح ہے۔

دارالعلوم دیوبند کے دوسرے صدر مفتی حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب رحمہ اللہ کے ''عزیز الفتاویٰ'' میں بھی متعدد فتاویٰ اسی کے مطابق ہیں۔

(ملاحظہ ہو: فتاویٰ دارالعلوم دیوبند، جلد اول، یعنی ''عزیز الفتاویٰ'' ص ۳۳۰ ''کتاب الجنائز'' بعنوان ''روافض کے جنازہ کی نماز'' و ص ۷۶، ۷۷۷، کتاب الفرائض ''میراث اور تقسیم ترکہ کا بیان'' بعنوان ''شیعہ سنی میں میراث جاری ہوتی ہے، یا نہیں'')

اور ہم نے جماعتِ دیوبند کی طرف سے اجتماعی طور پر شیعہ اثنا عشری کے متعلق جاری جو فتویٰ حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے خط کے ساتھ ماہنامہ التبلیغ میں شائع کیا تھا، جس پر موصوف سخت نالاں ہیں، اس کے متعلق مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ تحریر فرماتے ہیں:

''مسئلہ قادیانیت کے متعلق منیر اے کمیشن کے سامنے جن علماء کی شہادتیں لی گئیں، ان میں احقر بھی شامل تھا، عدالت میں قادیانیوں کی طرف سے یہ سوال پیش کیا گیا کہ علماءِ دیوبند سب شیعوں کو بھی کافر کہتے ہیں، میں نے انکار کیا کہ یہ دیوبند کا مسلک ہرگز نہیں کہ مطلقاً شیعوں کو کافر کہا جائے، فریقِ مخالف نے ایک مطبوعہ فتویٰ پیش کیا، جس میں

www.idaraghufran.org

بظاہر کسی قید کے بغیر شیعوں کو کافر لکھا تھا۔

میں نے پھر بھی کہا کہ میں اس کو دیو بند کا فتویٰ ماننے کے لئے تیار نہیں، جب تک اس پر دیو بند کی تصدیق نہ ہو، پھر واپس آ کر اس کی تحقیق کے لئے مہتمم صاحب (حضرت مولانا قاری محمد طیب) کو خط لکھا، جس کے جواب میں منسلکہ خط آیا (ماہنامہ "البلاغ" کراچی، ص۱۲۰۱ "مفتیِ اعظم نمبر" اشاعتِ خصوصی: جمادی الاخریٰ تا شعبان ۱۳۹۹ھ)

اور دارُالافتاء: جامعہ دارالعلوم کراچی سے، مورخہ ۲۷/ ۲/ ۱۴۱۲ ہجری کو حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی تصدیق سے ایک فتویٰ جاری ہوا، جس میں تحریر کیا گیا کہ:

"دارالعلوم دیو بند کی طرف جو نسبت کی جاتی ہے کہ وہاں سے روافض کی علی الاطلاق تکفیر جاری ہوئی ہے، اس کی تردید حضرت مولانا قاری طیب صاحب رحمہ اللہ مہتمم دارالعلوم دیو بند کے اس خط سے ہو جاتی ہے، جو حضرت موصوف نے جناب مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی طرف اسی بارے میں لکھا تھا (رجسٹر نقلِ فتاویٰ، دارالافتاء دارالعلوم کراچی، جلد۱ صفحہ۱۴، وصفحہ۳۳، تاریخ نقلِ فتاویٰ: ۱۴/۳/۱۲ھ)

یہ ملحوظ رہنا بھی ضروری ہے کہ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کسی کافر کو مسلم قرار دینے، اور مسلم کو کافر قرار دینے کے قبائح و مفاسد سے بخوبی واقف تھے، جس پر انہوں نے خوب تحقیق فرمائی ہے، لیکن ساتھ ہی اس اہم نکتہ کی بھی وضاحت فرمائی ہے کہ بتصریحِ فقہاء "بابُ التکفیر" میں اختلافِ اقوال کی صورت میں "عدمِ تکفیر" کا ہونا راجح ہوا کرتا ہے۔

چنانچہ مفتی صاحب موصوف رحمہ اللہ نے اپنے رسالہ "وصولُ الأفكار الی اصول الاکفار" میں اس کی وضاحت فرمائی ہے (ملاحظہ ہو: جواہر الفقہ، ج۱ ص۱۴۶، رسالہ "وصول الأفكار الی اصول الاکفار")

اور حضرت مفتی محمد شفیع صاحب کے فرزندِ ارجمند حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم "جن کو حضرت مولانا سرفراز صفدر صاحب رحمہ اللہ نے حضرت مفتیِ اعظم کی، باقیات صالحات فرمایا ہے" ان کے "فتاویٰ" میں روافض کی تکفیر کے متعلق کئی فتاویٰ اسی کے مطابق ہیں۔

www.idaraghufran.org

(ملاحظہ ہو: فتاویٰ عثمانی، ج۱،ص ۹۷، ۹۸، وفتاویٰ عثمانی، ج۲،ص۲۶۱ و۲۶۲)

اور یہ تمام فتاویٰ عدمِ اطلاق پر مشتمل ہونے کے باوجود شیعوں کے جملہ فرقوں کے حکم کو اپنی اپنی نوعیت کے اعتبار سے شامل، وحاوی ہونے کی وجہ سے ''جامع ومانع'' ہونے کی صفت کے حامل ہیں۔

جبکہ ''شیعوں کی علی الاطلاق تکفیر'' کے موقف میں یہ جامعیت ومانعیت نہیں پائی جاتی، جیسا کہ ان شاء اللہ تعالیٰ موصوف کی طرف سے اس موقف کی عبارات نقل کرنے کے بعد ذکر کیا جائے گا۔

ایسی صورت میں موصوف کی طرف سے مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے فتوے کو محض حسنِ ظن، یا تسامحِ علمی پر محمول کرنے کی کوئی معقول وجہ نہیں۔

لاکھوں، کروڑوں لوگوں کے نکاح، جنازہ، وتوارث وغیرہ جیسے اہم مسائل پر مبنی فتاویٰ کو دلائلِ شرعیہ وفقہیہ کے بجائے ''محض حسنِ ظن'' کی بھینٹ چڑھا دینے کی کیونکر گنجائش ہوسکتی ہے، البتہ جہاں حسنِ ظن کا حکم شریعت کی طرف سے وارد ہے، وہاں وہ حسنِ ظن ہی دراصل شریعت کا حکم ہے، اس کو نظر انداز کر کے دوسرا شرعی حکم جاری کرنا، اور شریعت کے علی الرغم ''حسنِ ظن'' کو ''سوءِ ظن سے تبدیل کردینا جائز نہیں، اور اسی طرح امت کے متوارث موقف کو تسامح پر مبنی قرار دینا بھی درست نہیں ہے، جس کے نتیجہ میں احادیث کے بڑے ذخیرہ کا بھی غیر معتبر ہونا لازم آئے۔

موصوف کے ذمہ لازم ہے کہ وہ مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے مذکورہ فتوے میں تسامح کی ایسی موثر ومعقول وجہ بیان فرمائیں، جس کے نتیجہ میں اس کی اتباع کرنا مبنی برخطاء، یا قابلِ طعن وتشنیع ہو۔ لیکن اس کے باوجود ہم علی الاطلاق تکفیر کا قول کرنے والے اکابر، وعلماء کو قابلِ ملامت نہیں سمجھتے، اور اس سلسلہ میں حضرت مفتیِ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کی اس ہدایت پر عمل کرتے ہیں کہ:

''جن مسائل میں اسلاف امت کا خود اختلاف ہے، ان میں آپ جس کو علم وتقویٰ کی رُو سے زیادہ افضل سمجھیں، ان کے قول وعمل کو اختیار کرسکتے ہیں، مگر پھر بھی اس سے مختلف رائے رکھنے والے بزرگوں کی شان میں ادنیٰ سے ادنیٰ بے ادبی بھی بدبختی کی علامت ہے'' (البلاغ، مفتی اعظم خصوصی نمبر، ۷۰۵، بعنوان: فقیہِ دوراں، مطبوعہ: دارالعلوم کراچی)

www.idaraghufran.org

نیز حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی مندرجہ ذیل ہدایت پر بھی عمل کرتے ہیں:

''یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ بعض اوقات، تکفیر کے معاملہ میں علماء وفقہاء کے درمیان اختلافِ رائے ہوسکتا ہے، لیکن اس اختلاف کی وجہ سے کوئی بھی فریق قابلِ ملامت نہیں ہوتا، اور جو جس رائے کو بھی ''مابینهٗ وبین الله '' درست سمجھے، اس کو اختیار کرسکتا ہے'' (انعام الباری، ج۱ص۳۴۳، کتاب الایمان، مطبوعہ: مکتبۃ الحراء، کراچی)

پھر بھی اگر موصوف اس اہم مسئلہ میں مفتیِ اعظم مذکور کی طرف تسامح علمی کے تسلیم کر لینے کو خلافِ ادب قرار نہیں دیتے، تو ہم امید کرتے ہیں کہ اگر ہم مطلق تکفیر کے قائلین کے موقف کا باحوالہ تسامح پر مبنی ہونا ثابت کردیں، تو وہ اس پر بھی درہم برہم نہ ہوں گے۔ اور اگر موصوف نے ان سے تعرض کیا، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم جمہور مجتہدین اور فقہائے محققین کے مستند حوالہ جات کی روشنی میں مطلق تکفیر کے موقف کے تسامحات کی نشاندہی کریں گے۔ موصوف کا مفتیِ اعظم مذکور کے فتوے کو اسلافِ امت کے فتاویٰ کے مقابل کہنا بھی دعویٰ بلا دلیل، بلکہ خلافِ دلیل ہے، جب وہ اپنے اس دعوے کی کوئی دلیل پیش کریں گے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ ہم اسی وقت اجتہادی وفقہی مسلمہ اصول وقواعد کی روشنی میں اس جعلی ومصنوعی دعوے کی حقیقت سے پردہ اٹھائیں گے۔

ہم پلہ جمہور علماء کا فتویٰ متصادم ہونے کا دعویٰ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

''(۲) جب کسی صاحب شخصیت کے ہم پلہ جمہور علمائے کرام کا فتویٰ ان کے فتوے سے متصادم ہوجائے، تو وہاں اجتماعی فتویٰ کے بالمقابل شخصی فتوے کی مناسبِ طرزِ عمل اور تادّبِ شرعی سے تاویل کی جائے گی، جہاں تک جمہور علماءِ اہلِ سنت کے تکفیرِ رفض پر فتوے کا تعلق ہے، وہ تو آگے ہم عبارات میں پیش کررہے ہیں، اور حضرت مفتی صاحب کی اس فتوے کی تاویل بھی درج کی جائے گی''۔

جوابِ مغالطہ: ...... موصوف صرف ایسے دعوے کرتے رہنے کے عادی ہیں، جو دلائل سے عاری ہوں۔ ہم نے اپنے سابق فتوے میں اپنے نزدیک اکابر کے راجح موقف کو نقل کردیا تھا، اور بلا وجہ دیگر اکابر علماء کو درمیان میں لانے اور اس پر تبصرہ کرنے کی ضرورت نہ سمجھی تھی، لیکن

www.idaraghufran.org

موصوف کو اس کے بغیر چین نہیں آتا، اس لئے اگر موصوف اپنے اس دعوے میں سچے، اور پکے ہوں، تو ان کے اس دعوے سے بھی اوپر ترقی کر کے ببانگِ دہل موصوف کو چیلنج کیا جاتا ہے کہ اگر غیر مجتہد، یا بعد کے متعدد علماء واکابر کے علی الاطلاق تکفیر کے اجتماعی فتوے کا ان کے سابق مجتہدین وائمہ متبوعین، اور سلفِ صالحین کے عدمِ اطلاق کے فتوے سے باحوالہ طریقہ پر معارضہ ثابت کر دیا جائے، تو موصوف اپنے اس دعوے پر ذرا دیر بھی قدم نہیں جما سکیں گے، کیونکہ وہ اس طرح کے تمام انصاف کے پیمانے صرف اپنے لئے مختص سمجھتے ہیں۔

موصوف کچھ قلم کی نوک پر اس طرح کی باحوالہ بات لکھیں گے، تو ان شاء اللہ ہم آگے بڑھیں گے۔

جہاں تک موصوف کی طرف سے آگے پیش کردہ عبارات کا تعلق ہے، تو ان شاء اللہ تعالیٰ، ان کی حقیقت موصوف کی طرف سے ان عبارات کو نقل کرنے کے بعد بیان کی جائے گی۔ اور مفتیِ اعظم پاکستان کے علمی مقام پر مولانا منظور احمد نعمانی صاحب، مولانا سرفراز صفدر صاحب، مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب، اور علامہ ڈاکٹر خالد محمود صاحب رحمہم اللہ کے حوالہ جات پہلے نقل کیے جا چکے ہیں۔ اب اگر موصوف کو ہم پلہ علماء کے فتوے کی ناپ تول کا زیادہ ہی شوق ہے، تو وہ مذکورہ حضرات کے درمیان ناپ تول کر کے اپنا حساب وکتاب بے باق کر سکتے ہیں۔

حضرت تھانوی کی مکاتبت اور دیوبند کے فتوے کا حوالہ

مغالطہ: ...... موصوف نے اس کے بعد لکھا:

> ”مگر اس کے ساتھ ہی اس فتوے کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے اگر تکفیرِ شیعیت کے متعلق حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم کے وہ اشکال پڑھ لیے جائیں، جو انہوں نے حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیے تھے، اور حضرت اقدس تھانوی رحمہ اللہ نے ان کے بصیرت افروز جواب دیئے تھے، تو کافی حد تک اہلِ تشفی حاصل کر سکتے ہیں، وہ اشکالات مع جوابات تھانہ بھون سے نکلنے والے رسالہ ”النور“ میں بھی شائع ہو گئے تھے، اور یہی جوابات ”امداد الفتاویٰ جلد چہارم، ص ۵۸۴ تا ص ۵۸۷، مطبوعہ دیوبند میں بھی موجود ہیں۔ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبدالماجد دریابادی مرحوم کے اشکالات اور حضرت حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ کے وہ تاریخی جوابات یہاں پیش

www.idaraghufran.org

کر دیے جائیں، اس کا پسِ منظر یہ ہے کہ امام اہلِ سنت حضرت مولانا علامہ عبدالشکور فاروقی لکھنوی رحمہ اللہ نے شیعہ اثنا عشریہ کے خارج از اسلام ہونے پر ایک تحقیقی استفتاء مرتب فرما کر شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ، حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمہ اللہ، مولانا مفتی مہدی حسن شاہجہانپوری رحمہ اللہ اور حضرت مولانا محمد ابراہیم بلیاوی رحمہ اللہ جیسے جبالُ العلم کی خدمت میں پیش فرمایا تھا، پھر ان جلیل القدر اہلِ علم کے تصدیقی وتصویبی فتاویٰ کو امام اہلِ سنت رحمہ اللہ نے کتابچے کی صورت میں شائع کر دیا تھا، تو اس کتابچے کو پڑھ کر حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمہ اللہ نے تحریراً اپنے اشکالات ،حضرت تھانوی رحمہ اللہ کی خدمت میں پیش کیے تھے، وہ اشکالات مع جوابات ملاحظہ فرمایئے۔‘‘

جوابِ مغالطہ:...... موصوف نے ’’’امدادالفتاویٰ جلد چہارم، ص۵۸۴ تا ص ۵۸۷‘‘ پر مذکور جس عبارت کا حوالہ دیا ہے، وہ حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمہ اللہ کی طرف سے مورخہ 14 شعبان 1351ھ کو تحریر کردہ ہے۔

اس سے اخذ کیے جانے والے نتیجہ کے متعلق ان شاءاللہ تعالیٰ ہم خود حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی ،اور حضرت مولانا عبدالماجد دریابادی رحمہا اللہ کی طرف سے اس کی توضیح وتشریح پیش کریں گے۔اور اسی طرح مذکورہ تاریخ سے قبل فرقۂ شیعہ کی علی الاطلاق عدمِ تکفیر سے متعلق، مولوی عبدالسلام، ساکن لکھنؤ، متعلم دارالعلوم دیوبند کا استفتاء، اور اس پر تمام جماعتِ (دیوبند) کے مسلک پر مشتمل ،دارالعلوم دیوبند کے رجسٹر کی نقل، اور مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ سے مصدقہ ،فتویٰ، جس پر حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری صاحب، مولانا اعزاز علی صاحب، مولانا مفتی مہدی حسن صاحب، قاضی مسعود احمد صاحب، مولانا مفتی محمد شفیع صاحب، مولانا رسول خان صاحب، مولانا عبدالسمیع صاحب، مولانا سید حسین احمد مدنی صاحب، مولانا شبیر احمد صاحب، مولانا سید اصغر حسین صاحب، مولانا محمد ابراہیم صاحب، اور سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہم اللہ کے دستخط موجود ہیں، اور ساتھ ہی سابق مہتمم دارالعلوم دیوبند حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے حوالہ سے علی الاطلاق تکفیر کے فتوے کا شخصی

فتویٰ ہونا اور جماعتِ دیوبند کی ترجمانی نہ ہونا بھی ان شاء اللہ تعالیٰ ہم باحوالہ نقل کریں گے۔
نیز علامہ عبدالشکور لکھنوی کی رائے پر حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمہ اللہ کا تبصرہ بھی ان شاء اللہ تعالیٰ پیش کریں گے۔جس سے ان شاء اللہ تعالیٰ یہ بات منقح ہوجائے گی کہ ''عدمِ اطلاق'' کے فتوے کی سند جماعتِ دیوبند واکابر مشائخِ دیوبند سے موجود ہے،جس کے بعد موصوف کی طرف سے اجتماعی فتویٰ کے بالمقابل شخصی فتوے کے دعوے کی حقیقت بھی روشن ہوجائے گی۔
اور موصوف دارالعلوم دیوبند کے جس فتوے کا حوالہ دے رہے ہیں،اس کی تحقیق وتصدیق کے لئے موصوف سے اس کی تاریخ اور سند بھی معلوم کریں گے،اور یہ بھی کہ اس فتوے پر حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمہ اللہ کے بھی دستخط ہیں کہ نہیں؟اور اس طرح کے فتوے کے متعلق حضرت مفتی صاحب کی طرف سے ان شاء اللہ تعالیٰ وضاحت بھی پیش کریں گے (جاری ہے............)

www.idaraghufran.org

کیا آپ جانتے ہیں؟

مفتی محمد رضوان

دلچسپ معلومات، مفید تجزیات اور شرعی احکامات پر مشتمل سلسلہ

تکرارِ جنازہ وانتقالِ میت کی تحقیق (قسط5)

ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی روایت

امام ابنِ منذر نے حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ:

توفي عاصم بن عمر، وابن عمر غائب، فقدم بعد، قال :قال أيوب : أحسبه قال :بثلاث، فقال :أروني قبر أخي، فأروه فصلى عليه (الأوسط في السنن والإجماع، رقم الحديث : ٣١١٢،ذكر المدة التي إليها يصلى على القبر)

ترجمہ: عاصم بن عمر کی وفات ہوگئی، اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہیں تھے، وہ کچھ دیر بعد تشریف لائے، ایوب راوی کہتے ہیں کہ میرے گمان کے مطابق تین دن بعد تشریف لائے، پھر فرمایا کہ مجھے میرے بھائی کی قبر دکھلاؤ، لوگوں نے ان کو قبر دکھلائی ،تو حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی (الأوسط لابنِ منذر)

ابنِ ابی شیبہ نے بھی اپنی مصنف میں تدفین کے بعد نمازِ جنازہ پڑھنے کے باب میں حضرت نافع سے حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کے واقعہ کو اسی طرح روایت کیا ہے۔ [1]

البتہ ابنِ ابی شیبہ نے زیارتِ قبور کے باب میں حضرت نافع سے ان الفاظ میں روایت کیا ہے کہ:

توفي عاصم بن عمر ، وابن عمر غائب ، فلما قدم ، قال دلوني على قبره فوقف عليه ساعة يدعو (مُصنف ابن أبي شيبة ، رقم الحديث : ١١٩٣٢)

ترجمہ: عاصم بن عمر کی وفات ہوگئی، اور ابنِ عمر رضی اللہ عنہ اس وقت موجود نہیں تھے، پھر جب وہ تشریف لائے ،تو فرمایا کہ مجھے ان کی قبر دکھلاؤ، پھر حضرت ابنِ عمر رضی اللہ

[1] ، عَنْ نَافِعٍ ، قَالَ تُوُفِّيَ عَاصِمُ بْنُ عُمَرَ ، وَابْنُ عُمَرَ غَائِبٌ فَقَدِمَ بَعْدَ ذَلِكَ ، قَالَ أَيُّوبُ أَحْسَبُهُ ، قَالَ بِثَلاَثٍ ، قَالَ :فَقَالَ :أَرُونِي قَبْرَ أَخِي فَأَرُوهُ فَصَلَّى عَلَيْهِ(مُصنف ابن أبي شيبة ، رقم الحديث : ١٢٠٦٣)

www.idaraghufran.org

عنہ نے قبر پر کچھ دیر کھڑے ہو کر دعاء کی (ابنِ ابی شیبہ)

اورعبدالرزاق نے اپنی مصنف میں حضرت نافع سے روایت کیا ہے کہ:

كان ابن عمر إذا انتهى إلى جنازة وقد صلى عليها دعا وانصرف ولم يعد الصلاة(مصنف عبد الرزاق ، رقم الحديث : ۶۵۵۴)

ترجمہ: ابنِ عمر رضی اللہ عنہ جب کسی جنازہ میں آتے ،جس کی نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی ہوتی ،تو وہ دعاء کر کے واپس لوٹ جاتے تھے،اور وہ دوبارہ نمازِ جنازہ نہیں پڑھا کرتے تھے (مصنف عبدالرزاق)

بعض حضرات نے نمازِ جنازہ پڑھنے والی روایت کو ترجیح دی اور بعض نے دوسری روایت کو ترجیح دی۔

لیکن تعصب سے بالاتر ہو کر ہمیں یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ حضرت ابنِ عمر رضی اللہ عنہ کی جن روایات سے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنا ثابت ہے،وہ اس بات کی دلیل ہیں کہ یہ عمل گناہ و بدعت کے زمرہ میں نہیں آتا ،اور جن روایات سے دعاء پر اکتفاء کرنا ثابت ہے ،ان سے معلوم ہوتا ہے کہ دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنا،ضروری ،یا سنت عمل نہیں۔

اگر کوئی یہ عمل کر لے،تو جائز ہے،اور نہ کرے،تو بھی جائز ہے،گناہ کوئی سا عمل نہیں۔

ابنِ سیرین کی روایت

ابوحرّہ سے روایت ہے کہ:

عَنِ ابْنُ سِيرِينَ ، أَنَّهُ كَانَ يَقُولُ إِذَا سُبِقَ الرّجلِ بِالْجَنَازَةِ فليُصَلّ عَلَى الْقَبْرِ(مُصنف ابن أبي شيبة ، رقم الحديث : ۱۲۰۶۴)

ترجمہ: حضرت ابنِ سیرین یہ فرمایا کرتے تھے کہ جب آدمی نمازِ جنازہ سے رہ جائے،تو اسے چاہیے کہ وہ قبر پر نمازِ جنازہ پڑھ لے (ابنِ ابی شیبہ)

اور ابنِ عون سے روایت ہے کہ:

كُنتُ مَعَ ابْنِ سِيرِينَ وَنَحْنُ نُرِيدُ جَنَازَةً فَسُبِقْنَا بِهَا حَتَّى دُفِنَتْ ، قَالَ : فَقَالَ ابْنُ سِيرِينَ :تَعَالَ حَتَّى نَصْنَعَ كَمَا صَنَعُوا ، قَالَ :فَكَبَّرَ عَلَى الْقَبْرِ أَرْبَعًا(مُصنف ابن أبي شيبة ، رقم الحديث : ۱۲۰۶۵)

www.idaraghufran.org

ترجمہ: میں ابنِ سیرین کے ساتھ تھا، اور ہم ایک جنازہ کے لیے جا رہے تھے، جس سے ہم رہ گئے، یہاں تک کہ اس کی تدفین ہو چکی، تو ابنِ سیرین نے (ابنِ عون سے) فرمایا کہ آپ تشریف لے آئیں، ہم اسی طرح عمل کریں گے، جس طرح لوگوں نے عمل کیا، پھر ابنِ سیرین نے قبر پر چار تکبیرات کہیں (ابنِ ابی شیبہ)

ابنِ سیرین رحمہ اللہ کا شمار جلیلُ القدر تابعین میں ہوتا ہے۔

ان کے مذکورہ قول وفعل سے معلوم ہوا کہ میت کی ایک مرتبہ نمازِ جنازہ پڑھ چکنے کے بعد دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھنا گناہ، یا بدعت والا عمل نہیں، بالخصوص ان لوگوں کے لیے، جو پہلی مرتبہ نمازِ جنازہ میں شریک نہ ہو سکے ہوں، خواہ میت کی تدفین کی جا چکی ہو۔

بشیر بن کعب کی روایت

حضرت قتادہ سے روایت ہے کہ:

أَنَّ بُشَيْرَ بْنَ كَعْبٍ انْتَهَى إِلَى جِنَازَةٍ وَقَدْ صُلِّيَ عَلَيْهَا فَصَلَّى(مُصنف ابن أبی شیبة ، رقم الحديث : ١٢٠٦٧ ،في الميت يصلى عليه بعد ما دفن من فعله)

ترجمہ: بشیر بن کعب ایک جنازہ میں آئے، جس کی نمازِ جنازہ پڑھی جا چکی تھی، تو آپ نے اس کی نمازِ جنازہ پڑھی (ابنِ بی شیبہ)

بشیر بن کعب کا شمار بھی تابعین میں ہوتا ہے، جنھوں نے صحابہ کا دور پایا۔ [1]

اس روایت سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے، جو اوپر حضرت ابنِ سیرین کی روایات میں گزری۔

(جاری ہے......)

---

[1] بشير بن كعب بن أبى الحميرى العدوى ****(خ)

الفقيه، أبو أيوب الحميرى، العدوى، البصرى، العابد، أحد المخضرمين.

قيل :إن أبا عبيدة بن الجراح استعمله على بعض الأمور.

حدث عن :أبى ذر، وأبى الدرداء ، وأبى هريرة.

حدث عنه :عبد الله بن بريدة، وقتادة، وطلق بن حبيب، والعلاء بن زياد، وثابت البنانى، وجماعة.

وثقه :النسائى، وغيره.

وكان أحد القراء والزهاد -رحمه الله(سير أعلام النبلاء، ج۴،ص ۳۵۱)

www.idaraghufran.org

عبرت کدہ حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام: قسط83 مولانا طارق محمود

﴿اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَعِبْرَۃً لِّاُولِی الْاَ بْصَارِ﴾

عبرت وبصیرت آمیز حیران کن کائناتی تاریخی اور شخصی حقائق

موسیٰ علیہ السلام کی قوم پر ناراضگی

جب موسیٰ علیہ السلام ''توراۃ'' کی تختیاں لے کر تشریف لائے،اور بچھڑا پرستی کا منظر دیکھا،تو اپنی قوم کی نادانی پر انہیں سخت افسوس ہوا،اور بہت سخت غضبناک اور رنجیدہ ہوئے،اور فرمایا کہ میرے بعد تم نے میری بری نیابت کی،کیا تم نے اپنے رب کا حکم آنے سے پہلے جلد بازی کی،تم نے میرے بعد اس کا خیال نہیں رکھا،جو میں تمہیں کہہ کر گیا تھا،میں تمہارے ذمہ ایک کام لگا کر گیا تھا کہ میرے بعد تم اتحاد واتفاق سے رہنا،ور گمراہی اور کفر وشرک کی باتوں سے بچتے رہنا،میں دیکھتا ہوں کہ تم نے میرا کہا نہیں مانا،اور میری جانشینی کا کام اپنی غفلت کے ہاتھوں ضائع ہونے دیا،کیا میں نے تمہیں صاف طور نہیں سمجھا دیا تھا کہ میں اللہ عزوجل سے تمہارے لیے قانون لینے جا رہا ہوں،اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق میں تمہارے لیے زندگی بسر کرنے کے پورے پورے قانون لے کر آؤں گا،اس وقت تک اپنی طرف سے کوئی بے ہودہ رسم قائم نہ کر لینا،اور صبر کے ساتھ میرے آنے کا انتظار کرنا،تم پر ایسی کیا مصیبت آ پڑی تھی کہ میرے آنے کا انتظار نہ کیا۔ [1]

پھر حضرت موسیٰ نے تختیاں رکھ دیں،اور دونوں ہاتھ خالی کر لیے،اور اپنے بھائی حضرت ہارون کا سر اور ڈاڑھی پکڑ کر اپنی طرف کھینچا،حضرت موسیٰ کا غصہ مفسدین کی شرارت پر تھا،اور غم اور افسوس اپنی قوم کی نادانی اور جہالت پر،لیکن یہ فطری بات ہے کہ غم وغصہ کا سب سے پہلے اظہار اس

---

[1] یخبر تعالی أن موسی علیه السلام لما رجع إلی قومه من مناجاة ربه تعالی وهو غضبان أسف قال أبو الدرداء: الأسف أشد الغضب .قال بئسما خلفتمونی من بعدی یقول بئس ما صنعتم فی عبادة العجل بعد أن ذهبت وترکتکم، وقوله أعجلتم أمر ربکم یقول استعجلتم مجیئی إلیکم وهو مقدر من الله تعالی .وقوله وألقی الألواح وأخذ برأس أخیه یجره إلیه (تفسیر ابنِ کثیر، ج۳ص۴۲۸، سورۃ الاعراف)

www.idaraghufran.org

شخصیت پر ہونا لازمی تھا، جس کے ذمہ قوم کا انتظام وانصرام تھا، یعنی ہارون علیہ السلام پر، کیونکہ وہی آپ کے جانشین اور خلیفہ تھے۔

حضرت ہارون نے عرض کیا کہ اے میری ماں کے بیٹے! گمراہوں نے مجھے کمزور سمجھا، اور قریب تھے کہ مجھے مارڈالیں، پس آپ میرے ساتھ جو معاملہ کررہے ہیں، اس سے دشمن خوش ہوں گے آپ مجھے مشرکوں کا ہمنوا نہ سمجھیں۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَمَّا رَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ بِئْسَمَا خَلَفْتُمُوْنِىْ مِنْۢ بَعْدِىْ اَعَجِلْتُمْ اَمْرَ رَبِّكُمْ وَاَلْقَى الْاَلْوَاحَ وَاَخَذَ بِرَاْسِ اَخِيْهِ يَجُرُّهٗٓ اِلَيْهِ قَالَ ابْنَ اُمَّ اِنَّ الْقَوْمَ اسْتَضْعَفُوْنِىْ وَكَادُوْا يَقْتُلُوْنَنِىْ فَلَا تُشْمِتْ بِىَ الْاَعْدَآءَ وَلَا تَجْعَلْنِىْ مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ (سورۃ الاعراف، رقم الآیۃ ۱۵۰)

یعنی''اور جب لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصے میں، افسوس کرتے ہوئے تو کہا کہ بری ہے جو تم نے میری جانشینی کی میرے بعد، کیا تم نے جلدی کی اپنے رب کے حکم سے، اور ڈال دیں تختیاں، اور پکڑ لیا اپنے بھائی کے سر کو کھینچتے تھے اسے اپنی طرف، کہا ہارون نے اے میری ماں کے بیٹے! بے شک قوم نے کمزور سمجھا مجھے اور قریب تھے کہ مجھے قتل کردیتے، تو نہ تو خوش کر مجھ پر دشمنوں کو، اور نہ شامل کر مجھے ظالم قوم کے ساتھ''۔

اور سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِىْ. قَالُوْا مَآ اَخْلَفْنَا مَوْعِدَكَ بِمَلْكِنَا وَلٰكِنَّا حُمِّلْنَآ اَوْزَارًا مِّنْ زِيْنَةِ الْقَوْمِ فَقَذَفْنٰهَا فَكَذٰلِكَ اَلْقَى السَّامِرِيُّ (سورۃ طٰہٰ، رقم الآیات ۸۶، ۸۷)

یعنی''تو لوٹے موسیٰ اپنی قوم کی طرف بہت غصے میں افسوس کرتے ہوئے، کہا کہ اے میری قوم! کیا نہیں وعدہ کیا تھا تم سے تمہارے رب نے اچھا وعدہ، تو کیا لمبی ہوگئی تم پر

www.idaraghufran.org

مدت(میری جدائی کی) یا تم نے چاہا کہ اترے تم پر غضب تمہارے رب کی طرف سے، تو تم نے خلاف ورزی کی میرے وعدے کی۔ انہوں نے کہا ہم نے خلاف ورزی نہیں کی تیرے وعدے کی اپنے اختیار سے، اور لیکن ہم پر لادد یے گئے کچھ بوجھ (فرعون کی) قوم کے زیورات سے، تو ہم نے پھینک دیا انہیں (آگ میں) تو اس طرح (کچھ) پھینکا سامری نے (بھی)"۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کا غصہ عام لوگوں کی طرح نہ تھا، جو اپنی بات نیچی ہوتے دیکھ کر آپے سے باہر ہو جاتے، حضرت موسیٰ اپنی ایمانی غیرت سے بے قابو ہو گئے تھے، ان کو یہ گمان ہو گیا تھا کہ حضرت ہارون کی طرف سے کوتاہی ہوئی ہے، یہ حق کی حمایت کا جوش ایمان کا جوش تھا، جس کی وجہ سے آپ نے تورات کی تختیاں پکڑ کر بڑے بھائی کے سر اور ڈاڑھی کے بال پکڑ کر انہیں اپنی طرف کھینچا، اس میں نہ کوئی خود غرضی تھی، اور نہ حضرت ہارون کی توہین مقصود تھی، بلکہ یہ اس بات کا اعلان تھا کہ حق کی حمایت میں رشتہ داری کوئی چیز نہیں، اور یہی سبق بنی اسرائیل کو سکھانا تھا۔

سورہ طٰہٰ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ يٰهٰرُوْنُ مَا مَنَعَكَ اِذْ رَاَيْتَهُمْ ضَلُّوْٓا. اَلَّا تَتَّبِعَنِ اَفَعَصَيْتَ اَمْرِىْ. قَالَ يَبْنَؤُمَّ لَا تَاْخُذْ بِلِحْيَتِىْ وَلَا بِرَاْسِىْ اِنِّىْ خَشِيْتُ اَنْ تَقُوْلَ فَرَّقْتَ بَيْنَ بَنِىْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ وَلَمْ تَرْقُبْ قَوْلِىْ (سورة طٰـهٰ، رقم الآيات ۹۲ الیٰ ۹۴)

یعنی"(موسیٰ نے) کہا اے ہارون کس چیز نے روکا تجھے، جب تو نے دیکھا انہیں (کہ) وہ گمراہ ہو گئے۔ (اس بات سے) کہ تو میری پیروی نہ کرے، تو کیا تو نے نافرمانی کی میرے حکم کی۔ (ہارون نے) کہا اے میری ماں کے بیٹے! نہ پکڑ میری ڈاڑھی کو، اور نہ میرے سر کو، بے شک میں ڈرا کہ تو کہے گا تو نے پھوٹ ڈال دی بنی اسرائیل کے درمیان، اور نہیں تو نے انتظار کیا میری بات کا۔

حضرت ہارون کا یہ معقول بیان سن کر حضرت موسیٰ کا غصہ ان کی جانب سے تو دور ہو گیا اور دل نرم ہوا اور حق تعالیٰ سے دعا فرمانے لگے کہ اے اللہ! مجھے اور میرے بھائی کو بخش دیں، میں نے ان

کے ساتھ جو برتاؤ کیا ہے، اس کو معاف کردیں، اور بھائی نے جو کمزوری کا مظاہرہ کیا ہے، اس کو بھی معاف کریں اور آپ اپنی مہربانی میں ہمیں شامل فرمائیں، آپ ارحم الراحمین ہیں۔

قرآن مجید کی سورہ اعراف میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

قَالَ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ

(سورة الاعراف، رقم الآية ۱۵۰)

یعنی ''کہا (موسیٰ نے) اے میرے رب! تو بخش دے مجھے اور میرے بھائی کو اور داخل فرما ہمیں اپنی رحمت میں، اور تو زیادہ رحم کرنے والا ہے رحم کرنے والوں میں سے''۔

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ بائبل میں بعض انبیاء کو مختلف قسم کے شدید گناہوں میں ملوث قرار دیا گیا ہے، ان میں سے ایک حضرت ہارون علیہ السلام بھی ہیں، جنہیں بنی اسرائیل کے اس شرک کے جرم میں شریک ہی نہیں، بلکہ اس کا محرک اور اس میں معاون قرار دیا گیا ہے۔ [1]

قرآن مجید نے حضرت ہارون علیہ السلام کو یہود کے اس اتہام سے بالکل بری قرار دیا ہے، اور وضاحت کردی کہ بچھڑا بنانے والا ہارون نہیں، بلکہ سامری تھا، تورات کی تحریف اور مسخ کی شہادت اس سے زیادہ اور کیا ہوگی کہ جو کتاب اسی ''باب خروج'' میں ہارون علیہ السلام کو اللہ کا پیغمبر اور حضرت موسیٰ کا وزیر ظاہر کرتی ہے، وہی تورات اس جگہ ہارون علیہ السلام کو العیاذ باللہ نہ صرف مشرک، بلکہ ایک بت پرست ثابت کررہی ہے، بلکہ شرک کا معلم اور بت پرستی کا رہنما بتا رہی ہے۔

تورات کے مطالعہ سے بآسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اہلِ کتاب کی بوالعجبیوں اور کتابُ اللہ

---

[1] اس سلسلہ میں بائبل کی درج ذیل عبارت ملاحظہ فرمائیے:

اور جب لوگوں نے دیکھا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے پہاڑ سے اترنے میں دیر لگائی، تو وہ ہارون علیہ السلام کے پاس جمع ہوکر اس سے کہنے لگے کہ اٹھ ہمارے لیے دیوتا بنادے، جو ہمارے آگے آگے چلے، کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ اس مرد حضرت موسیٰ علیہ السلام کو جو ہم کو ملکِ مصر سے نکال کرلیا، کیا ہوگیا، ہارون نے ان سے کہا تمہاری بیویوں اور لڑکوں، لڑکیوں کے کانوں میں جو سونے کی بالیں ہیں، ان کو اتار کر میرے پاس لے آؤ، چنانچہ سب لوگ ان کے کانوں سے سونے کی بالیاں اتار اتار کر ان کو ہارون علیہ السلام کے پاس لے آئے، اور اس نے ان کو ان کے ہاتھوں سے لے کر ایک ڈھالا ہوا بچھڑا بنایا، جس کی صورت چھینی سے ٹھیک کی، تب وہ کہنے لگے اے اسرائیل! یہی وہ تیرا دیوتا ہے، جو تجھ کو ملکِ مصر سے نکال کرلایا، یہ دیکھ کر ہارون علیہ السلام نے اس کے آگے ایک قربان گاہ بنائی، اور اس نے اعلان کردیا کہ کل خداوند کے لیے عید ہے (خروج، باب ۳۲، آیت ۵ تا ۹)

www.idaraghufran.org

میں تحریفات کی داستانوں میں سب سے زیادہ قابلِ نفرت داستان یہ ہے کہ وہ اللہ کے جن برگزیدہ انسانوں کو جو نبی اور پیغمبر سمجھے جاتے ہیں، ان ہی پر شرک وکفر اور بداخلاقیوں کی تہمت لگانے میں بھی نہیں جھجکتے، چنانچہ اس مقام پر بھی سامری کے مشرکانہ عمل کو حضرت ہارون علیہ السلام کی طرف منسوب کردیا، قرآن مجید اس خرافات کی پرزور تردید کرتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہارون علیہ السلام کا دامن اس قسم کی ناپاکی سے قطعاً پاک ہے، بچھڑا بنانا، اور بچھڑا پرستی کی ترغیب دینا ''سامری'' کا کام تھا، نہ کہ ہارون علیہ السلام جیسے برگزیدہ نبی کا، انہوں نے سختی کے ساتھ بنی اسرائیل کو اس ناپاک حرکت سے باز رکھنے کی سعی کی، مگر وہ بدبخت کسی طرح نہیں مانے (ماخوذ از: قصص القرآن للسیوہاروی، ج۱ص۳۸۱، ۳۸۲ ''حضرت موسیٰ وہارون علیہما السلام'')

چنانچہ سورہ طٰہٰ میں حضرت ہارون علیہ السلام کی وضاحت کے متعلق، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

وَلَقَدْ قَالَ لَهُمْ هٰرُوْنُ مِنْ قَبْلُ يٰقَوْمِ اِنَّمَا فُتِنْتُمْ بِهٖ وَاِنَّ رَبَّكُمُ الرَّحْمٰنُ فَاتَّبِعُوْنِىْ وَاَطِيْعُوْٓا اَمْرِىْ.قَالُوْا لَنْ نَّبْرَحَ عَلَيْهِ عٰكِفِيْنَ حَتّٰى يَرْجِعَ اِلَيْنَا مُوْسٰى(سورة طٰـهٰ، رقم الآيات ٩٠، ٩١)

یعنی ''اور بلاشبہ یقیناً کہا تھا ان سے ہارون نے پہلے ہی کہا کہ اے میری قوم! بے شک تم آزمائے گئے ہو اس (بچھڑے) کے ذریعے، اور بے شک تمہارا رب ہی رحمان ہے، سو میری پیروی کرو، اور اطاعت کرو میرے حکم کی۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ہمیشہ رہیں گے اس (کی عبادت) پر قائم رہنے والے، یہاں تک لوٹ آئے ہماری طرف موسیٰ''۔

طب وصحت

حکیم مفتی محمد ناصر

ایلوویرا (Aloe Vera) اور ''ثُفَّاءُ'' (Garden Cress) کی افادیت

بعض احادیث میں ''صَبِرُ '' اور ''ثُفَّاءُ'' دو چیزوں کی افادیت کا ذکر آیا ہے۔

''صَبِرُ'' ایک پودے کا عربی نام ہے، اس پودے کو پنجابی میں مصبرؔ، اور ہندی میں ایلوا، اور انگریزی میں ایلوویرا (Aloe Vera) کہا جاتا ہے، یہ ایک مشہور کڑوا پودا ہے، جو عام طور پر دستیاب ہو جاتا ہے، اور گملوں یا کیاریوں میں آسانی سے لگایا جاسکتا ہے۔ [1]

اور ''ثُفَّاءُ'' بھی ایک پودے کا عربی نام ہے، اس پودے کو انگریزی میں (Garden Cress) کہا جاتا ہے، اس پودے کا انگریزی میں سائنسی نام (Lepidium Sativum) ہے، اس پودے کے بیج دواء کے طور پر عموماً استعمال کیے جاتے ہیں، ''ثُفَّاءُ'' کے بیجوں کو عربی میں حب الرشاد یا خرف اور فارسی میں تخمِ سپنداں اور پنجابی میں ہالوں کہا جاتا ہے۔ [2]

پہلے ''صَبِرُ ''یعنی ایلوویرا، اور ''ثُفَّاءُ'' یعنی ہالوں سے متعلق ذیل میں احادیث نقل کی جاتی ہیں۔

نبیہ بن وھب رحمہ اللہ سے روایت ہے کہ:

قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ حَتَّى إِذَا كُنَّا بِمَلَلٍ، اشْتَكَى عُمَرُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ عَيْنَيْهِ، فَلَمَّا كُنَّا بِالرَّوْحَاءِ اشْتَدَّ وَجَعُهُ فَأَرْسَلَ إِلَى أَبَانَ بْنِ عُثْمَانَ يَسْأَلُهُ، فَأَرْسَلَ إِلَيْهِ أَنِ اضْمِدْهُمَا بِالصَّبِرِ، فَإِنَّ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ، حَدَّثَ عَنْ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الرَّجُلِ إِذَا اشْتَكَى عَيْنَيْهِ، وَهُوَ مُحْرِمٌ ضَمَّدَهُمَا بِالصَّبِرِ (مسلم، رقم الحديث ٨٩"١٢٠٤"، باب جواز مداواة المحرم عينيه)

ترجمہ: وہ کہتے ہیں کہ ہم ابان بن عثمان رحمہ اللہ کے ساتھ نکلے، یہاں تک کہ جب ہم

---

[1] ایلوا یا مصبرؔ ایک پودے کا جما ہوا انتہائی کڑوا نچوڑ ہوتا ہے، ایلوا کے خاندان سے تعلق رکھنے والے پودے سدا بہار ہوتے ہیں، اس پودے کا جما ہوا مادہ مختلف دواؤں میں استعمال ہوتا ہے، اس پودے کے پتے سخت دندانے دار ہوتے ہیں۔

[2] ''ثُفَّاءُ'' یا ہالوں کا پودا ایک ہموار، سیدھا اور بغیر بُر کے تقریبا دو یا اڑھائی فٹ بلند ہوتا ہے، یہ جلد اُگنے والی خوردنی جڑی بوٹی ہے، اسے فصل کے طور پر بھی کاشت کیا جاتا ہے، اس پودے کا سلاد کے پتوں یا آبی سلاد کے خاندان سے تعلق ہے۔

www.idaraghufran.org

ملل کے مقام پر پہنچے، تو عمر بن عبید اللہ کی آنکھوں میں تکلیف ہوئی، اور جب روحاء کے مقام پر پہنچے تو شدید درد ہونے لگا، تب انہوں نے ابان بن عثمان کی طرف اس مسئلہ کے بارے میں اپنا قاصد بھیجا، چنانچہ ابان نے ان کو جواب بھیجا کہ ایلوے کا لیپ لگالو کیونکہ عثمان رضی اللہ عنہ نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی ہے کہ جب ایک آدمی کی آنکھوں میں تکلیف ہوگئی تھی، اور وہ آدمی احرام کی حالت میں تھا تو رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی دونوں آنکھوں پر ایلوے کا لیپ کرایا تھا (مسلم)

اور ایک روایت میں ہے کہ:

عمر بن عبید اللہ بن معمر کی آنکھوں میں (احرام کی حالت میں) تکلیف ہوئی، تو انہوں نے آنکھوں میں سرمہ لگانے کا ارادہ کیا، تو ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے انہیں (احرام کی حالت میں آنکھوں میں) سرمہ لگانے سے منع کیا، اور انہیں آنکھ پر ایلوا کا لیپ کرنے کا حکم دیا، اور عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے حدیث روایت کی کہ انہوں نے بھی یہی عمل کیا تھا (مسلم، حدیث نمبر ''۹۰ ۱۲۰۴''، باب جواز مداواۃ المحرم عینیہ)

اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ:

عمر بن عبید اللہ بن معمر کو احرام کی حالت میں ملل مقام پر آنکھوں میں تکلیف ہوئی، تو انہوں نے ابان بن عثمان رحمہ اللہ کی طرف یہ پوچھنے کے لئے پیغام بھیجا کہ وہ اس تکلیف کا کس چیز سے علاج کریں؟ تو ابان بن عثمان رحمہ اللہ نے اُن سے کہا کہ دونوں آنکھوں پر ایلوا کا لیپ کریں، اور یہ کہ میں نے (اپنے والد) عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سنا ہے کہ انہوں نے رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح بیان کیا کہ آپ نے فرمایا کہ ایلوا سے آنکھ کا لیپ کرو (مسند حمیدی، حدیث نمبر ۳۷، ج ۱، ص ۳۲)

اہلِ علم حضرات نے مذکورہ احادیث سے مختلف احکام بیان کیے ہیں۔

مذکورہ احادیث سے آنکھوں کی تکلیف یعنی آشوبِ چشم میں آنکھوں پر ''صَبِر'' یعنی ایلوویرا (Aloe Vera) کا لیپ کرنے کا حکم اور اس عمل کی افادیت معلوم ہوئی۔ (جاری ہے......)

www.idaraghufran.org

اخبارِ ادارہ مفتی محمد ناصر

ادارہ کے شب وروز

□...... 24/ربیع الاول، اور یکم/8/15 اور22ربیع الآخر1444ھ بروز جمعہ متعلقہ مساجد میں وعظ ومسائل کے سلسلے حسبِ معمول ہوئے۔

□...... 19/26ربیعُ الاول، اور3/10/17، اور 24ربیعُ الآخر 1444ھ، بروز اتوار مدیر صاحب کی اصلاحی مجالس صبح تقریباً ساڑھے دس بجے ادارہ غفران میں منعقد ہوتی رہیں۔

□...... 28/ربیعُ الاول، بروز منگل، جناب مولانا ضیاء صاحب کی دعوت پر مفتی صاحب مدیر کا تلہ گنگ اور جھاٹلہ کا سفر ہوا، تلہ گنگ میں جامعہ عربیہ ظہورُ الاسلام جانا ہوا، جہاں جامعہ کے مہتمم مولانا اخلاق احمد صاحب، اور مولانا عبیدالرحمٰن انور صاحب (خطیب مرکزی عیدگاہ، تلہ گنگ) سے ملاقات ہوئی، اس کے بعد جامعہ بیتُ السلام جانا ہوا، جہاں مفتی وقار صاحب سے ملاقات ہوئی، دوپہر کو جھاٹلہ جانا ہوا، جہاں علاقہ کی مسجد میں مفتی صاحب مدیر کا بیان ہوا، اور اہلِ علاقہ سے ملاقاتیں ہوئی، اور بحمداللہ اسی روز بخیریت واپسی ہوئی، اس سفر میں مولانا عبدالسلام صاحب، مولانا بلال صاحب اور بندہ ہمراہ تھے۔

□...... 29/ربیعُ الاول، بروز بدھ، بوقت دوپہر مفتی صاحب مدیر نے اپنے ایک قدیم رفیق حاجی نیاز صاحب کے بھتیجے جاوید علی صاحب (برادر ارشد صاحب) کا نکاحِ مسنون پڑھایا۔

□...... 30/ربیعُ الاول، بروز جمعرات مفتی صاحب مدیر کا، اپنے قدیم رفیق جناب شیر محمد صاحب کے بیٹے کی دعوتِ ولیمہ میں چند اراکینِ ادارہ کے ساتھ جانا ہوا۔

□...... 2/ربیعُ الآخر، بروز ہفتہ مفتی صاحب مدیر کا اپنے ایک عزیز کی دعوتِ ولیمہ میں شرکت کے لئے جہلم جانا ہوا۔

□...... 5/ربیعُ الآخر، بروز منگل، بعد عشاء مفتی صاحب مدیر کا المظفر مسجد، سٹیلا ئٹ ٹاؤن میں بیان ہوا۔

□...... 12/ربیعُ الآخر، بروز منگل، بعد عشاء مفتی صاحب مدیر، اپنے برادرِ نسبتی جناب قاری فضل الحکیم صاحب کے بیٹے مولانا عبداللہ صاحب کی دعوتِ ولیمہ میں مدعو تھے۔

□...... 14/ربیعُ الآخر، بروز جمعرات، بعد عشاء مفتی صاحب مدیر نے جناب زاہد صاحب (صراف) کے بیٹے جناب سیف صاحب کا نکاحِ مسنون پڑھایا، اور 17/ربیعُ الآخر، بروز اتوار، عشائیہ پر موصوف کی دعوتِ ولیمہ میں شریک ہوئے۔

□...... 16/ربیعُ الآخر، بروز ہفتہ کی رات، رِوات میں واقع ادارہ کی شاخ میں جناب شیر محمد صاحب (کارکن، ادارہ) کی بیٹی کے نکاحِ مسنون کی تقریب ہوئی۔

www.idaraghufran.org